محسن نعیمیات، ناشر و مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت، امین افکار صدر الافاضل، حضرت
علامہ مولانا محمد یامین نعیمی سنبھلی تغمدہ اللہ القوی، سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد،
کی حیات اور علمی و عملی، تعلیمی و تعمیری خدمات کا ایک حسین مرقع

مولانا یامین نعیمی احوال و آثار

تالیف

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء، مدینہ مسجد محلہ علی خان، کاشی پور، اتراکھنڈ

محسن نعیمیات، ناشر و مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت، امین افکار صدر الافاضل،
حضرت علامہ مولانا محمد یامین نعیمی سنبھلی تغمدہ اللہ القوی، سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد،
کی حیات اور علمی و عملی، تعلیمی و تعمیری خدمات کا ایک حسین مرقع

مولانا یامین نعیمی احوال و آثار

تالیف:

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

ناشر:

مکتبہ نعیمیہ دہلی

تفصیلات

کتاب: مولانا یامین نعیمی (سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد) احوال وآثار

مؤلف: محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

حسب فرمائش: مفتی اعظم باسنی مفتی ولی محمد رضوی، مفتی محمد سلیمان نعیمی برکاتی، شہزادہ مولانا یامین نعیمی، محترم ضیاء اشرف سنبھلی

ناشر: مکتبہ نعیمیہ دہلی

سال اشاعت: ۱۴۴۳ھ ۲۰۲۲ء

بموقع مہتمم صاحب کا پہلا عرس

صفحات ---------------

ملنے کا پتہ

مکتبہ نعیمیہ دہلی۔ مکتبہ اشرفیہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد

فہرست مشمولات

انتساب

فقیر اپنی اس کاوش کو

صدر الافاضل کے منظور نظر، جامعہ نعیمیہ اور اجمل العلوم، کے سابق مہتمم و مدرس،

مصلح و معمار قوم وملت،

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد یونس نعیمی سنبھلی قدس اللہ سرہ القوی

کی بارگاہ سے منسوب و معنون کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے،

جن کی مشفقانہ توجہات و کرم نوازیوں نے مہتمم مولانا محمد یامین نعیمی علیہ الرحمہ کو ترقیوں و کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔ جس کا اظہار خود مہتمم مولانا محمد یامین نعیمی علیہ الرحمہ نے ان الفاظ سے کیا ہے:

"میں اپنے اس عظیم محسن اور آقا کو کیسے فراموش کروں،
جنہوں نے مجھے زندگی کی سب سے قیمتی متاع سے نوازا۔
جن کی بارگاہ سے مجھے زندگی کا عرفان حاصل ہوا۔
جن کے سائے میں رہ کر میں نے بصیرت حاصل کی۔"

گر قبول افتد زہے عزو شرف

نیاز کیش، محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی غفرلہ ولابویہ

نذر عقیدت

فقیر اپنی اس کاوش کو اپنے کرم فرما، مہتمم صاحب کے منظور نظر، سنی تبلیغی جماعت کے سربراہ اعلیٰ، مفتی اعظم باسنی و قاضی شرع ضلع ناگور شریف، محسن اہل سنت، مصلح قوم وملت، ناشر و مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت، پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا

مفتی ولی محمد رضوی خلیفہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ

کی بارگاہ عالیہ میں نذر کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے جن کے بار بار مشفقانہ اصرار اور مخلصانہ دلچسپی کے پیش نظر احقر اس مجموعہ کی تیاری میں دوسرے سارے قلمی کام چھوڑ کر متوجہ ہوا۔

مہتمم صاحب کے حالات و خدمات کو کتابی شکل میں پیش کیے جانے کے حوالے سے جو حضرات خواہش مند تھے ان میں سرفہرست آپ کی ذات گرامی ہے۔

اللہ پاک حضرت کا سایہ اہل سنت و جماعت پر تادیر باقی رکھے اور امت کو آپ کی برکتوں سے فیض یاب فرمائے۔

نیازکیش: **محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی غفرلہ ولابویہ**

سوانحی خاکہ

اسم گرامی: محمد یامین

نسبت: نعیمی، اشرفی

خاندان: ترک

والد گرامی: حافظ اصغر حسین سنبھلی

تایا گرامی: مفتی یونس نعیمی سنبھلی

جد امجد: حاجی ابرار حسین سنبھلی

ولادت: ماہ جمادی الآخرۃ ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۷/ جولائی ۱۹۳۹ء بروز جمعرات

وطن: محلہ دیپا سرائے سنبھل، مرادآباد

آغاز تعلیم: ۱۹۴۳ء بعمر چار سال، جامعہ نعیمیہ مرادآباد

داخلہ: جامعہ نعیمیہ مرادآباد۔ ۱۹۴۵ء

مادر علمی: جامعہ نعیمیہ مرادآباد

تعلیم: فضیلت

تاریخ فراغت و دستار فضیلت: ربیع الآخر ۱۳۸۱ھ مطابق ۹/ اکتوبر ۱۹۶۱ء۔

اساتذہ: مفتی یونس نعیمی، علامہ وصی احمد سہسرامی، مفتی طریق اللہ نعیمی، مفتی حبیب اللہ نعیمی، مولانا قاضی محمد حسین مرادآبادی، قاری علی حسین بستوی۔

شادی: ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳۸۲ھ۔

حج و زیارت: پہلی بار، ۱۹۷۸ء۔ دوسری بار، ۱۹۸۰ء۔

بیعت: سرکار کلاں حضور سید محمد مختار اشرف کچھوچھوی

تاریخ آغاز تدریس: ۲/ اکتوبر ۱۹۶۲ء۔ مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۸۲ء۔

مدرسہ تدریس: مدرسہ انجمن اہل سنت قصبہ بلاری مرادآباد۔

بلاری میں مدت تدریس: ۱۱/ سال۔

جامعہ نعیمیہ میں آغاز تدریس: شوال ۱۳۹۳ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۳ء۔

نائب مہتمم: ۲/ جون ۱۹۷۵ء نائب مہتمم مقرر ہوئے۔

عہدہ اہتمام: ۱۴/ کتوبر ۱۹۷۶ء۔ کو مستقل مہتمم بنا دیے گئے۔

طباعت و اشاعت: ترجمہ قرآن کنزالایمان، تفسیر خزائن العرفان، فتاوی رضویہ، تصانیف صدر الافاضل و علماے اہل سنت۔

قیام مکتبہ و کتب خانہ: مکتبہ نعیمیہ سنبھل، و دہلی۔ کتب خانہ اشرفیہ مرادآباد۔

تلامذہ: مفتی اعظم باسنی مفتی ولی محمد راجستھان، مفتی محمد سلیمان نعیمی، مولانا اکبر علی نعیمی اور بہت سے نامور علما و فضلا۔

جامعہ نعیمیہ میں مدت تدریس و اہتمام: ۴۸/ سال۔

باقیات: دو صاجزادے چار بیٹیاں، ایک بیٹی آپ کی حیات ہی میں وفات پا گئی تھیں۔

وصال: اتوار کی شب، ۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۱/ اپریل ۲۰۲۱ء۔

نماز جنازہ: بروز اتوار بعد نماز ظہر، مفتی محمد سلیمان نعیمی برکاتی نائب مفتی و مدرس جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے نماز پڑھائی۔

مدفن: سنبھل، آبائی قبرستان۔

مقدمہ

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

فقیر کے وہم وگمان بھی نہ تھا کہ یہ وقت بھی کبھی آئے گا کہ اپنے مشفق وکرم فرما، پیکر اخلاص و اخلاق، نمونہ اسلاف، مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت، محسن نعیمیات، ناشر افکار صدر الافاضل، حضرت علامہ مولانا محمد یامین نعیمی اشرفی سنبھلی سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس کہے ہوئے جملے:

"مولانا! کہیں ایسا نہ ہو کہ "سوانح صدر الافاضل" سے پہلے ہماری ہی سوانح لکھنا پڑے"

کی تعمیل کرنا پڑے گی۔

استاد محترم حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان نعیمی برکاتی نائب مفتی وسینیر استاد جامعہ نعیمیہ مرادآباد اور مہتمم صاحب کے بڑے صاحبزادے محترم جناب ضیاء اشرف صاحب سنبھلی کی تحریک پر فقیر نے مہتمم صاحب کے حالات و خدمات پر مشتمل ایک مجموعہ ترتیب دینے کا ارادہ کیا۔ اور الحمدللہ دوماہ سے کم میں یہ مجموعہ تیار ہوگیا ان شاء اللہ جلد ہی "مکتبہ نعیمیہ دہلی" سے طبع ہوکر منظر عام پر آجائے گا۔

اس مجموعے کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) علمائے کرام ومشائخ عظام ودیگر ذمہ داران اہل سنت کے تعزیت نامے

(۲) حالات وخدمات پر مشتمل مضامین

(۳) آپ کے گرامی نامے

(۴) کتابوں پر لکھے گئے آپ کے دعائیہ کلمات، تقریظات، تاثرات، اور چند مضامین وغیرہ

لگ بھگ نصف صدی آپ نے جامعہ نعیمیہ کے عہدہ تدریس واہتمام کی خدمت سر انجام دی۔ آپ کی خدمات دینیہ کو صدیوں یاد کیا جائے گا۔ آپ کی خدمات کا احاطہ بہت مشکل ہے

اسی لیے ہم یہاں آپ کی زندگی کے حالات اور آپ کی مذہبی خدمات کا مختصر سا خاکہ پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

افکار صدر الافاضل کے امین مولانا محمد یامین نعیمی، حیات و خدمات !!!

بیسوی صدی میں سرزمین ہند پر بہت سے عظیم الشان، ادارے معرض وجود میں آئے کچھ باقی رہے کچھ حالات کا شکار ہو کر بند کر دیے گئے۔ کچھ بدمذہبوں کے قبضے میں چلے گئے اور کچھ کھنڈروں، کھیتوں، رہائشی عمارتوں میں تبدیل ہو گئے۔

باقی رہنے والے اداروں میں ایک نام جامعہ نعیمیہ مرادآباد کا بھی آتا ہے۔ اس ادارے کی بنیاد خلیفہ اعلیٰ حضرت، مفسر قرآن، صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی تغمد اللہ الهادی، نے بیسوی صدی کی پہلی دہائی کے اواخر میں رکھی تھی۔ اور آج جب کہ ایک سو گیارہ سال ہو چکے ہیں یہ مدرسہ اسی آن بان شان کے ساتھ ملک بھر کے تشنگان علوم نبویہ پر فیض افشانی کرتے ہوئے ان کی علمی تشنگی بجھانے میں مصروف ہے۔

جامعہ نعیمیہ اور عہدہ اہتمام:۔

ہر صاحب علم یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ مدرسہ ہو یا مسجد و خانقاہ اس میں اہتمام و انتظام کا بڑا دخل ہے۔ اگر اہتمام اچھا ہے تو سارا نظام بخوبی سرانجام پاتا رہتا ہے اور جوں ہی نظام و اہتمام میں کمی آئی سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے مدرسہ میں کسی بھی کمی و کوتاہی کا ذمہ دار صرف اور صرف مہتمم کو قرار دیا جاتا ہے۔ وقت پر تعلیم نہ ہو، تو صاحب اہتمام ذمہ دار، مدرسین کو تنخواہ نہ ملے تو مہتمم ذمہ دار، طلبا کے کھانے رہنے اور دیگر اہم ضروریات میں کسی طرح کی کمی آئے تو مہتمم ذمہ دار، الغرض مدرسہ کے اہتمام و انتظام کے سلسلے میں ہر طرح کی ذمہ داری مہتمم پر ہوتی ہے اسی لیے مہتمم کی پریشانیاں اور فکریں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔

صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی تغمدہ اللہ الھادی، کے مضمون بعنوان "مدارس اسلامیہ" کے درج ذیل اقتباس سے بھی یہی واضح فرماتے ہیں:

"مدرسوں کے پاس اتنا سرمایہ ہی نہیں ہوتا جس سے وہ اپنی حالت درست کر سکیں۔ مدارس کو موجودہ قلیل تنخواہوں کا ادا کرنا دُشوار ہے، اکثر تنخواہیں بے وقت ادا کی جاتی ہیں اور مہتمم کو تقاضے سننے کی کوفت اُٹھانا پڑتی ہے، اس کا دماغ ان فکروں سے پریشان رہتا ہے اور کوئی صورت کامیابی کی نہیں نکلتی۔" [ماہنامہ السواد الاعظم: ۱۳۳۸ھ، ذوالقعدہ، ص۵]

ابتدا میں اس مدرسہ کی تمام تر ذمہ داریاں صدر الافاضل پر تھیں اور پھر آپ کے حکم سے آپ کے شاگرد خاص، جامعہ نعیمیہ کے اولین فارغ مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ کو اس ادارے کا اہتمام سونپ دیا گیا۔ ۱۹۱۲ء سے ۱۹۵۱ء تک آپ اس اہم منصب پر فائز رہے۔ اور پھر ملکی حالات تبدیل ہونے کے سبب آپ پاکستان ہجرت فرما گئے، ۱۹۵۲ء میں مفتی محمد یونس نعیمی علیہ الرحمہ نے عہدہ اہتمام سنبھالا اور ۱۹۷۳ء میں مفتی یونس نعیمی کی وفات کے بعد مفتی حبیب اللہ نعیمی مہتمم ہوئے۔ مئی ۱۹۷۵ء میں آپ کا وصال ہو گیا اور اس کے بعد ۱۴/ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو یہ منصب اہتمام

افکار صدر الافاضل کے امین، محسن نعیمیات، مبلغ مذہب اہل سنت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، مخلص ہمدرد قوم وملت، پیکر اخلاق واخلاص ومروت، حضرت علامہ مولانا محمد یامین نعیمی سنبھلی علیہ رحمۃ اللہ الغنی الولی،

کو تفویض ہوا۔ جس پر موصوف ۱۴۴۲ھ ۲۰۲۱ء تک فائز رہے۔

تعارف، حالات اور خدمات:۔

اب ہم یہاں آپ کے حالات زندگی اور آپ کی مذہبی، مسلکی، علمی، قومی وملی خدمات کے حوالے سے قدرے تفصیل پیش کرتے ہیں۔

ولادت و مسکن:۔

مرادآباد سے متّصل شہر سنبھل کے ایک دین دار، معزز، علمی، علم دوست، فقرا نواز، اثر ور سوخ والے ترک خاندان میں ماہ جمادی الآخرۃ ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۷/ جولائی ۱۹۳۹ء بروز جمعرات آپ کی

پیدائش ہوئی۔

سلسلہ نسب:۔

آپ کا سلسلہ نسب اپنے والد حافظ اصغر حسین اور جد امجد حاجی ابرار حسین کے توسط سے ترک خاندان کے جد اعلیٰ خواجہ بخش سے ملتا ہے۔

جد امجد حاجی ابرار حسین سنبھلی:۔

آپ کے جد امجد حاجی ابرار حسین سنبھلی اجمل العلما کے قرابت داروں میں سے تھے۔ کاشانہ اجملی کے پاس حویلی میں آپ کی رہائش تھی۔ آپ چوں کہ ایک بہترین حافظ بھی تھے اس لیے طلبا کو حفظ قرآن بھی کراتے تھے۔ البتہ فی سبیل اللہ یہ خدمت کرنے کی وجہ سے لکڑی کے کاروبار کو ذریعہ معاش بنالیا تھا۔ شہر سنبھل کے علاوہ پونہ وغیرہ دیگر شہروں میں بھی آپ نے درسگاہ قرآن کو زینت بخشی۔ سنبھل ہی میں آپ کا وصال ہوا۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

والد گرامی حافظ اصغر حسین سنبھلی:۔

آپ کے والد گرامی وقار حضرت حاجی حافظ اصغر حسین سنبھلی ایک عمدہ حافظ اور بہترین قاری قرآن تھے۔ سنبھل اور قرب وجوار میں حفظ قرآن کی کئی درسگاہوں میں آپ نے خدمت انجام دی۔ مسجد میرن شاہ سنبھل کے علاوہ کئی مساجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیے۔ جامعہ نعیمیہ میں بھی کچھ ماہ وسال آپ نے گزارے ہیں۔ صدر الافاضل کی خدمت گزاری کا شرف بھی حاصل کیا۔ علاوہ ازیں کاروبار کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔ سنبھل ہی میں کھانڈ بھورا مٹھائی وغیرہ کی دکان چلاتے تھے۔ اخلاق، اخلاص ، مروت، فقرانوازی، علم دوستی، منصف مزاجی، حق گوئی ، تقوی شعاری، پرہیزگاری، شب بیداری، اور بہت سی خوبیوں کے آپ مالک تھے۔ سنبھل میں آپ نے وفات پائی اور وہیں آپ کا مزار شریف بھی ہے۔

تایا محترم مفتی محمد یونس نعیمی:۔

آپ کے تایا گرامی جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے سابق مہتمم حضرت مفتی محمد یونس نعیمی، کی پیدائش

شہر سنبھل کے محلہ دیپا سرائے میں ۱۹۰۱ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سنبھل میں والد گرامی وغیرہ سے حاصل کی۔ اور اس کے بعد ۱۹۱۱ء میں جامعہ نعیمیہ میں داخل ہوئے۔ اور ۲۲؍ شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۵؍ فروری بروز جمعہ آپ کی دستار فضیلت ہوئی۔

بعد فراغت صدر الافاضل کے حکم سے جامعہ نعیمیہ ہی میں آپ کا تقرر عمل میں آیا۔ اور تا حیات وہیں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

صدرالافاضل آپ پر بہت شفقت فرماتے اور آپ پر خوب اعتماد کیا کرتے تھے۔ اور آپ بھی اپنے اس محسن و مربی کے بڑے ہی خدمت گزار تھے۔ اکثر اوقات آپ کی خدمت میں گزارا کرتے تھے۔ سفر حج اور دیگر بہت سے سفروں میں آپ کو صدر الافاضل کی ہم رکابی کا شرف حاصل رہا۔ نومبر ۱۹۵۲ء میں جامعہ نعیمیہ کے مہتمم بنائے گئے۔ اور آخر حیات تک آپ نے اپنے اس عہدہ سے وابستہ تمام تر ذمہ داریاں مکمل دیانت داری سے نبھائیں۔ صدر الافاضل کے مشن کو فروغ دینے، مدرسے کی تعمیری و تعلیمی ترقی کے لیے ہمیشہ جد وجہد فرماتے رہے۔ آپ کو مدرسے کے تعلیمی کاموں کے ساتھ تعمیری کاموں سے بھی خاصا لگاو تھا۔ اسی لیے صدر الافاضل آپ کو کبھی کبھی ''انجینیر'' کہہ کر پکارتے تھے۔ اور آپ کے ساتھی آپ کو ''ام المدرسہ'' پکارتے تھے۔ صدر الافاضل کے وصال اور مفتی محمد عمر نعیمی کے چلے جانے کے بعد مدرسہ جب ناگفتہ بہ حالات سے دور چار ہوا تو اس وقت آپ کی یہی تعلیمی و تعمیری دل چسپیاں کار فرما تھیں جنہوں نے مدرسہ کو پھر اسی مقام پر پہنچادیا جہاں وہ تھا۔ حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا درج ذیل تاثر قابل ملاحظہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''جامعہ زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا، کہ حضرت صدرالافاضل کی کھلی ہوئی کرامت ظاہر ہوئی اور ماہی امراض شدیدہ کے بطن سے حضرت مولانا محمد یونس صاحب ظاہر ہوئے اور ان کی بیکسی و بیماری سے متاثر حضرت صدر الافاضل سے وہ فیض یافتہ جو عہد مبارک میں صرف جامعہ کا نام سن کر خوش ہوجاتے تھے اور کارآمد نہ تھے۔ ان کا ایک جتھا دیوانہ وار مولانا محمد یونس صاحب کے گرداگرد جمع ہوگیا۔ اور عمر بھر کی غفلت کا کفارہ ادا کرنے میں لگ گیا۔ اس برات میں کوئی دولھا ہے،

کوئی ہر ایک کا بھائی جان ہے، کوئی لطافت ذہنیت میں الطف ہے، کوئی نام اور کام دونوں میں جامعہ کا عاشق ہے۔ غرض جو ہے وہ اپنے آپ ہی مثال ہے۔ ان مستوں نے مولانا محمد یونس کے بازو کو وہ قوت دی کہ بالکل خرق عادت کے طور پر آج جامعہ کی پنجاہ سالہ عدیم المثال جوبلی منائی جارہی ہے اس کا مشرقی حصہ دو منزلہ ہو چکا ہے۔ اور بے حد جاذب نظر ہے۔ طلبہ سارے ملک کے جمع ہیں ، جو جامعہ کے رضا کار بھی نظر آرہے ہیں یہ سوچتے جاتے ہیں۔ اور مولانا محمد عمر صاحب مہتمم اول مولانا محمد یونس مہتمم دوم کو دیکھ دیکھ کر فرط مسرت کے آنسو نچھاور کر رہے ہیں اور گویا انا خیر من یونس کارد بلیغ فرما رہے ہیں ۔ادھر مولانا یونس کو دیکھیے کہ اپنی بیماری بھولے ہوئے ہیں۔ شکر الٰہی کے جذبے میں سرشار ، دل کی گہرائیوں میں وفور تشکر میں سجدہ کناں نظر آرہے ہیں ۔ ایک ایک کا منہ اس طرح تک رہے ہیں کہ وہ اپنے کو الگ کر کے صرف حضرت صدر الافاضل کی کرامت کا یقین دلا رہے ہیں۔" [سوانح صدر الافاضل غیر مطبوعہ: راقم الحروف نعیمی]

نیز آپ مدرسین کے ساتھ حسن سلوک اور دوستانہ برتاو رکھتے اور طلبا کے ساتھ محبت وشفقت سے پیش آتے، ان کی خیر خواہی فرماتے۔

اور سادگی کا یہ عالم کہ مدرسے کے طلبا کی موجودگی میں بھی اگر کہیں کسی طرح کی گندگی دیکھتے تو خود جھاڑو لے کر صفائی کرنے لگتے۔ حد تو یہ بیت الخلا کی نالیوں میں کبھی پانی نہ بہانے کے سبب بدبو پھیل جاتی تو خود ہی پانی بھر کے نالیوں میں بہادیتے، تاکہ مدرسین وطلبا کو اس بدبو سے اذیت نہ پہنچے اور ان کی تعلیمی مشغولیت میں دخل اندازی نہ ہو۔

قناعت پسند اتنے کہ ضرورت بھر کماتے اور باقی خدمات لوجہ اللہ کرتے رہتے۔ مدرسہ اجمل العلوم سنبھل کے مہتمم اور جامعہ نعیمیہ کے مدرس و مہتمم ہونے کے باوجود رہائش گاہ بہت ہی معمولی اور رہن سہن فقیرانہ تھا۔ شہزادہ امام اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ جب آپ کی نماز جنازہ کے لیے سنبھل آپ کے گھر تشریف لے گئے تو گھر کی حالت دیکھتے ہی فرمایا:

"مولانا آپ نے بے شمار مدارس و مساجد کی بنیاد رکھی، کبھی اپنے گھر کی بنیاد بھی رکھ لی ہوتی"

الغرض اپنی زندگی کا اکثر حصہ جامعہ نعیمیہ میں رہتے ہوئے خدمت علم دین میں گزار کر

شعبان ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۸؍ستمبر ۱۹۷۳ء منگل کے دن آپ اس دنیائے فانی سے کوچ فرماگئے۔ اور اپنے آبائی وطن سنبھل ہی مدفون ہیں۔

مہتمم مولانا محمد یامین نعیمی کا تعلیمی سفر:۔

آپ کی عمر جب چار سال ہوئی تو آپ اپنے تایا گرامی مفتی محمد یونس نعیمی کے ساتھ جامعہ نعیمیہ میں حاضر ہوئے۔ لیکن باضابطہ داخلہ نہیں ہوا۔ ہاں البتہ اپنے تایا گرامی کی خدمت میں رہتے ہوئے قرآن کریم ناظرہ پڑھنے لگے اور ابتدائی اردو کتابیں بھی۔

اور اسی درمیان کچھ دنوں کے لیے گھر چلے گئے۔ اور پھر آئندہ سال یعنی ۱۹۴۵ء میں ۲۵؍اکتوبر کو چھ سال کی عمر میں باضابطہ آپ نے جامعہ نعیمیہ میں داخلہ لیا۔

یہاں ہم یہ بھی بتادیں کہ آپ کے بڑے بھائی مولانا محمد یوسف جو آپ سے پانچ سال بڑے تھے، آپ سے پہلے پانچ سال کی عمر میں ۵؍مارچ ۱۹۳۹ء۔ کو، جامعہ نعیمیہ میں داخل ہوئے۔ اور ۱۹۴۲ء کو بیمار ہو کر مکان چلے گئے۔ اور پھر آٹھ سال کی عمر میں دوبارہ جامعہ نعیمیہ میں داخل ہوئے۔ مزید تفصیل حاصل نہیں ہوئی۔

مہتمم صاحب نے ۱۹۶۱ء میں تعلیم مکمل فرمائی۔ ۹؍اکتوبر کو جامعہ نعیمیہ کے جلسہ دستار فضیلت میں آپ سند و دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ اس تعلق سے خود آپ کا تحریری بیان موجود ہے فرماتے ہیں:

”۱۹۴۵ء میں جب تایا محترم حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ نعیمیہ میں داخل کرایا تو اس وقت احقر کی عمر چھ برس تھی۔ تایا محترم اس وقت جامعہ ہذا میں مدرس تھے اور حضرت مولانا محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم تھے۔ ۱۹۵۲ء میں تایا محترم مہتمم بنائے گئے۔ ۱۹۶۱ء میں احقر دستار فضیلت سے سرفراز ہوا۔“ [صدر الافاضل اور فن شاعری: ص ۱۱]

آپ کے اساتذہ میں آپ کے تایا گرامی کا نام سر فہرست ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تایا ہی آپ کے اصل استاد و مربی تھے جن کی کرم فرمائیوں، نوازشوں، محبتوں، شفقتوں کے سایے تلے آپ پروان چڑھے۔ اور جن کی نوازشات و کرم نوازیوں کو آپ کبھی بھول نہ سکے۔ خود آپ کی زبان سے

ملاحظہ کریں۔آپ لکھتے ہیں:

’’میں اپنے اس عظیم محسن اور آقا کو کیسے فراموش کروں، جنہوں نے مجھے زندگی کی سب سے قیمتی متاع سے نوازا۔جن کی بارگاہ سے مجھے زندگی کا عرفان حاصل ہوا۔جن کے سائے میں رہ کر میں نے بصیرت حاصل کی۔‘‘[کتاب،جذبات عقیدت:ص۲]

اور فرماتے ہیں:

’’حضرت مولانا محمد یونس صاحب چوں کہ میرے استاد بھی تھے اور رشتے میں تایا بھی لگتے تھے،اس لیے میں زیادہ تر انہیں کی خدمت میں رہتا تھا‘‘

[صدر العلما محدث میرٹھی حیات وخدمات:ج۱ص۶۹۵]

ان کے علاوہ درج ذیل اساتذہ سے آپ نے اکتساب علم کیا۔

محدث سہسرامی علامہ وصی احمد سہسرامی

مفتی حبیب اللہ نعیمی

مفتی طریق اللہ نعیمی

مولانا قاضی محمد حسین ماتی پوری مرادآبادی

حافظ و قاری علی حسین بستوی

آغاز تدریس:۔

فراغت کے اگلے سال ۲/اکتوبر ۱۹۶۲ء کو تایا گرامی کے حکم سے ’’مدرسہ انجمن اہل سنت‘‘ بلاری مرادآباد بغرض تدریس تشریف لے گئے۔اور وہاں تدریسی خدمات کے ساتھ اشاعتی کاموں میں مصروف ہوگئے۔آپ خود فرماتے ہیں:

’’۲/اکتوبر ۱۹۶۲ء کو جب میرا تقرر بحیثیت مدرس میرے مربی خاص اور استاد مکرم عم محترم حضرت علامہ الحاج مولانا محمد یونس صاحب مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے مدرسہ انجمن اہل سنت بلاری ضلع مرادآباد میں کردیا تو وہاں پہنچ کر اپنے احباب خصوصاً میرے شریک کار مولانا رفیق احمد صاحب نعیمی اور میرے مخلص دوست منشی عبدالوارث صاحب رضوی اور دیگر حضرات کے تعاون

سے انجمن فروغ ملت بلاری وجود میں آئی۔ اور اس کے ماتحت بہت سی کتابیں شائع کی گئیں۔ اور کثیر تعداد میں خصوصًا حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی کتاب "المصباح الجدید" ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کی گئی۔" [عرض ناشر: بر کتاب اطیب البیان۔ ص ۲۸]

جامعہ نعیمیہ میں تدریسی خدمات:۔

بلاری کے مدرسہ انجمن اہل سنت میں لگ بھگ گیارہ سال گزار کر تایا گرامی کے وصال کے دو ماہ بعد یعنی شوال ۱۳۹۳ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۳ء کو بحیثیت مدرس جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں آپ تشریف لے آئے، جیسا کہ آپ خود رقم طراز ہیں:

"حضرت عم محترم کے انتقال کے بعد ۱۹۷۳ء میں جب جامعہ نعیمیہ واپسی ہوئی"

[مرجع سابق]

اور اس عہدہ تدریس سے آخری عمر تک آپ وفا کرتے رہے۔

شادی خانہ آبادی:۔

جس سال آپ نے تدریسی سفر شروع کیا اسی سال آپ نے ازدواجی زندگی کا بھی آغاز کیا۔ یعنی ۱۹۶۲ء کو تمرداس سرائے سنبھل کے حافظ و قاری عبد الحق صاحب کی عفت مآب و نیک سیرت بیٹی عائشہ بیگم آپ کے حبالہ عقد میں آئیں۔

اولاد میں دو بیٹے ہیں، جناب محمد ضیا اشرف صاحب متولد ۲۹/ستمبر ۱۹۷۲ء جو دہلی میں مکتبہ نعیمیہ چلاتے ہیں، اور جناب محمد سلیم اختر صاحب متولد ۴/اکتوبر ۱۹۷۶ء جو سرکاری ملازم ہیں۔ اور پانچ بیٹیاں مسمات، کہکشاں بیگم، ماہ طلعت، نکہت افروز، عافیہ انجم اور سعدیہ انجم۔ ماہ طلعت یکم جون ۲۰۰۳ء کو انتقال کر گئیں۔ باقی سب بقید حیات ہیں۔

شرف بیعت:۔

سرکار کلاں حضور سید محمد مختار اشرف اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ ۱۴/شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۳/مارچ ۱۹۸۹ء بروز جمعرات سرکار کلاں نے آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا تھا۔

زیارت حرمین شریفین:۔

دو بار سفر حج وزیارت حرمین شریفین کا شرف حاصل ہوا۔ پہلی بار ۱۹۷۸ء میں بحری جہاز سے اور دوسری مرتبہ ۱۹۸۰ء میں ہوائی جہاز سے۔

جامعہ نعیمیہ میں بحیثیت مہتمم:۔

۱۹۷۳ء میں اپنے تایا گرامی کے وصال کے بعد جب آپ کا تقرر جامعہ نعیمیہ میں ہوا تو اولاً آپ بحیثیت مدرس مقرر ہوئے اور پھر ۲/ جون ۱۹۷۵ء کو آپ نائب مہتمم ہوئے اور پھر مفتی حبیب اللہ نعیمی کے وصال کے بعد ۱۴/ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو آپ کو مستقل عہدہ اہتمام تفویض ہوا۔ اور تاحیات آپ اس عہدے پر برقرار رہے۔

اس عہدہ و منصب کی حصول یابی اور حق منصبی کی ادائیگی کے حوالے سے آخر الذکر مہتمم حضرت مولانا محمد یامین نعیمی سنبھلی خود تحریر فرماتے ہیں:

”۱۹۷۳ء میں تایا صاحب کا انتقال ہوا اور حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم بنائے گئے۔ ۱۹۷۶ء میں جامعہ کے سرپرست سرکار کلاں حضور سید مختار اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ العزیز نے احقر کو مختار عام بنایا۔ احقر نے معذرت کے ساتھ کہا کہ حضور میں اس ذمہ داری کو سنبھالنے کا اہل نہیں ہوں۔ حضور سرکار کلاں نے ارشاد فرمایا گھبراتے کیوں ہو؟ ذمہ داری دینے والا تو اہل ہے۔ حضور سرکار کلاں کا فرمان عالی شان کس قدر معنی خیز تھا یہ آج سمجھ میں آتا ہے۔ یقیناً صدر الافاضل سے نسبت کا فیضان اور حضور سرکار کلاں کا ہی روحانی تصرف ہے کہ اس ذمہ داری کو سنبھالتے ہوئے چالیس برس سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا، لیکن حق تو یہ ہے کہ ادا نہ ہوا۔“ [تقریظ بر کتاب، صدر الافاضل اور فن شاعری: ص ۱۱]

آپ نے اپنے دور اہتمام میں جامعہ کی ترقی کے لیے جان توڑ کوششیں فرمائیں۔ بوسیدہ عمارت کی مرمت، تعمیر نو، جامعہ کی مغصوبہ زمینوں دکانوں اور مکانوں کی بازیافت، تعلیمی نظم و نسق، میں آپ کا کلیدی کردار رہا ہے۔

جامعہ کی بہت سی عمارتوں، مکانوں، دکانوں پر کرایے داروں نے غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا، کسی بھی طرح ان عمارتوں کو خالی کرنے یا ان کا کرایہ دینے کو تیار نہیں تھے ایسی صورت میں سوائے قانونی چارہ جوئی کوئی سبیل نہیں بچی تھی۔ نتیجتاً آپ نے ان تمام مغصوبہ عمارتوں کی بازیابی کے لیے گورنمنٹ کچہریوں کی طرف رخ کیا اور جب ایک بار کورٹ کچہری سے واسطہ پڑا تو پھر سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا گیا۔ رزہ مرہ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے کے معمولات کی طرح کچہری پہنچنا بھی معمول بن گیا۔ آپ کی یہی جدو جہد اور کوششیں کار فرما تھیں کہ جامعہ کی بہت سی زمینیں مکانات وغیرہ جبری قید سے چھوٹ کر جامعہ کی تحویل میں آگئیں۔ کچھ مکان و دکان ایسے بھی تھے جن کے غاصب مالی اعتبار سے مضبوط اور سیاسی لحاظ سے بہت طاقت ور تھے، انہوں نے آپ کو اور آپ کے رفقاے کار خصوصاً مبلغ جامعہ نعیمیہ محترم مولانا محمد رفیق نعیمی صاحب کو ڈرانے دھمکانے اور مالی لالچ دے کر بہکانے کی ناپاک کوششیں بھی کیں مگر بے سود رہیں، آپ اور آپ کے رفقاے کار نے ہمت نہیں ہاری اور حکمت عملی و قانونی چارہ جوئی کے سہارے ان غاصبوں سے عمارتیں واپس لے کر ہی دم لیا۔

اگر دیکھا جائے تو جامعہ کے حق میں آپ کی تمام تر خدمات میں سے یہ خدمت بہت ہی اہم ہے اور کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔

طباعتی و اشاعتی خدمات:۔

علوم مروجہ کی تحصیل سے فارغ ہو کر جب آپ نے تدریسی سفر شروع کیا تو ساتھ ساتھ طباعتی و اشاعتی کاموں کی طرف بھی توجہ منعطف فرمائی۔ علماے اہل سنت و جماعت کی نادر و نایاب بہت سی کتابیں خود طبع کرا کے شائع فرمائیں۔ اور یہ اشاعتی جذبہ آخر حیات تک باقی رہا۔

آپ نے اپنے اس شوق طباعت و اشاعت کی تکمیل کے لیے بلاری، میں انجمن فروغ ملت تشکیل دی۔ اور ۱۹۸۲ء میں مکتبہ نعیمیہ کے نام سے سنبھل میں ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا جو بعد میں ۲۶/ اگست ۱۹۹۶ء کو مکتبہ نعیمیہ سنبھل سے دہلی منتقل کر دیا گیا۔ ساتھ ہی جامعہ نعیمیہ میں بھی ایک کتب خانہ کھول لیا تاکہ ضرورت کی کتابیں طلبا اور ارباب ذوق کو بآسانی میسر ہو جائیں۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کی تصنیفات خصوصاً ترجمہ کنزالایمان اور فتاوی رضویہ شریف کی از سر نو کتابت، تصحیح،

طباعت اور اشاعت کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا۔ صدر الافاضل کی اکثر کتابیں آپ نے شائع کرائیں۔

آپ کی اس طباعتی و اشاعتی لگن کا اندازہ خود آپ کی تحریروں کے ذریعے محسوس کیا جاسکتا ہے۔ ہم یہاں آپ کے لکھے ہوئے خطوط و تقریظات و تاثرات سے چند وہ اقتباسات پیش کر رہے ہیں جس سے دینی لٹریچر کی نشر و اشاعت کے حوالے سے آپ کے جذبہ والہانہ اور شوق مخلصانہ کا پتہ چلتا ہے۔ ساتھ ہی اس کام میں پیش آنے والی دشواریوں، مشکلوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''۲؍ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو جب میرا تقرر بحیثیت مدرس میرے مربی خاص اور استاد مکرم عم محترم حضرت علامہ الحاج مولانا محمد یونس صاحب مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے مدرسہ انجمن اہل سنت بلاری ضلع مرادآباد میں کر دیا تو وہاں پہنچ کر اپنے احباب خصوصاً میرے شریک کار مولانا رفیق احمد صاحب نعیمی اور میرے مخلص دوست منشی عبدالوارث صاحب رضوی اور دیگر حضرات کے تعاون سے انجمن فروغ ملت بلاری وجود میں آئی۔ اور اس کے ماتحت بہت سی کتابیں شائع کی گئیں۔ اور کثیر تعداد میں خصوصاً حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی کتاب ''المصباح الجدید'' ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کی گئی............اس کے بعد یہ سلسلہ کافی عرصے بند رہا۔ حضرت عم محترم کے انتقال کے بعد ۱۹۷۳ء میں جب جامعہ نعیمیہ واپسی ہوئی تو پرانا جذبہ پھر بیدار ہوا اور ۱۹۸۲ء سے سلسلہ اشاعت جاری ہو گیا۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ اب تک کثیر تعداد میں اکابر علماے اہل سنت کی کتابیں بغرض اشاعت طبع ہو رہی ہیں۔'' [اطیب البیان: ص ۲۸]

ترجمہ قرآن کنزالایمان مع تفسیر خزائن العرفان کی مدتوں بعد از سر نو طباعت و اشاعت کا سہرا بھی آپ کے سر جاتا ہے۔ آپ نے صفر المظفر ۱۴۰۷ھ مطابق اکتوبر ۱۹۸۶ء کو کنزالایمان مع خزائن العرفان طبع کرا کے شائع کی۔ اس حوالے سے پہلے شہزادہ تاج الشریعہ کا درج تاثر ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

’’والد گرامی حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز اور قاضیِ ملت، خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی قاضیِ محمد عبد الرحیم صاحب بستوی نور اللہ مرقدہ صدر مفتی مرکزی دار الافتاء بریلی شریف نے تصحیح کے بعد ’’کنز الایمان‘‘ کی پہلی اشاعت کی ذمہ داری آپ ہی کو سونپی تھی۔ جسے آپ نے بطریق احسن انجام تک پہنچایا اور کنز الایمان مع خزائن العرفان‘‘ کی شایان شان طباعت و اشاعت فرمائی۔‘‘[تعزیت نامہ]

اس حوالے سے خود آپ نے عرض ناشر کے عنوان سے ترجمہ کنز الایمان مجلد پر جو تاثر تحریر فرمایا اس سے ایک اقتباس پیش ہے۔ لکھا ہے:

’’’’ایک زمانے سے میری تمنا تھی کہ قرآن شریف ترجمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی اور تفسیر حضرت صدر الافاضل علیہما الرحمہ فاضل مرادآبادی، علمائے اہل سنت کی نگرانی میں کتابت کی تمام غلطیوں کو درست کرا کر شائع کیا جائے۔ لیکن یہ کام میری بساط اور طاقت سے بہت زیادہ تھا۔ نہ علمی صلاحیت اور نا ہی سرمایہ اس تمنا اور خواہش کا اظہار جب میں نے حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری مفتی اعظم بریلی شریف سے کیا تو موصوف قبلہ نے اپنا اور حضرت علامہ قاضیِ عبد الرحیم صاحب بستوی مفتی مرکزی دار الافتاء بریلی شریف کا درست کیا ہوا نسخہ اور کثیر رقم مرحمت فرمائی۔ اور دعا فرمائی۔ جس کی بدولت یہ قرآن شریف آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ کام شروع ہو گیا اور تقریباً ایک سال مسلسل حضرت علامہ الحاج محمد مبین الدین صاحب قبلہ شیخ الشیوخ جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے چند بار اس کو پڑھا اور کتابت کی غلطیوں کو درست فرمایا۔ اس کے علاوہ کثیر علمائے کرام اور اہل ثروت حضرات نے تعاون فرمایا۔‘‘

فتاوی رضویہ شریف کی کچھ جلدوں کی طباعت بھی آپ کے حصے میں آئی۔ مبلغ احکام شریعت، مجاہد سنیت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، ہمدرد قوم و ملت حضرت علامہ، مولانا مفتی ولی محمد صاحب قبلہ دامت معالیھم، بانی سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور، کے نام لکھے ہوئے خطوط میں کئی جگہ آپ نے فتاوی رضویہ کی طباعت و اشاعت کا ذکر کیا ہے ملاحظہ کریں:

’’فتاوی رضویہ چہارم کی تیاری رمضان بعد ہی ہو پائے گی۔‘‘[خط۔ بتاریخ۔ ۱؍۳؍۸۵ء]

"فتاوی رضویہ چہارم کا کام ابھی شروع نہیں ہوا ہے، اس سے پہلے کچھ لوگوں کے اصرار پر قرآن شریف کا پروگرام بن گیا۔" [خط۔بتاریخ۔۲۹/۷/۸۵ء]

"فتاوی رضویہ ج ۷۔ کی فہرست زیر طبع ہے۔ اس کے بعد ہی سپلائی شروع ہو گی۔"

[خط۔بتاریخ۔۲۱/۶/۸۶ء]

"فتاوی رضویہ جلد /۷، کا تذکرہ رہ گیا تھا۔ اس لیے دوسرا خط ارسال ہے۔ پرسوں مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ مرادآباد تشریف لائے تھے موصوف نے فرمایا کہ اس کی فہرست کی کتابت ہو رہی ہے۔ ابھی کافی وقت لگ جائے گا۔ مارکیٹ میں آنے پر ارسال کردوں گا۔ آندھرا پردیش والی رقم سے فتاوی رضویہ جلد ۳/ الدولۃ المکیہ اور حاشیہ الدولۃ المکیہ کا عربی میں جو خود اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا تھا اردو ترجمہ کے ساتھ اور حدائق بخشش کتابی سائز میں چھاپنے کا پروگرام ہے۔"

[خط، بتاریخ:۲۶/۱۱/۸۶ء]

"فتاوی رضویہ سوم چھاپنے کا پروگرام بنالیا ہے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت کی دیگر کتب کا ارادہ ہے۔" [خط، بتاریخ:۸/۱۲/۸۶ء]

"فتاوی رضویہ ج ۷/ ابھی مارکیٹ میں نہیں آئی ہے۔ آنے پر ارسال کردوں گا۔"

[خط، بتاریخ:۲۲/۲/۸۷ء]

"فتاوی رضویہ دوم بھی ختم ہو گئی ہے صرف ۱۵/ عدد باقی ہے۔" [خط، بتاریخ:۲۵/۱۰/۸۷ء]

"قرآن شریف کا معاملہ بالکل تیار ہی ہے۔ فتاوی رضویہ ۱۰ نصف آخر جلد ارسال کردوں گا۔" [خط، بتاریخ:۳۰/۱/۸۸ء]

"مولانا محمد علی صاحب کو فتاوی رضویہ جلد ۵ بذریعہ ڈاک رمضان شریف کے آخر میں ہی روانہ کردی گئی ہے۔ مطلع کردیں۔" [خط، بتاریخ:۲۲/۶/۸۹ء]

"فتاوی رضویہ جلد ۵/ ایک عرصے سے نایاب ہے، جیسا کہ میں نے رمضان شریف میں عرض بھی کیا تھا، اگر جماعت کچھ سہارا لگادے، تو مسلک کا ایک زبردست کام ہو سکتا ہے۔"

[خط، بتاریخ:۲۰/۵/۹۱ء]

''فتاوی رضویہ جلد ۸۔ ابھی مارکیٹ میں نہیں آئی۔'' [خط، بتاریخ: ۳۱/۵/۹۱ء]

''فتاوی رضویہ دوم، سوم بالکل ایک سال سے ختم ہے۔ اور جماعت اہل سنت کی مانگ بڑھ رہی ہے۔ خدا کرے کہ کوئی غیبی انتظام ہو جائے۔'' [خط، بتاریخ: ۱۵/۹/۹۳ء]

آپ کی نشریاتی وطباعتی خدمات خصوصاً فتاوی رضویہ کی طباعت و اشاعت کے حوالے سے خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور، دام ظلہ کا یہ تاثر بھی پڑھے جانے سے متعلق رکھتا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

''میں اولاً اشاعتی میدان میں ان کی خدمات سے متعارف ہوا۔ پہلے انہوں نے بلاری میں ایک مکتبہ قائم کیا۔ جس سے عمدہ کتابیں عمدہ کتابت وطباعت کے ساتھ شائع کیں۔ پھر مرادآباد جامعہ نعیمیہ میں آئے تو بھی یہ سلسلہ برقرار رکھا۔ فتاوی رضویہ کی دوسری جلد صدر الشریعہ امجد علی اعظمی رحمہ اللہ نے بریلی شریف سے اپنے اخیر دور میں شائع کی تھی۔ وہ نایاب ہوگئی تو سمنانی کتب خانہ میرٹھ سے نئی کتابت کے ساتھ اس کی اشاعت ہوئی۔ چند سالوں کے بعد وہ بھی نایاب ہوگئی، تو مولانا محمد یامین صاحب نے اشاعت بریلی کا عکس لے کر اسے شائع کیا۔ اسی طرح فتاوی رضویہ سوم اشاعت مبارک پور نایاب ہوگئی تو اس کا عکس بھی شائع کیا۔ اس کے ساتھ حضرت مولانا الحاج مبین الدین محدث امروہوی علیہ الرحمہ (سابق شیخ الحدیث دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف و جامعہ نعیمیہ مرادآباد) کے قلم سے ایک تفصیلی صحت نامہ بھی شائع کیا۔

یہ وہ دور تھا جب کسی ایک شخص کے لیے ایسی کوئی ضخیم کتاب عکس لے کر شائع کرنا بھی بڑی ہمت کا کام تھا۔ پھر انہوں نے دہلی میں مکتبہ نعیمیہ قائم کیا تو اس سے بہت سی کتابیں شائع ہوئیں۔''

[تعزیت نامہ]

الغرض اسلامی کتابوں کی نشریات خصوصاً امام اہل سنت اور صدر الافاضل کی کتابوں کی نشر وطباعت میں آپ کو خاص دل چسپی رہی۔ اور یہ کہنا بالکل حق و بجا ہوگا کہ آپ کی یہ دل چسپی خالص خلوص وللّٰہیت پر مبنی تھی۔ آپ نے تجارت کی غرض سے کبھی کام نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اسلامی لٹریچر کی اشاعت ہی اصل مقصد رہا۔ اپنے ایک خط میں آپ خود تحریر فرماتے ہیں:

”اپنا منشاے تجارت بالکل نہیں صرف اشاعت مقصود ہے اس کے لیے جو بھی طریقہ ہو سکے تحریر کریں۔“[خط، بتاریخ:۲۵/۱۰/۸۷ء]

بارگاہ صدر الافاضل سے اکتساب فیض:۔

۱۹۴۳ء میں آپ جامعہ نعیمیہ پہنچے۔اور کچھ ماہ گزار کر گھر تشریف لے گئے اور پھر دوبارہ ۱۹۴۵ء میں جامعہ نعیمیہ آئے داخلہ لیا اور تعلیم شروع کی۔اب چوں کہ آپ کی تعلیم کا ابتدائی دور تھا اور صدر الافاضل کی عمر کے آخری سال جن سالوں میں صدر الافاضل بکثرت تبلیغی دوروں اور دیگر مذہبی و سیاسی معاملات میں مصروف تھے، مستقل طور پر درس و تدریس کے لیے وقت نہیں نکال پاتے تھے۔اس لیے آپ نے صدر الافاضل کی بارگاہ سے باقاعدہ اکتساب علم نہیں کیا ہاں آپ کی بارگاہ میں گاہے بگاہے پہنچ کر خدمت کا شرف حاصل کرتے ہوئے اکتساب علم اور کسب فیض ضرور کر لیا کرتے تھے۔

اور یہ اسی خدمت بابرکت کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ نے اپنی پوری زندگی صدر الافاضل کے نقوش قدم پر چلتے ہوئے ان کے افکار و نظریات کی نشر واشاعت، ان کے تعلیمی و تعمیری منصوبوں کی تکمیل اور قومی و ملی ادھورے خواب پورا کرنے میں گزار دی۔

جامعہ نعیمیہ کے لیے خود کو وقف کر دینا، اور صدر الافاضل کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصنیفات، کی طباعت، واشاعت، جس کی بڑی شہادت ہے۔

صدر الافاضل کی تصنیفات کی طباعت واشاعت آپ کا اولین ہدف:۔

جامعہ نعیمیہ کی تعلیمی و تعمیری خدمات کے حوالے سے قدرے تفصیل ہم نے ابتدا میں پیش کر دی ہے مناسب ہوگا کہ ہم یہاں اب صدر الافاضل کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابوں سے متعلق آپ کی دل چسپی اور کوششوں، کاوشوں کا ذکر کر دیں۔

آپ میں مصنفات صدر الافاضل کی طباعت و اشاعت کی لگن جنون کی حد تک پائی جاتی تھی۔تعلیمی دور سے فارغ ہو کر صدر الافاضل کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابیں بحسن طبع واہتمام شائع کرنا آپ کا پہلا ہدف تھا۔آپ کے نزدیک تصنیفات صدر الافاضل کی کیا اہمیت تھی اور آپ کا پہلا ہدف

کیا تھا اس سلسلے میں خود آپ رقم طراز ہیں:

"فخرالاماثل سیدی صدرالافاضل کا شمار اپنے دور کی عبقری شخصیات میں ہوتا ہے۔ جامعہ نعیمیہ کے قیام کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کے ذریعے جو خدمات انجام دی ہیں وہ بھی ملت کا اہم سرمایہ ہیں۔ اس سرمایے کا تحفظ ہماری ذمہ داری ہے۔ لہذا اہتمام کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد دیگر منصوبوں کے علاوہ صدرالافاضل کی تمام مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب کی اشاعت احقر کی پہلی ترجیح تھی۔ کئی نادر و نایاب کتب حاصل کر کے انھیں شائع بھی کرایا۔"

[صدر الافاضل اور فن شاعری: ص۱۱،۱۲]

یہ بھی ملاحظہ کریں۔ فرماتے ہیں:

"۱۹۵۷ء میں جب میں جامعہ نعیمیہ میں زیر تعلیم تھا اسی وقت سے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی تصنیفات شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن اپنی بے سروسامانی اور کم ہمتی و ناتجربہ کاری اور تنہائی حائل راہ بن جاتی تھی۔ ۲/ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو جب میرا تقرر بحیثیت مدرس میرے مربی خاص اور استاد مکرم عم محترم حضرت علامہ الحاج مولانا محمد یونس صاحب مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے مدرسہ انجمن اہل سنت بلاری ضلع مرادآباد میں کر دیا تو وہاں پہنچ کر......انجمن فروغ ملت بلاری وجود میں آئی۔ اور اس کے ماتحت بہت سی کتابیں شائع کی گئیں۔......... حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے چند رسائل بھی شائع کیے گئے۔

التحقیقات ،اسواط العذاب، زاد الحرمین، کتاب العقائد، بحمدہ تعالیٰ کتاب العقائد کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور برابر شائع ہو رہی ہے۔ اور کثیر مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب کر دی گئی ہے۔ اور غالباً ۱۹۶۶ء میں الکلمۃ العلیاء شائع ہوئی۔ وہ بھی بہت زمانے کے بعد چھپی تھی اس لیے وہ بھی بڑی قدر کی نظر سے دیکھی گئی۔ .... "اطیب البیان" بھی شائع کی تھی لیکن افسوس کہ اس کی شایان شان اشاعت نہ ہوسکی تھی۔ اب بحمدہٖ تعالیٰ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی وہ معرکۃ الآرا تصنیف. ...... اب انتہائی شان و شوکت اور دیدہ زیب کتابت کے ساتھ اس عظیم کتاب کو ہم آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔" [اطیب البیان: ص۲۸،۲۹]

جامعہ نعیمیہ کی خدمت اور صدر الافاضل کی تصنیفات کی شایان شان طباعت واشاعت کے حوالے سے یہ تاثر بھی قابل ملاحظہ ہے۔ لکھتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ کا بے پناہ فضل وکرم اور احسان ہے کہ آقائے نامدار تاجدارِ دوعالم رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل احقر کو فخرالاماثل صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ادارے جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی خدمت کرنے کا موقع عطافرمایا۔ امسال اس تاریخ ساز ادارے کے قیام کو سوسال مکمل ہورہے ہیں۔ اس سلسلے میں احقر کی دلی خواہش رہی کہ حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی نایاب تصنیفات کو دوبارہ منظر عام پر لایا جائے۔ نیز حالاتِ حاضرہ کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ان کتب پر تخریج اور حاشیہ نگاری کے ساتھ ان کی ترتیب بھی جدید انداز میں کردی جائے تاکہ دورِ جدید کے قارئین کو مطالعے میں آسانی میسر ہو۔"

اور فرماتے ہیں:

"اللہ تعالی کا بے پناہ فضل وکرم اور احسان ہے کہ اس نے اپنے پیارے حبیب سرور کائنات، مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل عالم اسلام کی عبقری شخصیت، فخرالاماثل صدرالافاضل، صاحب تفسیر خزائن العرفان حضور سید محمد نعیم الدین قادری مراد آبادی قدس سرہ العزیز بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد کی تصنیفات و تالیفات کو جدید رنگ و آہنگ کے ساتھ شائقین تک پہنچانے کی توفیق عطافرمائی۔

در حقیقت سرکار کلاں حضور سید محمد مختار اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے جس دن سے جامعہ نعیمیہ کے اہتمام کی ذمہ داری احقر کے سپرد فرمائی تھی اسی دن سے سیدی صدرالافاضل قدس سرہ کی تمام مطبوعہ و غیر مطبوعہ، کمیاب و نایاب کتب کی اشاعت احقر کی پہلی ترجیح تھی۔ اور الحمد للہ بفیضان صدرالافاضل اس سلسلے میں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ بہت سے ایسے رسائل تھے جو نایاب تھے، تلاش و تجسس کے بعد انہیں شائع کیا۔ اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ کئی مختصر مگر اہم رسائل مکرر وسہ کرر اشاعت کے بعد اب کبھی بآسانی دستیاب نہیں ہوپاتے نیز چند ورقی رسالوں کو

محفوظ رکھنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے یہ منصوبہ بنایا کہ ان چھوٹے چھوٹے رسائل کو ایک جلد میں یکجا کر دیا جائے تو زیادہ محفوظ رہ سکتے ہیں"

[رسائل صدر الافاضل، مرتبہ مولانا غلام مصطفیٰ النعیمی: ص٦]

صدر الافاضل کی خدمات کے حوالے سے آپ کے گراں قدر تاثرات:۔

صدر الافاضل کی خدمات جلیلہ اور علمی و عملی کارکردگیوں سے آپ بے حد متاثر تھے۔ اسی لیے اپنی زندگی کو اسی نہج پر گزارنے کی کوشش کرتے رہے۔ یہاں آپ کے دو چند تاثرات نقل کیے جاتے ہیں، ملاحظہ کریں۔ فرماتے ہیں:

"فخر الاماثل سیدی صدر الافاضل کا شمار اپنے دور کی عبقری شخصیات میں ہوتا ہے۔ جامعہ نعیمیہ کے قیام کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کے ذریعے جو خدمات انجام دی ہیں وہ بھی ملت کا اہم سرمایہ ہیں۔" [صدر الافاضل اور فن شاعری: ص١١]

ایک جگہ آپ صدر الافاضل کی علمی و عملی بے لوث خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اور ساتھ ہی صدر الافاضل پر شایان شان کام نہ ہو پانے کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اہل سنت کے خواص ہوں یا عوام... کون ہے جو صدر الافاضل کو نہیں جانتا؟

ان کی خدمات کا کون منصف مزاج معترف نہیں؟

صدر الافاضل ایک ہمہ جہت عالم گیر اور عبقری شخصیت کے مالک تھے۔ علمی و عملی ہر میدان میں ان کی خدمات پائی جاتی ہیں... قلم کے عظیم شہ سوار تھے... بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں... ہزاروں فتاوی تحریر فرمائے... اور دَور کے حالات کے تناظر میں اور وقت کے تقاضوں کے مطابق مضامین لکھے جو مختلف اخبار و رسائل کی زینت بنے۔ وصال تک مسلسل قلمی سفر جاری رہا... بعد وصال آپ کے فیض یافتگان نے آپ کے مشن کو فروغ دیا اور اپنے اپنے حصہ کا کام کر کے حق نیابت ادا کر کے وہ بھی رخصت ہوتے چلے گئے مگر صدر الافاضل کی حیات و خدمات پر شایان شان کام نہ ہو سکا۔" [تقریظ بر مقالات صدر الافاضل، مرتبہ احقر العباد نعیمی: ص٨]

صدر الافاضل کے قائدانہ و مجاہدانہ کارناموں، مصلحانہ و مخلصانہ کاوشوں، مذہبی، سیاسی و ملی کارکردگیوں اور علمی و عملی مفکرانہ و مدبرانہ صلاحیتوں سے ہر صاحب علم واقف اور معترف ہے۔

آپ صدرالافاضل کی انہیں قائدانہ، مدبرانہ، مفکرانہ، مخلصانہ، مصلحانہ، دانشورانہ، صلاحیتوں اور خدمات جلیلہ کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

حضرت صدرالافاضل ایک زبردست قائد تھے۔ سیاسی، مذہبی و سماجی باتوں پر بڑی غائرانہ نظر رکھتے تھے۔ اور ان کی اصلاح کے لیے ہمہ دم کوشش کرتے رہتے تھے۔ ان کی زبردست کوشش تھی کہ سارے متحدہ ہندوستان کے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں اور اس سلسلے میں آپ برابر ہندوستان بھر کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ ان کی اس لگن اور جدوجہد نے مسلمانوں کو ایک جگہ کردیا۔ مسلمانان اہل سنت کو کافی حد تک ایک جگہ اکٹھا کردیا۔ صدرالافاضل دوسرے سیاسی رہنماؤں کی چالوں کو سمجھتے تھے اور بروقت وہ مدبرانہ جواب دیتے تھے کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ صدر الافاضل ایک تجربہ کار مدرس اور زبردست تبحر علمی رکھتے تھے اور بڑی خانقاہوں اور مدرسوں پر ان کی نظر تھی۔ چناں چہ اپنے شاگردوں کو علمی اور عملی فیضان سے مالا مال کرکے ان کو مدرسوں اور خانقاہوں میں بھیجتے تھے تاکہ ان کی سست روی کو دور کرکے زبردست متحرک ہوکر ان میں علمی اور عملی روح پیدا کرکے ان کو کامیاب بنائیں۔" [سہ ماہی سواد اعظم دہلی: اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۲ء۔ ص ۵۹]

گزشتہ اقتباسات وغیرہ سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ اسلامی لٹریچر خصوصًا صدر الافاضل کی کتابوں کی نشرواشاعت کی طرف آپ کی خوب توجہ رہی اور آپ اپنے اس مبارک مشن میں کامیاب بھی رہے۔

طلبا کے ساتھ آپ کا مشفقانہ ووالدانہ سلوک:۔

یوں تو عمومًا مدارس کے مہتمم حضرات سخت مزاج پائے جاتے ہیں مگر آپ کا معاملہ بالکل بر عکس تھا۔ طلبا کے ساتھ حسن سلوک، ان کے ساتھ نرم رویہ، ان پر مشفقانہ توجہ، اور ان کی محافظانہ نگرانی، اور ان کی غلطیوں، لغزشوں پر شفقت آمیز تنبیہ یہ ایسی خوبیاں تھیں جنھوں نے طلبا کے

دلوں میں آپ کی محبت، عقیدت، عزت اور احترام کے نقوش ہمیشہ کے لیے ثبت کر دیے تھے۔ اور یہ بات مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے کہ طلبا کو آپ کی موجودگی میں والد کی شفقتوں، محبتوں کو بھول جاتے تھے۔

طلبا کی دل جوئی، حسب ضرورت ان کی مالی امداد، ضرورت منداور غریب طلبا کی خاموش کفالت، ذہین و محنتی طلبا کو اپنے کتب خانے سے ضروری کتابیں مفت عنایت کرنا، طلبا کے مہمانوں کو اپنا مہمان سمجھ کران کے قیام وطعام کی ذمہ داری پوری کرنا، چھٹیوں میں گھر جانے والے غریب ونادار طلبا کو خاموشی سے کرایہ دینا، ان اوصاف حمیدہ کو طلبا چاہ کر بھی نہیں بھول پائیں گے۔

فقیر کی قلمی کامیابیاں اور آپ کی نوازشات

اس میں ہرگز ہرگز جھوٹ کی آمیزش نہیں کہ لکھنے پڑھنے کا ذوق وشوق رکھنے والے طلبا کو آپ بہت سراہتے تھے۔ ان کی ہرطرح حوصلہ افزائی فرماتے۔ مفید مشورے دیتے، مضمون نگاری، اور کتابیں لکھنے کی ترغیب اور خلوص کے ساتھ دینی خدمت کرنے کی تلقین فرماتے۔

فقیر کی قلمی کامیابیوں اور ترقیوں میں آپ کا بہت ہی اہم اور مشفقانہ کردار رہا ہے۔ آج آپ کی نوازشات پیہم اور محبت وشفقت آمیز ہمدردیاں یاد آتی ہیں تو آنکھ بھیگ جاتی ہے۔

یوں تو فقیر نے جامعہ نعیمیہ میں آنے سے قبل ثالثہ جماعت پڑھنے کے دوران ایک کتاب نماز کی اہمیت وفضیلت وافادیت کے حوالے سے ''معراج المومنین'' نامی لکھ دی تھی۔ اور ایک دو مضمون بھی لکھ دیے تھے۔ مگر اس کے بعد شوق میں کچھ کمی آگئی تھی۔ مگر جامعہ نعیمیہ میں دورہ حدیث کے لیے جب پہنچا تو آپ کی بارگاہ میں بھی حاضری ہوئی۔ اور حسب معمول آپ نے فقیر کو بھی قلمی سفر جاری رکھنے اور مضمون نگاری، قلم کاری کی طرف خصوصی طور پر متوجہ ہونے کا حکم آمیز مشورہ عنایت فرمایا۔

پھر کیا تھا حوصلوں میں جان آئی اور لکھنے کا ذوق وشوق بیدار ہوگیا۔ اور پھر ایسا لکھنا شروع کیا کہ سال میں گنتی کے چند دن چھوڑ کر ہر دن بس لکھنا ہی اہم مشغلہ ہوگیا۔ رات ودن لکھنے کی عادت پڑ گئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس عادت کو خلوص کے ساتھ دوام عطا فرمائے۔

بعد فراغت جامعہ نعیمیہ کے نائب مفتی، میرے کرم فرما مفتی محمد سلیمان نعیمی برکاتی صاحب دامت معالیہ کے حکم سے قصبہ پیپل سانہ بھوجپور مرادآباد، کے ایک مدرسہ اور مسجد میں مدرس اور امام کی حیثیت سے میرا تقرر ہو گیا۔

وہاں پہنچ کر فقیر نے کچھ کتابیں اپنی مرضی سے لکھنا شروع کیں اور اسی دوران جامعہ نعیمیہ جانا ہوا، آپ سے ملاقات ہوئی مصروفیات پوچھے جانے پر میں نے کچھ کتابوں کا نام لیا تو برجستہ فرمایا کہ صدر الافاضل کی کتابوں پر کام شروع کریں۔ آپ کی سوانح پر کام نہیں ہوا ہے۔ اور آپ کی کئی کتابیں نایاب ہیں اور کئی کتابیں قدیم اردو میں ہیں اور کچھ کتابوں پر ترجمہ و تخریج کا کام بہت ضروری ہے۔ اور آپ کے نایاب مضامین و مقالات بھی اکھٹا کریں اور اس پر کام کریں! میں جس لائق ہوں ہر وقت تیار ہوں۔ بس آپ کام کریں باقی صدر الافاضل کا فیضان آپ کے ساتھ ہے۔

فقیر سے جس انداز میں یہ باتیں کیں وہ دل میں بیٹھ گئیں اور وہاں سے پختہ ارادہ کر کے نکلا کہ ان شاء اللہ صدر الافاضل کی تاریخی سوانح لکھوں گا اور آپ کی نایاب کتابوں پر کام کروں گا۔ اس کے بعد فقیر نے مشہور علما، ارباب قلم، اور دانشوران قوم سے رابطہ کرنا شروع کر دیا۔ مرادآباد کے ضعیف العمر سنی مسلمانوں سے ملاقاتیں کیں اور ان سے صدر الافاضل کے حالات و خدمات کے حوالے سے معلومات حاصل کیں۔ مرادآباد، رامپور، بدایوں شریف، بریلی شریف، دہلی اور پٹنہ کی لائبریریوں سے حتی الامکان استفادہ کیا۔ قدیم اخبارات ورسائل ڈھونڈنے، انہیں حاصل کرنے اور ان سے استفادہ کرنے کی جنون کی حد تک کوشش کی۔ پیسے خرچ کیے، وقت صرف کیا، اور حصول یابی پر رات و دن بیٹھ کر عرق ریزی کی۔

یہ سب آپ کے حکم کی تعمیل اور صدر الافاضل سے اپنی محبت و عقیدت اور اپنے شوق کی تکمیل کے لیے تھا۔

یہاں یہ بات ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس دوران جب بھی جامعہ نعیمیہ جانا ہوا اور آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ یہ ضرور پوچھتے کام کہاں تک پہنچا؟ فقیر قدیم اخبارات ورسائل میں صدر

الافاضل کے حوالے سے حاصل ہونے والی باتوں کا ذکر کرتا اور نوادرات کی حصول یابی کے بارے میں بتاتا تو آپ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسوں چھلک آتے تھے۔

اور اکثر میری جیب میں مٹھی بند کر کے منع کرنے کے باوجود باصرار کئی ہزار روپے ڈال دیا کرتے تھے۔اور فرماتے تھے کہ اپنی تنخواہ خود پر خرچ کرو میں ہوں تو پریشانی کیوں اٹھاتے ہو۔میں عرض کرتا کہ حضور میں بالکل پریشان نہیں ہوں ،میری تنخواہ اچھی ہے اور بڑی بات یہ کہ اس کام میں اکثر مقامات پر جو میرے ساتھ اپنی گاڑی لے کر جاتے ہیں اور مکمل خرچ وہی اٹھاتے ہیں میرے بہت ہی عزیز دوست ہیں محمد ناظم مشاہدی منصوری پیپل سانوی ۔اس لیے عموماً میرا خرچ نہیں ہوتا ہے۔مگر آپ ایک نہ سنتے فرماتے ۔مولانا!رکھ لیا کریں۔بس پھر فقیر کچھ کہنے کی ہمت نہیں کرپاتا۔اور روایس چلا آتا۔

یہاں یہ بھی بتادوں کہ آپ کی یہ نوازشیں اسی پر منحصر نہیں تھی بلکہ آپ کے کتب خانے میں جب بھی کوئی کتاب اہم اور نئی آتی تو آپ وہ کتاب فقیر کو ضرور عنایت فرماتے۔اور اکثر فقیر کتابیں منتخب کر کے عرض کرتا کہ حضور اس کا حساب لگا کر بتادیں کیا پیش کروں۔

مسکرادیتے اور فرماتے سب کتابیں ایک طرف کرلو۔لے جانا بعد میں پیسے دے دینا۔

اس طرح ہر بار یہی فرماتے اور کبھی کتابوں کی رقم قبول نہ فرماتے۔

خیر فقیر پر اس طرح کی بہت سی نوازشات رہیں کس کس کا ذکر کروں!!!

فقیر کو ہفتے میں دو چار بار فون کرنا آپ کا معمول سا بن گیا تھا اور ہر بار خیریت پوچھنے کے بعد یہی پوچھتے تھے کہ کیا کام ہورہا ہے اور ''سوانح صدر الافاضل'' کا کام کہاں تک پہنچا۔

فقیر کو اس بات کا بہت افسوس ہے اور رہتی زندگی رہے گا کہ آپ کی حیات میں فقیر کی کتاب ''سوانح صدر الافاضل''(جس کی دو جلدیں بڑے سائز میں لگ بھگ سولہ سو صفحات پر مشتمل تیار ہیں اور ان شاء اللہ اس مرتبہ عرس صدر الافاضل پر منظر عام پر ہوں گی) کی اشاعت آپ کی حیات میں نہ ہوسکی۔

ہاں یہ الگ بات کہ پوری کتاب کے اہم حصے فقیر آپ کو دکھا بھی چکا تھا اور سنا بھی چکا تھا۔

کبھی کبھی فون پر بھی گھنٹے بھر سے زیادہ سوانح کے حصے سنتے رہتے۔اور جب بھی کبھی کوئی نئی اور تحقیقی بات سنتے تو اس قدر آنسو آنکھوں میں بھر آتے کہ کئی کئی بار رومال سے پوچھنا پڑتے۔اور فرماتے مولانا!

کہیں اتنی تاخیر نہ ہو جائے کہ میری سوانح لکھنا پڑے اور یہ سوانح ادھوری رہ جائے۔

آج جب کہ آپ کی سوانح ترتیب دے رہا ہوں یہ جملہ بہت یاد آرہا ہے اور آنکھ بھر آئی ہے۔اور خود کو ملامت کر رہا ہوں کہ کیوں "سوانح صدر الافاضل" طباعت و اشاعت میں تاخیر کی!!!

حالاں کہ عذر یہ تھا کہ کتاب بہت اہم تھی اور بڑی کوشش سے لکھی گئی تھی ارادہ یہ تھا کہ اس کی طباعت و اشاعت شایان شان ہو جائے، مگر کرونا وائرس کے سبب یہ سب مشکل ہو گیا۔اس لیے سوچا کچھ اور انتظار کر لیا جائے مگر اسی دوران آپ اچانک داغ مفارقت دے گئے۔اور پھر سارے جذبے، ولولے سرد سے پڑ گئے۔

علاوہ ازیں "سوانح صدر الافاضل" کے دوران در اصل کچھ اور کام بھی کرنے پڑے جس کے سبب بھی تاخیر ہوئی، جیسے صدر الافاضل کی کتاب "فیضان رحمت بعد از دعاے برکت" جو سو سال قبل چھپی تھی اس کے بعد وہ نایاب ہو گئی تھی۔آپ ہی کے حکم سے فقیر نے اس کا کام بھی شروع کر دیا تھا۔اور حاشیہ و تخریج کے ساتھ اس کتاب کو منظر عام پر پیش کیا۔کتاب پر آپ نے دعائیہ کلمات بھی تحریر فرمائے تھے۔اور درج ذیل الفاظ میں فقیر کی حوصلہ افزائی فرمائی۔رقم طراز ہیں:

"اس کتاب کے حاشیہ اور تخریج کی خدمت نوجوان عالم دین فرزند جامعہ نعیمیہ مفتی محمد ذوالفقار خاں نعیمی ککرالوی سلّمہ نے انجام دی۔نیز ایک طویل ابتدائیہ بھی قلم بند کیا جس میں کتاب کا پس منظر اور صاحب کتاب کے مختصر حالاتِ زندگی بیان کرنے کی سعی جمیل کی ہے۔اس سلسلے میں اُنھوں نے جو محنت شاقہ کی اور عدیم الفرصتی کے باوجود جس طرح اس کام کے لئے وقت نکالا، اُس کے لیے وہ شکریے کے مستحق ہیں۔اللہ تعالیٰ انھیں جزاے خیر عطا فرما کر دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ان کی جستجو اور تحقیق و تصنیف کے تعلق سے لگن کو

دیکھتے ہوئے یہ اُمید ہے کہ ان کا مستقبل تابناک اور عالم سنیت کے لیے فیض کا منبع ہو گا۔‘‘یکم ذیقعدہ۔۱۴۳۱ھ۔‘‘[فیضان رحمت بعد از دعاے برکت:ص ۷]

آپ کے ہی حکم سے صدر الافاضل کے نایاب خطوط تلاش کر کے جمع کیے اور ان کی ترتیب کا کام کیا۔اور ایک سو چوبیس خطوط کا مجموعہ ارباب ذوق کو نذر کیا۔

اسی دوران فقیر نے آپ سے عرض کیا کہ صدر الافاضل کے ترسٹھ مضامین میں نے تلاش کر لیے ہیں اور محفوظ بھی۔اگر حکم ہو تو اس کا مجموعہ بھی تیار کروں۔بہت خوش ہوئے اور دعاؤں کے ساتھ اجازت مرحمت فرمائی۔اور کتاب پر حوصلہ افزا،دعاؤں سے بھری، تقریظ بھی تحریر فرمائی۔ایک اقتباس ملاحظہ کریں۔لکھتے ہیں:

’’میری یہ دلی خواہش شروع سے ہی رہی کہ صدرالافاضل کی تحریروں کو منظرعام پرلایا جائے لیکن ہندوستان کے مختلف اخبار ور سائل سے مضامین اکھٹا کرنا ایک بڑا کام تھا... بہت سے علما سے رابطہ کیا مگر حضرت کے مقالات ومضامین خاطر خواہ جمع نہ ہو سکے۔جمع کرنے والوں نے جمع بھی کیے مگران کی تعداد دس سے متجاوز نہ ہوئی۔آخر میری نظر جامعہ نعیمیہ کے فیض یافتہ مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی سلمہ پر پڑھی،اُن کی دل چسپی اور بے لوث لگن کو دیکھ کر میری اُمیدوں نے پھر کروٹ لی،میں نے موصوف سلمہ سے کہاکہ السواداالاعظم اور دیگر اخبارات ورسائل سے مضامین یک جاکر کے ترتیب دے دیں۔موصوف تیار ہو گئے اورالسواداالاعظم کی فائلوں سے جواُن کے علاوہ پاک وہند میں مکمل کسی کے پاس نہیں ہیں اور دیگر اخبارات ورسائل سے انہوں نے ترسیٹھ(۶۳) نایاب مضامین کا مجموعہ تیار کر کے پیش کردیا جو اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

موصوف سلمہ نے ان مضامین کی ترتیب میں خاص کراس بات کالحاظ رکھاہے کہ غیر مترجم عربی وفارسی عبارات کا ترجمہ کردیاہے اور قرآنی آیات اوراحادیث کریمہ کو حوالہ جات سے مزین کردیاہے جس سے مضامین کاحسن دوبالا ہو گیاہے۔

موصوف اس عظیم کاوش پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ موصوف کی اس جدوجہد اور لگن سے وہ کام ہوگیا جس کے لیے میں قریب پچاس سال سے بے چین و بے قرار تھا۔ اس وقت میری خوشی کی انتہا نہیں ہے ،میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا کہ مجھے کس قدر سکون واطمینان حاصل ہوا ہے۔ موصوف کے لیے دل سے ڈھیروں دعائیں نکل رہی ہیں۔ اللہ پاک ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور مقبول وخواص وعوام بنائے اور انہیں اس کا بہتر سے بہتر اَجر دنیا وآخرت میں عطا فرمائے۔''[مقالات صدر الافاضل، مرتبہ احقر نعیمی: ص۸،۹]

جامعہ نعیمیہ کی لائبریری میں ایک دن اور دو راتیں گزاریں تو صدر الافاضل کی نایاب کتاب ''ثبت نعیمی'' جو بہت ہی اہم اور قیمتی کتاب تھی۔ اس کتاب میں آپ کی اسانید جمع تھیں جو آپ کو اپنے استاد گرامی علامہ گل خاں کابلی جلالی علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی تھیں۔

فقیر کو بوسیدہ حالت میں ملی۔ اکثر صفحات نیچے سے تین چار سطور سے کٹے ہوئے تھے۔ مطلب کتاب نامکمل و ادھوری تھی۔ فقیر نے آپ کو دکھائی تو آنکھوں میں آنسو لاکر بہت دیر تک افسوس کرتے رہے اور بار بار فرماتے رہے کہ یہ کتاب برسوں سے نایاب ہے تمہیں ملی بھی تو ادھوری !!!اللہ کرے کہیں سے مل جائے۔ آپ کی دعا پوری ہوئی اور فقیر کی کوششیں کارگر ہوئیں پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری علیہ الرحمہ بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی۔کے توسط سے شہزادہ علامہ نور اللہ نعیمی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ محب اللہ نوری دام ظلہ سے کتاب حاصل ہوئی۔ فقیر نے اس پر عربی اور اردو دونوں زبانوں میں کام کیا اور آپ کے سپرد کردی آپ نے دونوں کتابیں ایک ہی جلد میں اکھٹا کر کے طبع کرا کے شائع فرمائیں۔

صدر الافاضل کی کتاب ''زاد الحرمین'' اور ''حق کی پہچان'' پر آپ کے ہی حکم سے فقیر نے کام کیا۔

بالجملہ فقیر کی قلمی ترقیوں اور کامیابیوں میں آپ کا بڑا ہاتھ رہا ہے، جسے فقیر تا زندگی بھلا نہیں سکتا۔

محاسن و مکارم:۔

اخلاق کریمانہ کے حامل تھے۔ہر کام میں خلوص شامل رہتا۔صوم وصلاۃ کی پابندی کرتے۔دین داری، پرہیز گاری، وفاشعاری ورثے میں حاصل تھی۔ اسلاف شناسی کا جذبہ رکھتے تھے۔اصابت رائے ، استقامت علم ،استقلال عمل، دیانت داری، جیسی بہترین خوبیوں کے مالک تھے۔انقلابی مزاج تھا۔مذہب و مسلک کے لیے کچھ کر گزرنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔جھوٹ، فریب، تعصب، غرور، دل آزاری، مطلب و غرض پرستی ،جیسے اوصاف رذیلہ سے بہت دور تھے۔تصنع وریاکاری کو تو آپ کو چھو کر بھی نہیں گزری۔سادا لباس پہنتے۔معمولی اور عام سی قیام گاہ تھی۔گھر اور مدرسے میں عام کھانا کھاتے ،کھانے میں کوئی خاص تکلف نہیں برتتے جو ہوتا وہ کھالیا کرتے تھے۔ہوٹلوں پر کھانے کا اتفاق ہوتا تو سستا ہوٹل تلاش کرتے اور کم داموں والی چیزیں ہی کھاتے۔ الغرض آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔آپ کی سادہ لوحی کا تذکرہ کرتے ہوئے ماہر معقولات و منقولات حضرت علامہ محمد ہاشم نعیمی پروفیسر جامعہ نعیمیہ مرادآباد دامت معالیھم تحریر فرماتے ہیں:

اگر یہ ضابطہ مسلم ہے کہ ماضی کے آئینے میں حال و مستقبل کا چہرہ دیکھا جاتا ہے تو ان (مفتی یونس نعیمی علیہ الرحمہ) کی آغوش محبت کے تربیت یافتہ حضرت مولانا محمد یامین صاحب نعیمی اشرفی جو حضرت کے برادر زادہ اور متبنیٰ ہیں اور منصب تدریس کے مایہ افتخار ہونے کے ساتھ ساتھ دار العلوم جامعہ نعیمیہ کے نائب مہتمم بھی ہیں آپ کی سادہ لوحی میں مہتمم صاحب مرحوم کی جیتی جاگتی تصویر نظر آسکتی ہے۔" [جذبات عقیدت:ص۱۵]

روز مرہ معمولات:۔

اکثر سنبھل سے نماز فجر سے گھنٹہ بھر پہلے جامعہ میں تشریف لے آتے۔اور ہر کمرے میں خود جاکر طلبا کو بیدار فرماتے۔اور کئی کئی بار نماز کے لیے کمرے سے طلبا کو باہر نکالنے کے لیے آتے۔نماز فجر کے فوراً بعد بھی کمروں میں چیک کرتے کہ کون نماز کو نہیں پہنچا۔

بعدہ ناشتہ کرتے،اور پھر درس گاہ میں تشریف لے آتے۔اپنے حصے کی کتابیں پڑھا کر اکثر کچہری نکل جاتے۔اور اگر اوقات تعلیم میں واپسی ہوتی تو پھر درس گاہ میں بیٹھ جاتے۔چھٹی کے بعد کمرے میں

پہنچتے۔اور وہاں طلبا کے کھانے کی پرچیاں بنا کر دیتے رہتے۔

اس دوران آنے جانے والے مہمانوں سے بھی ملاقات کرتے اور ان کی خاطر خواہ مہمان نوازی کرتے ۔ نماز ظہر کا وقت ہوجاتا نماز پڑھتے اور کچھ دیر آرام فرماتے ۔اور عصر سے قبل اٹھ کر نماز کی تیاری کرتے۔ کتب خانے کی ذمہ داری بھی نبھاتے۔ عموماً نماز عصر کے بعد مدرسے کے ضروری کاموں کی طرف متوجہ ہوتے اور کام نہ ہوتا تو سنبھل تشریف لے جاتے۔اور کام ہوتا تو جب تک کام نمٹ نہیں جاتا اس وقت رکتے اور پھر کسی بھی وقت تشریف لے جاتے ۔بہت کم ایسا ہوتا کہ راتوں کو جامعہ میں قیام فرماتے ۔

آخری دور:۔

زندگی کے آخری دور میں آپ کو جسمانی طور پر بڑی مشکلوں دشواریوں سے دو چار ہونا پڑا۔۱۵/ستمبر ۲۰۱۰ء کو آپ کے جسم پر فالج کا اثر ہوگیا تھا جس کی وجہ سے باآسانی زندگی گزارنا بہت مشکل سا تھا مگر اللہ بھلا کرے جامعہ کے خوش قسمت طلبا اور آپ کے اہل خانہ اولاد وغیرہ، کا جنہوں نے آپ کی خدمت میں کسی طرح کی کمی نہ کی اور آپ کو یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ آپ کسی بیماری میں مبتلا ہیں یہی نہیں بلکہ آپ کے روز مرہ معمولات میں بھی کسی طرح کی کوئی رکاوٹ نہیں آنے دی ۔اور آپ اپنے معمولات اسی طرح سر انجام دیتے رہے جس طرح بحالت صحت دیا کرتے تھے۔ہاں البتہ زبان میں کافی لکنت ہوگئی تھی فون پر تو اکثر باتیں کئی بار پوچھ کر سمجھ آتی تھیں۔

وفات حسرت آیات:۔

موت ایک ایسا سچ ہے کہ جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔آخر کو آپ بھی اپنی پوری زندگی مذہب و مسلک کی خدمت اور تعلیمات اسلام کی ترویج و اشاعت میں گزار کر وعدہ موت کی تصدیق کرتے ہوئے ۱۱/اپریل ۲۰۲۱ء مطابق ۲۸/شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ شب اتوار، ۱۲/بج کر ۵۴/منٹ پر دنیائے فانی سے کوچ فرماگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نماز جنازہ و تدفین:۔

اتوار کے دن نماز ظہر کے بعد لگ بھگ ۲ ربجے حسن پور روڈ سنبھل میں مسجد عالیہ قادریہ محلہ پکا باغ ،کے سامنے نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت آپ کے شاگرد رشید و خادم و مشیر خاص حضرت مفتی محمد سلیمان نعیمی برکاتی دام ظلہ نے فرمائی۔ شدت گرمی کے باوجود سیکڑوں لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ مسجد سے کچھ دور آگے آپ کے آبائی قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئے۔

مفتی محمد سلیمان نعیمی صاحب قبلہ کی معیت میں فقیر نے بھی حاضری کا شرف حاصل کیا۔اور نماز جنازہ و تدفین کی بابرکت سنتوں میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

تیجہ وایصال ثواب کی محفلیں

مرادآباد،سنبھل کے علاوہ بہت سے شہروں میں آپ کے عقیدت مندوں نے ایصال ثواب کی محفلیں سجائیں۔ تعزیتی مجلسیں ہوئیں۔قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔۱۳ر اپریل بروز منگل جامعہ نعیمیہ میں بھی تیجے کی بابرکت رسم ادا کی گئی۔

جامعہ نعیمیہ کے شعبہ عصری کے استاد مولانا باقر علی نعیمی راجستھانی صاحب کی درج ذیل رپورٹ ملاحظہ کریں جس میں آپ کی رحلت سے متعلق علمائے کرام کے تاثرات، نماز جنازہ و تدفین اور جامعہ نعیمیہ میں ہونے والے تیجے کی قدرے تفصیل پیش کی گئی ہے۔ یہ رپورٹ اخبارات میں شائع کی گئی اس لیے ہم نے مناسب جانا کہ اسے یہاں بھی نقل کردیا جائے۔ مولانا نعیمی لکھتے ہیں:

”گزشتہ ۱۱/اپریل اسیر حضور صدر الافاضل، مفکر اہل سنت، استاذ العلماء والفقہاء حضرت علامہ و مولانا محمد یامین صاحب قبلہ نعیمی علیہ الرحمہ کا وصال ہو گیا تھا، جیسے ہی یہ خبر عام ہوئی علما و عوام خصوصاً نعیمی برادران کے درمیان سوگ کی ایک لہر دوڑ گئی، سوشل میڈیا پر ہر ایک اپنی طرف سے تعزیت پیش کرنے لگا، خانقاہوں، مدرسوں سے جید علما و مشائخ نے اپنے غم کا اظہار کیا، حضرت کے وصال کو اہل سنت کا بہت بڑا خسارہ بتایا، اور اس بات کا اعتراف کیا کہ حضرت کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا انتہائی دشوار ہے، مرکز اہل سنت جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے لیے آپ کی

قربانیاں بھلائی نہیں جاسکتیں، ساتھ ہی ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنے لگے، نماز جنازہ میں علما ومشائخ، عوام وخواص کے ایک جم غفیر نے شرکت کی اور نائب مفتی اعظم مرادآباد حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد سلیمان صاحب قبلہ نعیمی مدظلہ العالی کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی۔

اسی سلسلے میں آج ۱۳/اپریل بروز منگل جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں حضرت کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے محفل سوم کا انعقاد کیا گیا، جس میں کثیر تعداد میں علما ومشائخ، عوام وخواص، معتقدین وطلبہ نے شرکت فرمائی، اور اپنے اس عظیم محسن کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کیا۔

جامعہ کے وسیع صحن میں آج صبح ہی سے تلاوتِ قرآن، کلمہ شریف، ذکرودرود کا آغاز ہوگیا تھا، محفل کی سرپرستی نائب مفتی اعظم مرادآباد حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد سلیمان صاحب قبلہ نعیمی مدظلہ العالی والنورانی نے فرمائی، اس کے علاوہ حضرت علامہ ومولانا محمد اکبر علی صاحب قبلہ نعیمی، حضرت مفتی فہد خان صاحب نعیمی، حضرت مولانا غلام ربانی نعیمی، حضرت مولانا مجیب صاحب نعیمی، وغیرہ علما کی خصوصی شرکت رہی، محفل کا اختتام حضور نائب مفتی اعظم مرادآباد کی دعا پر ہوا۔

رپورٹ: محمد باقر علی نعیمی

استاذ شعبہ عصری علوم ومیڈیا انچارج جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مرادآباد

۱۳/اپریل بروز منگل ۲۰۲۱ء

خلاصہ حیات:۔

آپ نے مکمل زندگی علم دین اور علمائے کرام کی خدمت کرتے بتائی۔

مذہب ومسلک کی ترویج واشاعت میں پوری زندگی مصروف رہے۔

دستور اسلامی، سنن نبوی اور آداب شرعی کو ہمیشہ ملحوظ رکھا۔

صوفیانہ روش اختیار کی، فقیرانہ طور طریقہ اپنایا۔

اسلاف شناسی، کتب مذہب کی طباعتی واشاعتی خدمات محبوب مشغلہ تھا۔

جامعہ نعیمیہ کی بے لوث خدمت اور افکار صدر الافاضل کی ترویج واشاعت کا مخلصانہ کام سارے کاموں سے مقدم اور سارے ارادوں میں بنیادی اور مستقبل کے تمام منصوبوں واہداف میں

اولین ہدف تھا۔

الغرض آپ نے پوری زندگی مذہبی، مسلکی، مشربی، تعلیمی و تعمیری ،قومی وملی بہت سی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

دعاہے اللہ پاک اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلاۃ والتسلیم، کے صدقے آپ کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور آپ کو غریق رحمت فرمائے،درجات بلند فرمائے،کروٹ کروٹ جنتیں نصیب فرمائے اور اپنی رضاو خوشنودی عطا کرے۔اور جامعہ نعیمیہ کوآپ کانعم البدل عطافرمائے۔اور

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

نیاز مند: محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی غفرلہ ولابویہ

نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

تعزیت نامے

حضرت سید محمود میاں اشرفی کچھوچھوی

سجادہ نشین خانقاہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف

یہ خبر سن کر نہایت افسوس ہوا کہ مولانا محمد یامین نعیمی اشرفی خلیفہ سرکار کلاں مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد کا ۲۷/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بمطابق ۱۰/ اپریل ۲۰۲۱ء بروز دوشنبہ وصال پر ملال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کے وصال سے یقیناً اہل سنت وجماعت کا عظیم خسارہ ہے لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ یہ فقیر اور تمام اساتذہ وجامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف ودعاگو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ مولانا مرحوم کی مغفرت فرماکر ان کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

گدائے اشرفی: سید محمود اشرف اشرفی جیلانی

سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ درگاہ کچھوچھہ شریف سرپرست اعلیٰ جامع اشرف

بروز یکشنبہ 11\4\2021 ۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ۔

قائد ملت حضرت عسجد میاں

سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ!

حضرت علامہ محمد یامین صاحب نعیمی کی زندگی تصنع اور ریاکاری سے بالکل عاری تھی۔ حضرت علامہ محمد یامین صاحب نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد ۱۱/ اپریل ۲۰۲۱ء بروز اتوار داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دار الفنا سے دار البقا کی طرف رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت علامہ یامین صاحب نعیمی علیہ الرحمہ ہماری جماعت کے ایک نامور اور فرض شناس عالم دین تھے۔ منکسر المزاجی، خوش اخلاقی اور سادگی آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ آپ کی زندگی تصنع اور ریا

کاری سے بالکل عاری تھی۔ آپ نے تقریبًا ۴۵؍سالوں تک مسلسل یادگار صدر الافاضل جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے اہتمام وانصرام کی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دی۔ والد گرامی حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز اور قاضی ملت، خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبد الرحیم صاحب بستوی نور اللہ مرقدہ صدر مفتی مرکزی دار الافتاء بریلی شریف نے تصحیح کے بعد "کنز الایمان" کی پہلی اشاعت کی ذمہ داری آپ ہی کو سونپی تھی۔ جسے آپ نے بطریق احسن انجام تک پہنچایا اور کنز الایمان مع خزائن العرفان" کی شایان شان طباعت واشاعت فرمائی۔ قوم وملت ایک ایک کر کے علماے اہل سنت کے سائبان رحمت سے محروم ہوتی جارہی ہے، اللہ خیر کرے۔ عالِم کی موت عالَم کی موت ہوتی ہے۔ اور علما کی موجودگی قوم وملت کی تابناک زندگی کی ضمانت ہے۔ اس لیے علما کی ذوات گرامی کو غنیمت جانیں، ان کی قدر ومنزلت کریں اور ان کی صحت وسلامتی کے لیے کوشاں رہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے موصوف کی مغفرت فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

فقیر محمد عسجد رضا قادری غفرلہ

خانقاہ تاج الشریعہ، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

۲۲؍رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ مطابق ۵؍مئی ۲۰۲۱ء

خیر الاذکیاء علامہ محمد احمد مصباحی

ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ وتقدس!

حضرت مولانا محمد یامین نعیمی علیہ الرحمۃ نے تدریس، اہتمام اور طباعت واشاعت کے ذریعہ نمایاں خدمات انجام دیں۔ جامعہ نعیمیہ مرادآباد جیسے عظیم ادارے کے مہتمم کی حیثیت سے انہوں نے جو پیچیدہ اور اہم خدمات انجام دیں وہی بہت تفصیل سے بیان ہونے کی مستحق ہیں۔ امید ہے کہ ان

کے قریبی رفقا اور تلامذہ میں سے کوئی صاحب قلم اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کریں گے۔

میں اولاً اشاعتی میدان میں ان کی خدمات سے متعارف ہوا۔ پہلے انہوں نے بلاری میں ایک مکتبہ قائم کیا۔ جس سے عمدہ کتابیں عمدہ کتابت وطباعت کے ساتھ شائع کیں۔ پھر مرادآباد جامعہ نعیمیہ میں آئے تو بھی یہ سلسلہ برقرار رکھا۔ فتاوی رضویہ کی دوسری جلد صدر الشریعہ امجد علی اعظمی رحمہ اللہ نے بریلی شریف سے اپنے اخیر دور میں شائع کی تھی۔ وہ نایاب ہوگئی تو سمنانی کتب خانہ میرٹھ سے نئی کتابت کے ساتھ اس کی اشاعت ہوئی۔ چند سالوں کے بعد وہ بھی نایاب ہوگئی، تو مولانا محمد یامین صاحب نے اشاعت بریلی کا عکس لے کر اسے شائع کیا۔ اسی طرح فتاوی رضویہ سوم اشاعت مبارک پور نایاب ہوگئی تو اس کا عکس بھی شائع کیا۔ اس کے ساتھ حضرت مولانا الحاج مبین الدین محدث امروہوی علیہ الرحمہ (سابق شیخ الحدیث دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف وجامعہ نعیمیہ مرادآباد) کے قلم سے ایک تفصیلی صحت نامہ بھی شائع کیا۔

یہ وہ دور تھا جب کسی ایک شخص کے لیے ایسی کوئی ضخیم کتاب عکس لے کر شائع کرنا بھی بڑی ہمت کا کام تھا۔ پھر انہوں نے دہلی میں مکتبہ نعیمیہ قائم کیا تو اس سے بہت سی کتابیں شائع ہوئیں۔ یہ سلسلہ ان کے فرزندوں کے ذریعہ اب بھی جاری ہے۔ مولا تعالیٰ مکتبے کی خدمات کو مزید فروغ و ترقی بخشے۔ آج مکتبوں اور وسائل کی کثرت کے زمانے میں اشاعتی کام کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی مگر پہلے حالات بہت مختلف تھے۔ اس لیے اس کام کی قدر وقیمت کو وہ لوگ زیادہ سمجھ سکتے ہیں جو پچاس سال پہلے کے ماحول سے اچھی طرح آشنا ہیں۔ مولا تعالیٰ مرحوم کی خدمات کو زندہ و تابندہ رکھے انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ اور بلند درجات نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

محمد احمد مصباحی

ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ، یوپی

۲۳؍ رمضان ۱۴۴۲ھ/ ۶؍ مئی ۲۰۲۱ء

سید عرفان میاں چشتی

خانقاہ غریب نواز اجمیر شریف

السلام علیکم !

آج بعد نماز ظہر دربار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں قرآن خوانی کرواکر مرحوم مولانا محمد یامین صاحب نعیمی .... کو ایصال ثواب کر کے مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ پنجتن پاک کے صدقے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وسیلے سے مرحوم کو جنت میں بلند درجات دے۔

سید عرفان علی چشتی قادری

مفتی ایوب صاحب نعیمی

شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مرادآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للہ العلی الکریم و الصلاۃ و السلام علیٰ نبیہ العظیم و آلہ الطاہرین۔

امابعد!

مولانا محمد یامین صاحب علیہ الرحمہ کو میں نے زمانہ طفل سے دیکھا جب کہ حضرت آقائے نعمت مولانا محمد یونس صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان جو ان کے تایا تھے ،کی خدمت میں رہتے ہیں میں نے ۱۹۵۲ء میں جامعہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۸ء میں فراغت کے بعد جامعہ ہی کی خدمت کے لیے مقرر ہوا۔ موصوف کو میں نے درس بھی دیا۔ بچپن ہی سے نیک طبیعت راست گوئی کا مشغلہ تھا۔ فارغ ہوکر جامعہ کے اہتمام پر مامور ہوئے۔ تدریس واہتمام دونوں امور کو بحسن وخوبی انجام دیا۔ جامعہ کے ساتھ بہت زیادہ ان کو دل چسپی رہی۔ اور اسی خدمت میں ان کا انتقال ہوا۔ اور اپنے رب کی رحمت سے جاملے۔ دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل عالم برزخ میں ان کو اعلیٰ مقام پر قائم رکھے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ الصلوات والتسلیم۔

والسلام۔

فقیر محمد ایوب نعیمی غفرلہ

مولانا عاقل مصباحی مرادآبادی

پرنسپل منظر اسلام بریلی شریف

نمونہ اسلاف، پیکر اخلاص وعمل حضرت علامہ مولانا محمد یامین صاحب نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی رحلت سے ہر طرف غم واندوہ کی لہر ہے، کیوں نہ ہو وہ ایک عظیم ادارہ کے دیانت دار، باوقار مہتمم، ہزاروں علماء کے استاذ ومربی، درجنوں اہم کتابوں کے ناشر ومحافظ ہونے کے ساتھ نہایت ملنسار، اصاغر نواز، بزرگوں کی روایتوں کے حامل ومستند راوی تھے، ایسا لگتا ہے کہ ان کے وصال سے ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا۔

فاناللہ وانا الیہ راجعون، للہ ما اخذ، ولہ ما اعطی، وکل شئ عندہ باجل مسمیٰ،

ان کے وصال سے جامعہ نعیمیہ کے در و دیوار سوگوار ہیں، علما حزن وملال کی ناقابلِ بیان کیفیت سے دوچار ہیں، حضرت سے ملاقات کا راقم الحروف کو بارہا شرف حاصل ہوا، جب بھی ملاقات ہوئی میں نے انہیں بے پناہ مہربان وشفیق پایا۔

تقریبا بارہ سال پہلے نصاب کے تعلق سے منعقد ہونے والی تنظیم المدارس کی میٹنگ میں لکھنؤ ملاقات رہی، اس میٹنگ میں اکابر علما ومشائخ جلوہ فرما تھے، ان کی بزرگانہ وضع قطع، سادگی، حسن اخلاق، متانت وسنجیدگی سے میں بے پناہ متاثر ہوا، درحقیقت یہ حضرت سے پہلی تفصیلی ملاقات تھی، ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی درگاہ میں حاضری کے لیے بریلی شریف تشریف لائے، اچانک راستے میں ملاقات ہوئی تو ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا، بسلسلہ امتحان سالانہ راقم الحروف کی جامعہ نعیمیہ میں حاضری ہوتی تو حضرت بڑا کرم فرماتے، جب سے ان کے انتقال کی خبر پڑھی ان کی بزرگانہ عادتوں، عنایتوں، نوازشوں کی یادوں

کا سلسلہ دراز ہوتا رہا۔

ہمارے اکابر علما و مشائخ جس تیزی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں اور ان کے جانے سے جماعت میں جو خلا پیدا ہو رہا ہے وہ بڑا تشویشناک ہے، ان حالات میں ضروری ہے کہ ہمارے نوجوان علما علم و عمل کی راہ پر گامزن رہ کر اکابر کے علمی سرمایہ افتخار کو نسل نو میں منتقل کرنے کی سعی بلیغ فرمائیں، اس کے لیے صبر و تحمل، قناعت و برداشت، عفو و درگزر، اخلاص و للّٰہیت، علم و عمل، کدو کاوش، متانت و سنجیدگی، تواضع و انکساری سبھی سے اپنے کو آراستہ کرنا ہوگا۔

رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ حضرت علامہ مولانا محمد یامین صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، بلند مراتب سے سرفراز فرمائے، قبر کو بقعہ نور بنائے، آخرت کی ساری منزلیں آسان فرمائے اور جملہ پسماندگان، متعلقین و احباب کو صبرِ جمیل و اجر جزیل بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد عاقل رضوی غفرلہ القوی

صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

۲۰۲۱/۴/۱۱

مولانا یٰس اختر مصباحی

دارالقلم ذاکر نگر نئی دہلی

۱۰/ اپریل شنبہ کی شب میں بارہ بج کر ۵۴۔ منٹ پر حضرت مولانا محمد یامین نعیمی سنبھلی (متولد ۲ جولائی ۱۹۳۹ متوفی ۲۸ شعبان ۱۴۴۲ھ /۱۱/ اپریل ۲۰۲۱) ۸۲ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے- انا للہ وانا الیہ راجعون۔

صدرالافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادابادی علیہ الرحمہ والرضوان کے قائم کردہ دینی و علمی ادارہ جامعہ نعیمیہ مراداباد (اترپردیش انڈیا) سے ۱۹۶۱ میں آپ کی تعلیمی فراغت ہوئی - ۱۹۷۳ سے دم آخر تک بحیثیت مدرس و نائب مہتمم و مہتمم جامعہ نعیمیہ مراداباد سے ہی آپ وابستہ رہے اس

طرح نصف صدی تک آپ نے پوری ذمہ داری ویکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ جامعہ نعیمیہ مراداباد کی بے لوث خدمت کی۔ دار القلم کے اساتذہ وطلبہ کی دعا ہے کہ رب کائنات آپ کی خدمات کو قبول فرماکر آپ کو اجر عظیم سے نوازے! آپ کے اہل خانہ و پسماند گان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اہل سنت کے قدیم وعظیم ادارہ جامعہ نعیمیہ مراداباد کو شب وروز ترقی و کامیابی سے نوازے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

سوگوار: یاسین اختر مصباحی

دار القلم ذاکر نگر نئی دہلی

مورخہ: ۲۸/ شعبان ۱۴۴۲ھ۔۱۱/اپریل ۲۰۲۱۔یک شنبہ

مولانا عالمگیر اشرف اشرفی جیلانی

کچھوچھہ شریف

آج رات اچانک ۱۲۔۵۴، یادگار حضور صدر الافاضل، نمونہ اسلاف، استاد العلماء، حضرت علامہ ومولانا محمد یامین صاحب قبلہ نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ (مہتمم جامعہ مرادآباد) ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف جماعت اہل سنت کے ممتاز عالم دین تھے۔ اخلاق وکردار میں اپنی مثال آپ تھے اصاغر نوازی اور طلبہ پر شفقت کا انداز بھی بڑا نرالا تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضرت کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، لواحقین اور تمام تلامذہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

شریک غم: سید عالمگیر اشرفی جیلانی کچھوچھوی

انٹرنیشنل سنی سینٹر ناگپور

11\4\2021

علامہ شاہد رضا نعیمی و محمد راشد ضیاء نعیمی

لندن

السلام علیکم۔ ہم جمیع اہل خانہ مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی رحمہ اللہ سابق مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مراد آباد، حضرت مولانا محمد یامین نعیمی اشرفی رحمت اللہ علیہ، یامین چچا کے سانحہ ارتحال پر شدید غم والم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت کے لیے دست بہ دعا ہیں کہ رب قدیر ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

یوں تو یامین چچا نے جامعہ میں تعلیم حاصل کی اور اکثر و بیشتر وہ اپنے تایا استاد الاساتذہ حضرت مولانا محمد یونس نعیمی اشرفی رحمت اللہ علیہ اور اپنی تائی صاحبہ مرحومہ (جنہیں ہم دادا و دادی کہتے) سے ملنے جلنے سنبھل سے جامعہ تشریف لاتے رہتے، لیکن جامعہ سے ان کا مستقل تعلق مہتمم صاحب کے انتقال کے بعد بحیثیت استاذ اور مدرس مقرر ہونے سے شروع ہوا پھر بعد میں وہ منصب اہتمام پر فائز ہوئے اور اسی عہدہ پر انہوں نے داعی اجل کو لبیک بھی کہا۔

ہم بچپن ان کے بزرگوں کو اپنے دادا و دادی سمجھتے اور انہیں اپنا حقیقی چچا۔ اس رشتہ سے وہ ہماری والدہ ماجدہ مرحومہ سے بے تکلفی کا رشتہ رکھتے اور کبھی کبھی مذاق بھی کر لیتے گویا وہ ہمارے حقیقی چچا ہوں۔ یہ تصور ہم سب کے ذہنوں میں سن شعور تک پہنچنے تک رہا۔ بعد میں پتہ چلا کہ ان سے ہماری کوئی خونی قرابت نہیں تھی۔ ہم سنبھل جاتے تو انکے بھائی یوسف اور یعقوب سے ملتے۔ ان کی اھلیہ کو ہم چچی کہتے۔ بعد میں یعقوب چچا اور غلام رسول اور بھانجے نور محمد عرف منا بھی مراد آباد منتقل ہو گئے۔ بڑا عجیب اور دلچسپ دور تھا۔ ان کے بہنوئی حاجی ذوالفقار اور ان کی دو صاحب زادیاں آفتاب باجی اور مہتاب بھی اپنی والدہ اور بچوں کے ساتھ مراداباد آتے جاتے رہتے۔

ہمارے اور دادا و یامین چچا کے گھرانوں کا تعلق رشتہ داریوں سے بھی بلند تر تھا۔ مراداباد چھوٹا تو گویا شیرازہ ہی بکھر گیا۔ وقتاً فوقتاً ملاقاتیں رہیں اب پتہ نہیں جن لوگوں کے نام میرے حافظے میں ہیں ان میں سے کون کہاں ہے۔ لیکن اتنا طے ہے کہ یامین چچا نہیں رہے۔ آہ!!!

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاوں ہائے دل

شاہد رضا نعیمی و محمد راشد ضیاء نعیمی، لندن

قاری محمد علاء الدین اجملی

مفتی اعظم سنبھل

اک آفتاب علم اور غروب ہوگیا!!!

جو یہاں آیا ہے ہوگا اس کو جانا ایک دن
سب کو ہے منھا خلقناکم کا صدمہ ایک دن

اس خاکدان گیتی پر بے شمار تہی دم آئے اور لکل امۃ اجل، کے مطابق لقمہ اجل بن گئے۔اسی حکم خدا کے تحت ایک عظیم عالم دین مربی و مخلص و ہمدرد و ہمدم و مہربان حضرت علامہ مولانا حمد یامین صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان مہتمم دار العلوم جامعہ نعیمیہ مرادآباد ۱۱/اپریل ایک بجے شب یکشنبہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔مولانا مرحوم بہت خوبیوں سے متّصف تھے۔خوش اخلاقی، مہمان نوازی،اور تبلیغ اسلام کا جذبہ کامل آپ کے قلب میں موجزن تھا۔دار العلوم جامعہ نعیمیہ کے اہتمام کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کے فرائض بھی بخوبی انجام دیتے تھے۔بایں وجہ آپ ہزاروں شاگردوں کے استاد تھے اور حضرت علامہ مفتی محمد یونس صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد المتوفی ۱۹۷۳ء کے بھتیجے اور آپ کے جانشین تھے۔آپ نے اپنی زندگی کے لمحات خدمت دین کے لیے وقف کردیے تھے۔

ایک عالم دین کی موت عالم کی موت کے مترادف ہے۔آپ کے انتقال سے دنیاے اہل سنت میں رنج وغم کی لہر پھیل گئی۔وابستگان حضرت مرحوم غمگین ہوگئے۔اور احقر راقم السطور کو مزید صدمہ ہوا وہ اس لیے کہ میں یوم وصال میں شہر آگرہ پہنچ چکا تھا۔تراویح میں قرآن سنانے کے لیے۔
حضرت کی نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔علماے کرام ومفتیان عظام بھی

موجود رہے۔ حضرت کی نماز جنازہ حضرت مفتی محمد سلیمان صاحب مفتی جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے پڑھائی۔ بعد نماز ظہر نمدیدہ آنکھوں کے ساتھ سپرد آغوش رحمت کردیا گیا۔ رب العلمین حضرت مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں مقام عظیم بخشے۔ جملہ اہل خانہ کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

مولانا انصار احمد مصباحی

اتردیناج پور بنگال

نمونہ اسلاف، پیکر اخلاص و محبت، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ و مولانا یامین صاحب نعیمی سنبھلی علیہ الرحمہ (مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد) کی رحلت، اہل سنت کا ناقابل تلافی خسارہ ہے۔ قحط الرجال کے اس دور میں اس کثرت سے اہل علم و معرفت کا روپوش ہونا، یقیناً اندوہ ناک سانحے سے کم نہیں۔

حضرت مولانا یامین نعیمی صاحب علیہ الرحمہ تقوے کے پابند، علما نواز، طلبہ پرور، بزرگانہ وضع قطع، اعلی سیرت اور حسین اخلاق کے مالک تھے، علما و طلبہ کو جہاں دیکھتے، دعاؤں سے نوازتے، آپ کی مہمان نوازی مثالی سمجھی جاتی تھی، باتیں ٹھوس اور مضبوط دلائل کی روشنی میں کرتے، فطرتاً ملنسار اور مشفق واقع ہوئے تھے۔ آپ کی ذات سراپا عالمانہ وقار سے مزین تھی، آپ کی صورت، جامعہ نعیمیہ کا آئینہ تھی۔ جب بھی نعیمی برادران کے پاس بیٹھنے کا موقع ملا، سب سے زیادہ آپ ہی کا تذکرہ سنا ہے۔ حضرت کے انتقال کا خلا جلد پر ہونا مشکل ہے۔ ع

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

جماعت رضائے مصطفیٰ، شاخ اتردیناج پور، مغربی بنگال کے جملہ اراکین و ممبران، بھیگتی پلکوں کے ساتھ حضرت کے اہل خانہ اور معتقدین کی بارگاہ میں تعزیت پیش کرتے ہیں۔

مولی تعالی، اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے حضرت علیہ الرحمہ کو جوار

رحمت میں مقام بلند پر فائز فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے!

اللھم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انصار احمد مصباحی

خادم جماعت رضائے مصطفی، اتر دیناج پور، بنگال

سید قیصر خالد فردوسی، دہلی

آج علیَ الصّباح ہزاروں فاضلانِ جامعہ نعیمیہ باشندگانِ شہر مُرادآباد، اراکین و تلامذہ اور سُنّی مسلمانوں کے لیے یہ رُوح فرسا، المناک خبر آئی کہ آبروے زبان و ادب، نازشِ فکر و فن اور ہزاروں تشنگانِ علومِ نبویہ کی علمی و فکری پیاس بُجھانے اور جامعہ نعیمیہ (مُرادآباد) کی تعمیر و ترقی میں اپنا خونِ جگر صرف کرنے والے معروف عالمِ دین حضرت علّامہ مُحمد یامین صاحب قبلہ نعیمی اشرفی مُرادآبادی بھی آج اس دارِ فانی کو الوداع کہہ کر اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملے، اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون، بارگاہِ ربّ العالمین میں دعا ہے کہ حضرت کی دینی، مذہبی، مُلکی، ملّی مسلکی، مشربی، تعلیمی، تعمیری، تدریسی تقریری، تحریری، اشاعتی، دعوتی اور قلمی خدماتِ جلیلیہ کے صدقے اُنہیں غریقِ رحمت اور آپ کے تمام تلامذہ و جُملہ پسماندگان کو صبر عطا فرمائے (آمین) اس مُناسبت سے پیشِ خدمت ہیں یہ تازہ چار مصرعے آج کے ؎

عالی مزاج ، حضرتِ یامین اشرفی
ذی تخت و تاج ، حضرتِ یامین اشرفی
اب یہ ”نعیمیہ“ سے خبر ہے کہ چل دیے
دُنیا سے آج ، حضرتِ یامین اشرفی

ابوارسلان سیّد قیصر خالد فردوسی (دہلی)

۲۸/شعبان المعظم ۱۴۴۲ مطابق۔۱۱/اپریل ۲۰۲۱ (بروز، اتوار)

مولانا فروغ طریقی ثمری دہلوی

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ پاک حضرت کو غریق رحمت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے یقیناً حضرت کی رحلت صرف جامعہ کے لیے خسارہ نہیں بلکہ پوری جماعت کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے اس دور قحط الرجال میں اس قدر سادگی پسند اور مخلص عالم باعمل کا ملنا مشکل ہے حضرت نے جو مخلصانہ خدمات جامعہ نعیمیہ کے لیے دے ہیں یہی ان کی بخشش کے لیے کافی ہیں اللہ پاک حضرت کی تمام دینی مسلکی و ملی مکتبی خدمات کو قبول فرماکر ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کا نعم البدل اہل سنت کو اور خاص طور سے جامعہ نعیمیہ کو عطا فرمائے آمین بجاہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آج بعد نماز عشاء خصوصی محفل تعزیت برائے ایصال ثواب حضرت علیہ الرحمۃ کے لیے اپنی مسجد شیخان باڑہ ھندوراو دہلی کریں گے۔

شریک غم فروغ احمد طریقی ثمری

مولانا خالد ایوب مصباحی شیرانی

چیرمین تحریک علمائے ہند جے پور

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جماعت اہل سنت کے ممتاز ادارہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے مہتمم حضرت مولانا یامین احمد نعیمی علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کی خبر پاکر بے پناہ افسوس ہوا۔

حضرت قبلہ نے جامعہ نعیمیہ کے ذریعے ملت اسلامیہ کی بے پناہ علمی اور عملی خدمات انجام دیں۔ جب کہ اپنی اشاعتی خدمات کے ذریعے بھی اہل سنت کا سر فخر سے اونچا کیا۔

حضرت صدرالافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی تصنیفات کے حوالے سے بھی حضرت مولانا نعیمی علیہ الرحمہ کے کارنامے سنہرے حرفوں سے لکھے جانے لائق ہیں۔ آپ کی وفات حسرت آیات ایک بہت بڑا علمی خلا ہے۔ جسے پر ہوتے ہوئے بہت وقت لگے گا۔ تحریک علمائے ہند کے تمام احباب اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ پروردگار عالم حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کی آخری آرام گاہ کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے اور اس علمی چمن

کو آپ کا بہترین بدلہ دے۔ آمین۔

سوگوار: خالد ایوب مصباحی شیرانی

مولانا حفیظ الرحمٰن رضوی

دار العلوم سلطان الہند والرضا بھیلواڑہ راجستھان

الحاج مولانا محمد یامین صاحب نعیمی ایک باکمال شخصیت:۔

جماعت اہل سنت کے نامور عالم دین، دین اسلام کے عظیم داعی، استاد العلماء حضرت علامہ مولانا الحاج محمد یامین نعیمی (متولد ۷/۲ جولائی ۱۹۳۹ء) ۸۲، سال کی عمر شریف ۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۱/ اپریل ۲۰۲۱ء کو اپنے اہل و عیال، دوست احباب اور سیکڑوں تلامذہ کو روتا بلکتا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف نے مرکز علم و ادب جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے ۱۹۶۱ء میں شعبہ نظامیہ سے فراغت حاصل کی اور پھر ۱۹۷۳ء سے لے کر تا حیات تدریس واہتمام کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ گویا آپ نے نصف صدی تک جامعہ نعیمیہ کے پلیٹ فارم سے دین اسلام کی ترویج واشاعت کا گراں قدر فریضہ انجام دیا۔ موصوف خاندانی اعتبار سے میرے تایازاد بڑے بھائی تھے۔ آپ کو اللہ عزوجل نے متعدّد خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ ایک طرف معقولات ومنقولات کے جامع بہترین استاد ومربی تھے تو دوسری جانب اعلیٰ ترین مدبر اور منتظم ومہتمم بھی تھے۔ تقوی، پرہیز گاری اور خلوص وللّٰہیت بھی آپ میں خوب پائی جاتی ہے۔

آپ نے اپنی پوری زندگی جامعہ نعیمیہ کے لیے وقف فرمادی تھی۔ رمضان شریف اور دیگر مواقع پر آپ راجستھان بھی تشریف لاتے اور علالت وصحت ہر حالت میں احباب اہل سنت سے مل کر اپنے ادارے کے تعاون پر انہیں آمادہ فرماتے۔ دین کے ایسے بے لوث خادم کا ہم سے رخصت ہو جانا ایسا نقصان ہے جس کی تلافی بہت مشکل نظر آرہی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ان کی خدمات کو قبول فرماکر ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ جامعہ نعیمیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سید ابونوشاد نعیمی: بنگلہ دیش

انا للہ وانا الیہ راجعون، راحتیہ نعیمیہ دربار شریف بنگلہ دیش کی طرف سے صد افسوس.
اللہ پاک حضرت کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔

سید ابونوشاد نعیمی اشرفی

مولانا رفاقت نعیمی

بانی و مہتمم جامعۃ المصطفیٰ۔ قصبہ ککرالہ ضلع بدایوں شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استاذ گرامی قدر، محسن و کرم فرما، حضرت علامہ مولانا الحاج محمد یامین نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ایک نابغہ روزگار شخصیت کے مالک تھے۔ یادگار صدر الافاضل جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں آپ کی علمی تحقیقی تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ تعمیری خدمات کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ جامعہ کی خاطر ملک کے طول و عرض کے آپ نے تاحیات دورے بھی فرمائے، اس طرح آپ نے مہتمم ہونے کا حق ادا کر دیا۔ آپ کے دور اہتمام میں جامعہ کے لیے کئی خطرناک نشیب و فراز بھی آئے مگر آپ کبھی پست نہیں ہوئے، ہمیشہ سینہ سپر ہو کر ڈٹ کر حالات کا مقابلہ کیا اور جامعہ کی تعلیم و ترقی کی خاطر کبھی کسی سے نہ کوئی سمجھوتہ کیا نہ کسی سے دبے۔ اور اللہ تعالی نے ہمیشہ آپ کو سرخرو کیا۔

آپ کے دور اہتمام میں جامعہ نے ہمیشہ بہت اچھی ترقی کی، اور نہایت لائق و فائق ذی استعداد باصلاحیت علما، فضلا، مناظرین، مبلغین، مدرسین، قائدین قوم کو عطا کیے ۔۔۔۔ جامعہ کو ہمیشہ آپ کی کمی کا احساس رہے گا۔ احقر نے بھی نوے کی دہائی میں جامعہ نعیمیہ میں تعلیم حاصل کی ہے اور بہت قریب سے آپ کو دیکھا ہے تکریم اکابر کے ساتھ ساتھ شفقت اصاغر کا پیکر تھے طلبہ کو جب تنبیہ کرتے تھے تو اس میں بھی شفقت و محبت اور تربیت کا پہلو نمایاں رہتا تھا۔ اللہ تعالی آپ کی خدمات کے صلے میں آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین۔

ساتھ ہی ساتھ مفتی محمد ذوالفقار صاحب نعیمی ککرالوی کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں

نے مہتمم صاحب کی حیات و خدمات پر عظیم دستاویز شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا، اسی طرح علامہ شیخ طریق اللہ صاحب علیہ الرحمہ اور مفتی ممتاز احمد نعیمی صاحب علیہ الرحمہ و دیگر اساتذہ جامعہ کی بھی علمی خدمات پر کام ہونا چاہیے۔ ہمیں امید ہے کہ جامعہ کے ارباب حل و عقد اس کام میں بھی مفتی ذوالفقار صاحب کی علمی قلمی اور مادی سرپرستی فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ فقط والسلام

مولانا صوفی رفاقت علی ثقلینی نعیمی

بانی و مہتمم جامعۃ المصطفیٰ قصبہ لکرالہ ضلع بدایوں شریف

مولانا عبد الوحید قادری

مہتمم جامعہ فیضان اشفاق جاجولائی ناگور

یہ خبر سن کر نہایت افسوس ہوا کہ مولانا محمد یامین نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد کا ۲۷/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بمطابق ۱۰/ اپریل ۲۰۲۱ء بروز شنبہ وصال پر ملال ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے وصال سے اہل سنت والجماعت کا عظیم خسارہ ہوا ہے۔ لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ ہم سب مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاگو ہیں کہ مولانا مرحوم کی مغفرت فرما کر ان کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ فقط والسلام۔

عبد الوحید خاں

جامعہ فیضان اشفاق جاجولائی ناگور۔ ۱۳۔ ۴۔ ۲۰۲۱ء

مولانا قاسم نعیمی

شیش گڑھ بریلی شریف

یادگار اسلاف پیکر حسن و اخلاق یادگار حضور صدر الافاضل، نمونۂ اسلاف، مشفق استاذ، استاذ العلماء خلیفۂ سرکار کلاں حضرت علامہ و مولانا الحاج الشاہ محمد یامین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

مہتمم جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مرادآباد ہمیں داغ مفارقت دیکر اپنے خالق و مالک سے ملنے کے لے رخت سفر باندھ لیا۔اس خبر سے یقینا قلب کو صدمہ پہنچا۔یقینا ان کے دنیا سے جانے سے دلی رنج و الم ہے ۔اللہ غریق رحمت فرمائے۔آپ حسن اخلاق کے پیکر صوم و صلوۃ کے پابند تھے ۔منکسر المزاج خندہ پیشانی سے لوگوں سے ملتے تھے ۔یقینا ان کے جانے سے بہت افسوس ہے واقعی ان کے جانے سے دلی تکلیف ہوئی ہے۔ للہ ما اخذ ولہ ما اعطی إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ۔

مولی تعالی کے ہر فیصلے پر ہم راضی وصابر ہیں۔انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب

دعا گو ہوں مولی تعالیٰ جل جلالہ اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت کی مغفرت فرمائے جنت الفردوس میں درجات عالیہ سے سرفراز فرماکر اپنی رحمت کاملہ سے نوازے ان کی قبر کو پر نور فرمائے تنگی قبر سے محفوظ ومامون فرمائے ان کے گناہ صغیرہ وکبیرہ معاف فرمائے۔بروز حشر مصطفی پیارے صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میسر فرمائے اور پسماندگان و تلامذہ کو صبر جمیل پر اجر جزیل عطا کرے۔نیز نسیم جنت سے سرفراز فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین۔صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تسلیما کثیرا۔

شریک غم: محمد قاسم القادری اشرفی حنفی چشتی غفرلہ اللہ القوی

شیش گڑھ بریلی شریف۔خادم غوثیہ دار الافتاء کاشی پور اتراکھنڈ

قاری ابوالفتح نعیمی

مہتمم دار العلوم اسلامیہ حنفیہ ہنومان گڑھ ٹاؤن راجستھان

آہ قبلہ مہتمم صاحب!!!

اتوار کی صبح کو شوشل میڈیا کے ذریعہ سے خبر ملی کہ رات تقریبًا ۱۲ر بج کر ۵۴ر منٹ پریاد گار اسلاف استاذ الاساتذہ ہمدرد قوم وملت حضرت مولانا محمد یامین صاحب نعیمی اشرفی نور اللہ مرقدہ وخلیفہ حضور سرکار کلاں، مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد یوپی، کے انتقال پر ملال کی اندوہناک خبر معلوم ہوئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اللہ کے نیک بندے اپنے انوار و برکات سمیت جس تیزی سے اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں کہ گہ ظلمات سے بھر رہی ہے یوں لگتا ہے کہ یہ فانی دنیا اپنے انجام کو پہنچنا چاہتی ہے۔ایسے حالات میں حضرت کے وصال پر ملال کی خبر ملی تو یہ خیال پیدا ہوا۔ ع

اک چراغ اور بجھا اور بڑھ گئی تاریکی

یہ بات قابل طمانیت ہے کہ حضرت نے اپنی ساری زندگی دین متین کی خدمت اور افکار صدر الافاضل کی ترویج واشاعت میں گزاری اور اپنے متعلقین کے دلوں میں بہت اچھی یادیں چھوڑ گئے۔ ے

کلیوں کو میں نے سینے کا لہو دے کے جلایا ہے
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

حضرت دار العلوم اسحاقیہ حنفیہ اپنی فرصت کے لمحات میں تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت اخلاق حسنہ کے پیکر تھے اصاغر نوازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ طلبہ کے ساتھ شفقت اور اساتذہ کے ساتھ اخلاق و محبت سے پیش آنا کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ان کی عادت کریمہ تھی نماز واحکام شرع کے پابند تھے اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل عامل تھے۔ دار العلوم اہل سنت اسلامیہ حنفیہ پرانی سبزی منڈی ہنومان گڑھ ٹاؤن راجستھان کے جملہ اساتذہ واراکین و حضرت کے صاحبزادگان و اساتذہ جامعہ نعیمیہ وجملہ اہل وعیال ومحبین سے تعزیت کناں ہیں۔ اور اس غم والم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کے درجات بلندی عطا فرمائے اور جملہ اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور جامعہ کو نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

قاری ابوالفتح نعیمی اشرفی

مہتمم و متولی دار العلوم اسلامیہ حنفیہ ہنومان گڑھ ٹاؤن راجستھان۔ 12\4\2021

مولانا اشفاق نعیمی اشرفی

استاد دار العلوم اہل سنت ضیاء المصطفیٰ راوتسر راجستھان

یہ خبر غم سن کر بے حد افسوس ہوا کہ حضرت استاد محترم علامہ و مولانا الحاج محمد یامین صاحب قبلہ نعیمی اشرفی مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد کا ۲۷/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۱/ اپریل ۲۰۲۱ء بروز ہفتہ وصال پر ملال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کے وصال سے اہل سنت والجماعت کا عظیم خسارہ ہوا ہے لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ ہم سب رب العالمین کی بارگاہ میں دعاگو ہیں کہ استاد قابل صد احترام حضرت علامہ مولانا محمد یامین صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اپنا خاص کرم فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ فقط والسلام۔

العبد محمد اشفاق نعیمی اشرفی

خادم التدریس دار العلوم اہل سنت ضیاء المصطفیٰ راوتسر ضلع ہنومان گڑھ راجستھان
۳۰/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ۔ ۱۳/ اپریل ۲۰۲۱ء

مولانا محمد سعید اشرفی

استاد دار العلوم فیضان اشرف باسنی ناگور راجستھان

آہ مولانا محمد یامین صاحب نعیمی!

سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ اندوہناک خبر سن کر بہت افسوس ہوا کہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے مہتمم حضرت مولانا محمد یامین صاحب نعیمی رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس دکھ بھری گھڑی میں ہم اراکین واساتذہ ادارہ فیضان اشرف باسنی ناگور راجستھان آپ کے اہل خانہ کے رنج وغم میں برابر کے شریک ہیں اور ان سے تعزیت کرتے ہیں۔

ان للہ ما اخذ واعطیٰ وکل شیء عندہ الیٰ اجل مسمیٰ۔

اللہ تعالیٰ جامعہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے اور آپ کی دینی، ملی، سماجی، تدریسی، تحریر، تقریری اور تبلیغی خدمات کو قبول فرماکر آپ کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ درجات میں بلندی عطا فرمائے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے اہل خانہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ فقط۔

محمد سعید اشرفی

دار العلوم فیضان اشرف باسنی ناگور راجستھان

بتاریخ ۲۷/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ۔ 11\4\2021

قاری محمد اکرم نعیمی

استاد دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور راجستھان

ابھی ابھی یہ خبر جانکاہ سن کر بے حد افسوس اور رنج و ملال ہوا کہ ہمارے کرم فرما استاذ الاساتذہ نمونہ اسلاف پیکر علم و عمل حضرت علامہ و مولانا محمد یامین صاحب قبلہ نعیمی نور اللہ مرقدہ مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد یوپی، مطابق ۱۱/ اپریل ۲۰۲۱ء بروز یک شنبہ شب ۱۲/ بج کر ۵۴/ منٹ پر داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے دنیائے فانی سے دار آخرت کی طرف کوچ کر گئے۔ ''استرجع''

ان کے سانحہ ارتحال سے یقیناً اہل سنت و جماعت کا عظیم خسارہ ہے۔ لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

یہ خاکسار اور تمام اساتذہ دار العلوم اسحاقیہ بالخصوص شیخ الجامعہ صاحب قبلہ مفتی شیر محمد خاں صاحب قبلہ صدر المدرسین جامہ ہذا، دعاگو ہیں کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ موصوف علیہ الرحمۃ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ اور ان کا فیضان ہم سب پر جاری وساری رکھے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنی رضا و خوشنودی کا ابدی تمغہ عطا فرمائے اور اہل خانہ و دیگر پسماندگان کو صبر ایوبی کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم۔

خبر موصول ہونے کے بعد شیخ الجامعہ اسحاقیہ نے اساتذہ جامعہ ھٰذا کی موجودگی میں ایک تعزیتی نشست رکھی اور حضرت علیہ الرحمہ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کر کے ان کے لیے بارگاہ ایزدی میں جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمانے کی دعا کی۔

شریک غم: حافظ و قاری محمد اکرم نعیمی اشرفی

استاد شعبہ قراءت دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور راجستھان

۱۲/ اپریل ۲۰۲۱ء بروز دوشنبہ۔ ۲۹/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

قاری اکرام نعیمی

استاد دار العلوم اسحاقیہ جودھپور راجستھان

ابھی ابھی یہ خبر جانکاہ سن کر بے حد افسوس اور رنج و ملال ہوا کہ ہمارے کرم فرما استاذ الاساتذہ نمونہ اسلاف پیکر علم و عمل حضرت علامہ مولانا محمد یامین صاحب قبلہ نعیمی نور اللہ مرقدہ مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد یوپی، مطابق ۱۱/ اپریل ۲۰۲۱ء بروز یکشنبہ شب ۱۲/ بج ۵۴/ منٹ پر داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے دنیائے فانی سے دار آخرت کی طرف کوچ کر گئے۔ ''استرجع'' ان کے سانحہ ارتحال سے یقیناً اہل سنت و جماعت کا عظیم خسارہ ہوا ہے۔ لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

یہ خاکسار اور تمام اساتذہ دار العلوم اسحاقیہ بالخصوص شیخ الجامعہ صاحب قبلہ مفتی شیر محمد خان صاحب قبلہ صدر المدرسین جامعہ ہٰذا دعا گو ہیں کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے حضرت موصوف علیہ الرحمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ اور ان کا فیضان ہم سب پر جاری و ساری رکھے۔ اور ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنی رضا و خوشنودی کا ابدی تمغہ عطا فرمائے۔ اور اہل خانہ و دیگر پسماندگان کو صبر ایوبی کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم۔

خبر موصول ہونے کے بعد شیخ الجامعہ نے اسحاقیہ کے اساتذہ جامعہ ہٰذا کی موجودگی میں ایک تعزیتی نشست رکھی اور حضرت علیہ الرحمہ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کر کے ان کے لیے بارگاہ ایزدی میں جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمانے کی دعا کی۔

شریک غم۔ حافظ و قاری محمد اکرام نعیمی اشرفی

استاد شعبہ قرات دار العلوم اسحاقیہ جودھپور، راجستھان

۱۲/اپریل ۲۰۲۱ء۔ ۲۹/شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ۔ برور دوشنبہ

بیکانیر راجستھان

غالبًا تمام اہالیان ہند متفق ہیں اس بات پر کہ لفظ "مہتمم" کو سرزمین ہندوستان میں تقریبًا نصف صدی تک اگر کسی نے بجاطور پر کماحقہ خوبصورت لبادہ پہنائے رکھا تو ان کا نام حضرت مولانا الرحیل الشیخ یامین نعیمی تغمدہ اللہ تعالیٰ بغفرانہ ہے..... رب کریم ان کی خدمات اہتمام، بے لوث مساعی انتظام و انصرام کے طفیل تمام لغزشات کو معافی دے.... اور ہمارے تربیت گاہ اکابر و اصاغر کو نعم البدل عطا فرمائے..... پسماندگان، لواحقین، متعلقین اور اساتذہ ادارہ کو صبر و ہمت اور اجر عظیم سے مالامال فرمائے آمین۔ اللھم ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

جانے والے نہیں آنے والے !!!

''إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أَعْطٰی، وَكُلُّ شَیءٍ عِنْدَ اللّٰهِ بِأَجَلٍ مُسَمًّی، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ''

ابھی ابھی یہ خبر غم اثر موصول ہوئی کہ ہمارے کرم فرما، استاذ الاساتذہ، ہمدرد قوم وملت، پیکر علم و عمل، نمونہ اسلاف،

حضرت علامہ مولانا محمد یامین صاحب نعیمی تغمدہ اللہ القوی، مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد

۱۱/اپریل ۲۰۲۱ء بروز اتوار رات ب ۱۲/بج کر ۵۴/منٹ پر داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے دار فنا سے دار بقا کی طرف کوچ فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔

۱۹۳۹ء۷ ۲/ جولائی سنبھل میں آپ کی پیدائش ہوئی۔۱۹۶۱ء میں جامعہ نعیمیہ سے فضیلت سے فارغ ہوئے۔ ۱۹۷۳ء میں جامعہ نعیمیہ میں مسند تدریس پر فائز ہوئے۔۱۹۷۵ء میں جامعہ کے متولی و نائب مہتمم قرار پائے۔ ۱۹۷۶ء میں مہتمم مقرر ہوئے۔اور تاحیات آپ اس عہدہ سے وابستہ رہے۔ آپ نے ۸۲/ سال کی عمر پائی۔ اپنی پوری زندگی مذہب ومسلک کی خدمت اورافکار صدرالافاضل کی ترویج واشاعت میں صرف فرمائی۔جامعہ نعیمیہ کی نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ادارہ کی ترقی اوراس کے تعلیمی عروج کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔اصاغر نوازی میں اپنی مثال آپ تھے۔طلبا کے ساتھ شفقت آمیز رویہ،اساتذہ کے ساتھ اخلاق ومحبت سے پیش آنا، کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ، مسلکی تصلب،نماز واحکام شرع کی پابندی، مخلصانہ کردار،ہ پاکیزہ گفتار، منصفانہ معیار،اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔

دعا ہے اللہ پاک اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے حضرت علیہ الرحمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطافرمائے،درجات بلند فرمائے،اپنی رضاوخوشنودی کا تمغہ ابدی عطا فرمائے،اوراہل خانہ ودیگر پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

شریک غم۔احقرالعباد: محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

مورخہ ۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

حالات و خدمات کے حوالے سے

مضامین

محسن اہل سنت حضرت مولانا محمد یامین صاحب علیہ الرحمہ!!!

مفتی ولی محمد صاحب رضوی: بانی سنی تبلیغ جماعت باسنی ناگور شریف

الحمدللہ! دین حق کی حفاظت وصیانت کے لیے ہی سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے: ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' علماے حق انبیاے کرام علیہم السلام کا ورثہ ہیں، یعنی وہ بے بہا لازوال نعمت علم وفضل کا عظیم خزانہ رحمت جسے انبیاے کرام علیہم السلام لے کر تشریف لائے اور نبی آخر الزماں، شفیع عاصیاں علیہ الصلاۃ والسلام جن کے لیے ''اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا'' کا مبارک پیغام آیا۔ ان سب کی حفاظت کے لیے اگر کسی کو ذمہ داری دی ہے تو وہ صرف علماے حقہ کی جماعت ہے جو حق پر قیامت تک قائم رہے گی، جن کے دم قدم سے دین کی تبلیغ وھدایت کا فریضہ ہر دور میں انجام دیا جاتا رہے گا۔

سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت حضور سیدی امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جو زرین کارنامے انجام دے دیئے، ایک سنی صحیح العقیدہ کبھی ان کا انکار نہیں کر سکتا اور وہ تادم آخر اپنے محسن کو خیر سے یاد کرتا رہے گا اور مرد مجاہد اسلام کے روحانی پاکیزہ سائے میں سنیت کی بہاروں میں رہ کر سچا عاشق رسول بن جائے گا۔ ایسے خوش بخت حضرات کے لیے سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا ؎

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

ہزاروں کتب ورسائل لکھ کر، کرامت تابندہ وزندہ دے کر ملت کو قیامت تک بیدار کر کے باطل سے مقابلہ کرنے کی قلندرانہ ہمت وقوت آپ نے دی ہے اس کے ساتھ ساتھ تلامذہ، اولاد، خلفا کی وہ مقدس جماعت دی ہے جو ہر ایک اپنی جگہ پر آفتاب وماہتاب کی طرح علم وعرفان کا نور

پھیلاتا رہا۔ اسی چمن کے حسین و جمیل پھول کا نام نامی اسم گرامی سیدی صدر الافاضل مفسر قرآن مجید علامہ شاہ مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی صاحب علیہ الرحمہ ہے۔ آپ کے قائم کردہ ادارے سے علما و فضلا و قراء کی ایک بڑی جماعت تیار ہوئی، جو مجاہد دین و سنیت بن کر حق کا پرچم بلند کرتے رہے اور باطل کی سرکوبی کرتے رہے۔ آپ کی عظیم تصانیف "اطیب البیان، الکلمۃ العلیا"، وہ محققانہ کتب ہیں جو شان ختم المرسلین اور عظمت امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اپنی مثال آپ ہیں۔ دونوں طیب و طاہر کتب سے آپ نے سنیت کے باغ کی شان دار آبیاری کی ہے اور وہابیت کی خباثت و ضلالت کو اس طرح سے ظاہر کیا ہے کہ ایک بار ان کا مطالعہ طالب حق و ہدایت کے لیے کافی ووافی ہے۔

آپ کے قائم کردہ جامعہ نعیمیہ کے ایک حسین پھول حضرت استاذ گرامی علامہ مولانا محمد یامین صاحب نعیمی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہے، جو قریب ۵۰ سال تک اس نعیمی گلشن میں گل کاری اور گل ریزی کرتے رہے۔ درس و تدریس کے طور پر ہزاروں کو علم کے چشمہ سے سیراب کیا۔ بطور مہتمم کے آپ نے اس کی تعمیر و ترقی میں شب و روز دیانتدار مرد کا کردار پیش کیا ہے۔ ان کارناموں کے ساتھ اخلاق و مروت، شفقت و عنایت میں وہ اپنی مثال آپ رہے۔ سادہ لباس، سادہ کردار صوفیت کے اخلاق سے مزین رہے۔ علمی ریا و نمود سے بہت دور رہے، جن کی ذات کے جلوے آج بھی دلوں میں روشنی بکھیر رہے ہیں۔ ان کی یادیں ان کے کارناموں سے تابندہ ہیں۔

وجود مردم دانا مثال زر طلاست
بہ کجا کہ رود قدر و قیمتش دانند

خاص طور پر راجستھان کے طلبہ پر آپ خوب شفقت و عنایت فرماتے۔ درجنوں بیکانیر وغیرہ علاقہ کے طلبہ وہاں گئے اور نعیمی جام شیریں نوش کر کے عالم و فاضل و حافظ و قاری بن کر نکلے۔ ان طلبہ پر کرم کی نظر آپ فرماتے اور وہاں آکر علم سے آراستہ ہونے کا حوصلہ و جذبہ پیدا کرتے۔ آپ کے خلوص و عنایت سے میں بھی چندماہ کے لیے نعیمی مکتب کا طالب علم بنا۔ بڑے کامل و عارف علما سے درس حاصل کیا۔ صحبت کی برکت حاصل کی، جن میں ممتاز ترین ذات گرامی مفسر قرآن صوفی

عصر علامہ شاہ مفتی محمد مبین الدین محدث امروہوی خلیفہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور حضرت قاری القراء شیخ التجوید حضرت قبلہ مولانا قاری جمال احمد صاحب رضوی مدظلہ اور عالم باعمل شفیق و کریم علامہ محمد یامین صاحب نعیمی علیہ الرحمہ خاص رہے۔ قبلہ نے وہ عنایت کی کہ ہمیشہ یاد رہے گی۔ مجھے قیام کے لیے خاص روم عنایت کیا، جس سے مجھے وہاں بڑا آرام ملا اور ہر اعتبار سے مجھے سکون و چین رہا یہ میرے لیے بڑی عزت کی بات تھی۔ دوسری بات طعام کا انتظام ایک حافظی نام کی ہوٹل پر کیا، جس میں کافی حد تک سہولت تھی اور چھوٹے کے گوشت کی سہولت بھی تھی، جہاں میری ضرورت پوری ہو جاتی تھی۔ راقم کے تعلق سے دکان دار نے پاکیزہ تاثرات بھی حضرت کو سنائے تھے۔ اس طرح مجھے برابر نوازتے اور کریم استاذ کی یہ عنایات ہمیشہ دل میں نقش رہیں گی۔

سنی تبلیغی جماعت باسنی سے آپ تاحیات بہت خوش رہے۔ اس کے کارناموں کی برابر قدر کرتے اور استاذ گرامی مولانا ظہور احمد صاحب اشرفی علیہ الرحمہ کے ساتھ آپ کی ملاقات و صحبت خوب رہتی تھی۔ دین و سنیت کے فروغ میں دونوں حضرات برابر مشورہ کرتے، ایک دوسرے کو مفید مشورے دیتے تھے۔ باہم ایک دوسرے کی بڑی قدر کرتے تھے۔ استاذ گرامی مولانا ظہور احمد صاحب کی خدمات کا اعتراف کرتے تھے۔ سنی تبلیغی جماعت کے بڑے خیر خواہ تھے۔

آپ کے قابل قدر کارناموں میں اہل سنت و اعلیٰ حضرت کے کتب و رسائل کی طباعت و اشاعت بھی ہے۔ اس کے لیے آپ علماء سے تعاون حاصل کرتے۔ بیع مضاربت کے طور پر ان کو منافع بھی دیتے تھے۔ کئی کتب آپ کے اہتمام سے زیور طباعت سے آراستہ ہوئیں۔ سنی تبلیغی جماعت باسنی سے آپ نے اس سلسلہ میں کئی بار تعاون حاصل کیا اور کئی ایک کتب کی طباعت ہوئی جن میں "فتاوی رضویہ جلد دوم"، "اطیب البیان"، "سیرت رسول عربی" خاص ہیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مارکیٹ میں دیابنہ کی کتب کا غلبہ تھا۔ دہلی کی مارکیٹ میں بڑی مشکل سے کوئی کتاب ملتی تھی۔ مرد مجاہد نے اس ضرورت کو محسوس کیا، تاحیات وہ عظیم خدمت انجام دیتے رہے اور اس سلسلے میں صاحبزادہ عزیز ضیاء اشرفی کو دہلی میں کتب خانہ لگوایا جس سے درجنوں شاندار کتب کی طباعت و اشاعت ہوئی اور سنیت کے فروغ میں آپ کی خدمات ہمیشہ یاد کی جائیں گی۔ یہ سب

آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں ۔ حرص وطمع سے آپ ہمیشہ دور رہے بلکہ فرماتے :علما کی کمائی میں برکت ہے ۔ چند روپیوں سے طباعت کتب کا کام شروع کیا، آج لاکھوں پر ہے ۔ کبھی کہیں رکاوٹ نہ ہوتی، غیب سے میری مدد ہوتی رہتی ہے"۔ مجلس میں اس طرح بار بار آپ اعتراف کر کے شکر حق ادا کرتے تھے ۔ اور دوسروں کو خلوص سے کام کرنے کا حوصلہ دیتے تھے ۔ زبان فارسی کی قدر کرتے ۔ راقم کی کتاب "سکندر نامہ مترجم" جب آپ کو ملی تو خط لکھ کر حوصلہ افزائی کی ۔ فرمایا: کہ میں نے اس کے ۷۰ صفحہ مطالعہ کیے ہیں، بڑا عمدہ ترجمہ ہے اور فرماتے: کہ فارسی پڑھنے سے یاد رہے یا نہ رہے، اردو پختہ ہوجاتی ہے ۔

الحمدللہ !راقم اپنے اساتذہ واحباب اہل سنت کو خطوط لکھنے کا سلسلہ قائم کیے ہوئے ہے ۔

تقریباً ۲۵ سالہ ۴ ہزار خطوط کا تحریری ریکارڈ اور کئی سو خطوط کی نقول موجود ہے ۔ حضرت والا بھی اپنے متعلقین وشاگردوں کو خطوط لکھتے اور جواب دیتے تھے، درجنوں خطوط میرے پاس آج بھی محفوظ ہیں، مجھ تک علما و مشائخ واحباب کے آمدہ خطوط کی تعداد تقریباً ۵ ہزار ہے ۔ استاذ گرامی کا ایک خط بطور یادگار پیش خدمت ہے، ملاحظہ فرمائیں:

عزیز گرامی ۔۔۔ سلام مسنون!

میں بخیر ہوں آپ کی خیریت مطلوب ہے، آپ کی مرسلہ کتابیں مل گئیں دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی ۔ بحمدہٖ تعالیٰ کتابیں بہت دیدہ زیب ہیں، "سکندر نامہ" پڑھنے کی بہت خواہش تھی ماشاء اللہ آپ کا ترجمہ با محاورہ بہت اچھا محسوس ہوا۔ ستر صفحہ میں نے کتاب ملنے کے بعد ہی پڑھ لیے باقی گاہ بگاہ پڑھ لیتا ہوں ۔ مولانا مفتی شمشاد حسین رضوی صاحب بدایونی کا مقدمہ بہت شان دار ہے جس نے کتاب میں نئی جان ڈال دی ہے ۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی اس محنت کو قبول فرمائے اور ہمت عطا فرمائے کہ مزید کتابوں کا با محاورہ ترجمہ کریں تاکہ عوام الناس کو فائدہ پہنچے ۔ فقط والسلام:

محمد یامین نعیمی، جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۱۲، مئی ۲۰۱۶ء

یہی بات میرے مشفق استاذ حضرت قبلہ مولانا غلام محمد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے تھے جو فارسی زبان کے بڑے ماہر اور شاندار استاذ رہے۔ غرض کہ حضرت قبلہ مولانا یامین صاحب علیہ الرحمہ ایک متحرک فعال اور مخلص صوفی طبیعت عالم دین تھے۔ ۵۰ سال تک علم کے پھول کھلاتے رہے۔ دم آخر تک جامعہ نعیمیہ کے وفادار سپاہی بن کر اس کے لیے تن من دھن سے قربانیاں دیتے رہے۔ وہ اپنی خدمات کی یادیں دلوں میں بسا کر گئے ہیں۔ برابر ان کی صحت وعافیت کے لیے دعا کرتا تھا۔ خط لکھتا، فون سے دعا سلام کرتا تھا۔ اب دم آخر تک وہ میرے ایصال ثواب میں شامل رہیں گے۔ مجھے ایسے عالم کی شاگردی پہ ناز ہے۔ وہ ملت کا ایک عظیم سرمایہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی ساری خدمات قبول کرے، توشہ آخرت بنائے، تلامذہ کو صدقہ جاریہ بنائے، اولاد کو اسی مشن پر گامزن رکھے۔ ان کے مزار پر ہمیشہ رحمت ومغفرت کے پھول برسا کر کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، بال بال کی مغفرت کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

ان کی وفات کی خبر سن کر اشک رواں ہو گئے دفتر سنی تبلیغی جماعت اور مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ میں سینکڑوں طلبہ ومدرسین نے ان کے لیے ایصال ثواب کیا فاتحہ خوانی کی، مولیٰ قبول کرے۔ آمین۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

(حضرت مولانا) ولی محمد رضوی عفی عنہ

سربراہ اعلیٰ سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف راجستھان

۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ۔ ۲۴ر اپریل ۲۰۲۱ء، بروز شنبہ

تمہارے تذکرے ہوں گے تمہاری گفتگو ہو گی

مفتی سلیمان نعیمی: زیب مسند افتاو تدریس جامعہ نعیمیہ مرادآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

۱۹۸۴ء میں نے جامعہ نعیمیہ میں داخلہ لیا کہ قصبہ بھوجپور سے استاد مکرم سیدی وسندی استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد حنیف صاحب رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان سابق صدر المدرسین جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم بھوجپور کے ساتھ جامعہ نعیمیہ آیا۔ اس سے پہلے مرادآباد کا نام ہی سنتا تھا دیکھا نہیں تھا۔

جب میں استاد مکرم علیہ الرحمۃ کے ساتھ جامعہ نعیمیہ کے وسیع و عریض صحن میں داخل ہوا تو جامعہ کی فلک بوس عمارت و طلبہ ملت اسلامیہ واساتذہ جامعہ کو دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ مرکز اسلامی جس کی بنیاد خالصۃً لوجہ اللہ رکھی گئی ہے آج مکمل نگاہوں کے سامنے ہے، کہ جس میں بشکل طلبہ دین متین علم چلتا پھرتا نظر آرہا تھا۔ استاد گرامی علیہ الرحمہ کے ساتھ بنیت داخلہ جامعہ نعیمیہ کے ناظم اعلیٰ و مہتمم، مفکر قوم وملت استاد العلماء سیدی وسندی استادی الکریم حضرت علامہ مولانا محمد یامین صاحب قبلہ نعیمی اشرفی دامت برکاتہم القدسیہ کی درسگاہ میں حاضر ہوا۔ حضرت مہتمم صاحب قبلہ اپنے قدیمی دوست حضرت مولانا محمد حنیف صاحب رضوی سے بغل گیر ہوئے بعد معانقہ دونوں پرانے دوستوں کے درمیان یاد ماضی پر تبادلہ خیال ہوتا رہا اور آپس میں مسکراتے رہے کہ دو عالموں کے مسکرانے اور ماضی کی باتوں کو سن کر میں بھی خوش ہوتا رہا اور اپنے لیے درس عبرت سمجھ کر قلب ہی محفوظ کرتا رہا حتی کہ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب قبلہ نے میرے داخلے کے لیے کہا تو آپ نے خندہ پیشانی کے ساتھ قبول فرما کر مجھے اپنے زیر سایہ تعلیم حاصل کرنے کا موقع فراہم فرما کر احسان عظیم فرمایا۔ اور بعد میں بھی اپنی شفقتوں کے سایے میں پروان چڑھاتے رہے، یہاں تک کہ ۱۹۸۹ء

۱۲/ مارچ میں میری فراغت فضیلت سے ہوگئی اور میں اپنے غریب خانہ پر چلا آیا۔ بعد رمضان بحکم پیکر علم وعمل استاذی الکریم استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد ایوب خان صاحب قبلہ صدر المدرسین جامعہ نعیمیہ ومفتی اعظم مرادآباد جامعہ اسلامیہ حنفیہ ہنومان گڑھ راجستھان بحیثیت مدرس روانہ ہوا اور ایک سال تک تدریسی خدمات انجام دیتا رہا، درمیان سال میں حضرت مہتمم صاحب قبلہ دامت علیہ الرحمۃ والرضوان ہنومان گڑھ تشریف لائے اور مختلف بستیوں میں تشریف لے گئے۔ ساتھ میں بھی تھا۔ میں نے دیکھا کہ اہل راجستھان آپ کے گرویدہ تھے۔ اور آپ سے قلبی محبت رکھتے تھے۔ اور اکثر کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ حضرت مہتمم صاحب علیہ الرحمہ کی آمد کا نتیجہ ہے کہ ہماری بستی میں مسجد ومدرسہ موجود ہے، یہ حضرت مہتمم صاحب کی ترغیب وترہیب کا نتیجہ ہے جو اسلام ودین کی بہاریں نظر آرہی ہیں اور حضرت مہتمم صاحب کا سیروا فی الارض پر عمل بھی تھا اور بقول ڈاکٹر علامہ اقبال کہ ؎

دشت تو دشت دریا بھی چھوڑے ہم نے

بحر ظلمات میں دوڑادیے گھوڑے ہم نے

اصلاح معاشرہ اور تبلیغی خدمات کو انجام دینا تھا، جو تادم وصال دیتے رہے۔ بالخصوص ضلع ہنومان گڑھ وسورت گڑھ وبیکانیر وناگور شریف باسنی واجمیر مقدس وجے پور وجودھپور میالی بلکہ مکمل راجستھان کو محیط تھا۔ حدیث شریف میں ہے۔ الولد سر لابیہ، بیٹا اپنا والد کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے آپ بھی اپنے والد گرامی حضرت حافظ محمد اصغر صاحب علیہ الرحمہ اور اپنے تایا شاگرد رشید سیدنا صدر الافاضل فخر الاماثل مفکر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد یونس صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد ومدرسہ اجمل العلوم سنبھل کے نقوش قدم پر چلنے والے تھے۔ اور آپ نے پوری زندگی جامعہ نعیمیہ کی خدمات میں وقف کردی اور ساتھ ہی تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے ہیں۔ آپ درسگاہ کے بادشاہ تھے۔ میں نے آپ سے قلیوبی واصول الشاشی مشکاۃ آخر، کو پڑھا ہے۔ اس لیے ان کے تدریس کے فن پر میری رائے کے بجائے ان کے ان تلامذہ کے تاثرات کو فوقیت حاصل ہے جنہوں نے ان کی درسگاہ میں رہ کر علوم وفنون کی بلندیوں کی سیر کی ہے۔ بہرحال

میرا اپنا تاثر یہ ہے کہ وہ سبق کو آسان اور دل چسپ بنانے کا فن جانتے تھے۔ سبق پڑھاتے وقت طلبہ کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے وہ سوالات، اشعار، لطائف اور الفاظ کا انتخاب بھرپور اور متوازن طریقہ پر استعمال کرتے تھے۔

مشکل اور پیچیدہ مسائل کو ذہن میں بآسانی اتار دینے کا ملکہ تامہ حاصل تھا۔ مزید سونے پہ سہاگہ اپنے تجربات کی روشنی میں حکایات اور واقعات سفر کے ذریعے آناً فاناً دماغ میں اتار دیتے تھے کہ طلبہ متحیر و ششدر رہ جاتے اور اگر آپ کا خصوصی کارنامہ یہ ہے کہ اکثر بعد نماز عشاء سنبھل تشریف لے جاتے اور فجر میں نماز کے لیے طلبہ کو بیدار کر دیا کرتے تھے۔ ساتھ میں اسباق کی پابندی اور تعلیم کے اوقات میں درسگاہ میں موجودگی کا اتنا اہتمام فرماتے کہ بسا اوقات ایسے پروگرام بھی ترک فرما دیتے کہ جس میں ذاتی فائدہ وابستہ ہوتا اکثر دعوتوں میں شرکت سے معذرت کر لیتے۔ انتہائی اہم دینی ضرورتوں کے علاوہ جلسوں میں بھی شرکت نہ کرتے اور اگر تشریف لے جاتے تو نذرانے سے صاف انکار فرما دیتے۔ اور جلسے سے فارغ ہو کر نماز فجر جامعہ نعیمیہ کی مسجد میں مع طلبہ جماعت کے ساتھ ادا فرماتے۔

آپ کی نگاہ کرم نے مجھے اس لائق بنا دیا کہ مجھ جیسا بے علم آج در صدر الافاضل پر جاروب کشی کر کے سعادت دارین حاصل کر رہا ہے کہ تدریسی خدمات کے لیے آپ نے ہی ۱۷؍ مئی ۱۹۹۲ء بروز پیر کو منتخب فرما کر احسان عظیم فرمایا اور میری قسمت کو عروج بخش دیا اور آج تک تدریسی خدمات انجام دے رہا ہوں اور ساتھ ہی افتا کے کام کو انجام دے رہا ہوں۔ حضرت مہتمم صاحب قبلہ مخدوم المشائخ رہبر شریعت و طریقت حضرت علامہ مولانا مفتی سید مختار اشرف اشرفی جیلانی زیب سجادہ آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید تھے اور آپ نے سیدنا صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی بھی خدمت فرمائی ہے۔ آپ سنبھل سے مرادآباد تقریباً ۱۹۴۴ء میں آٹھ سال کی عمر میں تشریف لائے اور جامعہ میں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۶۲ء یا ۱۹۶۳ء میں فارغ ہو کر جامعہ کی تدریسی خدمات و اہتمام فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ انتہائی سادگی و تواضع، نظم وضبط، توکل، حق گوئی و احترام آدمیت جیسے عناصر اخلاق کی تعلیم سے مکمل آشنا و کاربند تھے۔ اور

اخراجات میں کنایت شعاری ہمیشہ پیش نظر رہتی یہاں تک کہ کھانا بھی اکثر خود ہی پکا پکا لیا کرتے تھے۔ حضرت مہتمم صاحب قبلہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حق گوئی اور حق گوئی کے لیے درکار بے باکی سے نوازا تھا۔آپ زبردست قوت ارادی کے مالک تھے اپنے عقیدے اور نقطہ نظر کے اظہار میں کبھی اور کہیں آپ نے مداہنت سے کام نہیں لیا۔اہتمام میں بڑی جرات و استقامت سے کام لیتے اور تملق و چاپلوسی سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا۔ نماز فجر سے ایک گھنٹہ پہلے بیدار ہوکر چائے پکاکر پی لیتے تھے۔اور پھر طلبہ کو بیدار فرماتے،نام لے کر سب کو پکارتے اور باجماعت نماز فجر کی سخت تاکید فرماتے تھے۔انہیں معلوم تھا کہ ؎

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

آپ نے ۲۰۱۰ء میں سنی کانفرنس میں شرکت فرمائی۔اور اس کی کامیابی کے لیے بڑی جد وجہد فرمائی اور ملت کی شیرازہ بندی اور اہل سنت کے مسائل کو حل کرنے کے لیے کی جانے والی کوششوں میں قدم قدم پر شریک رہے۔ مرادآباد کے قرب وجوار میں آپ کے تلامذہ نے اور دیگر علما نے بہت سے مدارس و مکاتب آپ کی سرپرستی میں قائم کیے۔جامعہ نعیمیہ کی تدریسی خدمات و اہتمام کی ذمہ داریوں کے باوجود آپ نے وسیع پیمانے پر مسلمانان ہند اور ملت اسلامیہ کی صلاح وفلاح کے لیے بھاری بہت سے منصوبوں کو یا مجوزہ مقاصد کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق خدمات پیش کی بالخصوص شعبہ نشر و اشاعت میں بہت نمایاں کردار پیش کیا ہے۔علمائے اہل سنت بالخصوص سیدنا صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتابوں کو بڑے نئے انداز میں شائع کرکے ملت اسلامیہ پر احسان عظیم فرمایا۔اور اس کام کے لیے ایک مکتبہ بنام مکتبہ اشرفیہ اور ہندوستان کی راجدھانی دہلی میں مکتبہ نعیمیہ کے نام سے قائم فرمایا جس سے کتب کثیرہ علمائے اہل سنت کی شائع ہوکر عوام وخواص کے زیر مطالعہ و درسگاہوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔

مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ کی شاخیں بہت سی ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ جن کی آبیاری آپ نے اپنی جدوجہد سے فرمائی ہے وہ ایک مدرسہ محلہ جینتی پور میں ہے جو بنام الثقافۃ الاسلامیہ عالم

العلوم ہے، جس آراضی کو عالی جناب حاجی بنے صاحب نے اپنے بیٹے کے ایصال ثواب کے لیے وقف کیا ہے قائم فرمایا ہے۔ اور ایک فلک بوس عمارت کو قائم فرما کر ملت اسلامیہ کے نونہالوں کے لیے تاقیام قیامت جاری فرمادیا ہے۔ اور دوسرا رامپور دوراہے پر بنام جامعہ وسیمیہ نعیمیہ قائم فرمایا ہے جس میں حفظ کی تعلیم جاری ہے۔ یہ دونوں دین کے قلعے آپ علیہ الرحمہ کے مرہون منت ہیں۔ اسی انداز میں زندگی کا سفر رواں تھا کہ اچانک آپ کے اوپر لقوہ کا اثر ہوگیا جس میں چند سال مبتلا رہے لیکن اس عالم میں بھی جامعہ نعیمیہ کی تدریسی خدمات کو فراموش نہیں فرمایا۔ بلکہ درس و اہتمام فرماتے رہے۔

آخر میں کل نفس ذائقۃ الموت، وعدہ الٰہی کی کے مطابق بتاریخ ۱۱/ اپریل ۲۰۲۱ء شب اتوار ۱۲/ بج کر ۵۴/ منٹ مطابق ۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نماز جنازہ بروز اتوار ۲/ بجے دن مسجد عالیہ قاریہ محلہ پکا باغ حسن پور روڈ سنبھل ادا کی گئی اور نماز جنازہ پڑھانے کا خاکسار راقم الحروف کو شرف حاصل ہوا۔ اور آپ کو آپ کے آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ؎

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
تمہاری یاد آئے گی تمہاری جستجو ہوگی
تمہارے تذکرے ہوں گے تمہاری گفتگو ہوگی

راقم الحروف:

محمد سلیمان نعیمی برکاتی: خادم جامعہ نعیمیہ مرادآباد یوپی

مورخہ ۲۶/ دسمبر ۲۰۲۱ء بروز اتوار

علامہ مفتی محمد یامسین نعیمی۔۔۔۔ایک عہد ساز شخصیت

اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری برہان شریف اٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الامین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین

سرزمین ہندوپاک سے ہمارے طبقۂ علماء ومشائخ میں سے کئی عہد ساز شخصیات سامنے آئیں جنہوں نے اپنے کردار و عمل سے علم و قلم کی ایسی آب یاری فرمائی کہ آنے والی ہماری نسلیں بھی ان پر ناز کرتی رہیں گے۔

علامہ مولانا محمد یامین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (پ:۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء۔۔م:۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء) کا شمار بھی عہد ساز شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ کے دادا جان محمد ابرار رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کے بہترین قاری، والد گرامی اصغر حسین، حافظ قرآن، تایا جان محمد یونس نعیمی، عالم فاضل، فتویٰ نویسی میں بے مثال اور والدہ ماجدہ، نیک و پارسا رحمۃ اللہ علیہم تھیں۔۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

حضرت علامہ مولانا محمد یامین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت ایسے علمی و روحانی خانوادے میں ہوئی۔ روحانی طور پر آپ کا خانوادہ بریلی شریف اور کچھوچھہ مقدسہ سے وابستہ تھا۔ آپ بھی اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے "راہ ورسم منزل ہا" کے راہی بنے۔

ایک بار راہ چلتے چلتے ایک مسجد سے صدرِ الافاضل علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت پر اثر تقریر کی آواز آپ کے کانوں میں رس گھولتی ہوئے پڑی تو آپ فوراً اس مسجد میں پہنچے اور نہایت مؤدبانہ انداز میں بیٹھ کر نہایت انہماک سے صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر منیر سماعت فرمائی۔۔ بس یہ تقریر سننا تھی کہ آپ کی کایا پلٹ گئی اور آپ صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے اسیر بن کر رہ گئے۔ آپ ۱۹۴۵ء آپ کی معروف درس گاہ جامعہ نعیمیہ مراد

آباد شریف سے ایسے وابستہ ہوئے کہ یہاں ہی اول تا آخر درس نظامی کی تکمیل فرمائی، ۱۹۶۱ء میں یہاں سے سند فراغت اور دستار فضیلت کی سعادت حاصل کی۔ ابتدا میں بلاری میں امامت شروع کی لیکن ۱۹۷۳ء میں اپنے تایا علامہ مفتی محمد یونس نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر سرزمین بامراد میں اپنے مادر علمی جامعہ نعیمیہ مراد آباد شریف میں بحیثیت مدرس آگئے اور پھر یہاں مہتمم مقرر ہوگئے۔ آپ نے اپنے خون جگر سے جامعہ کی علمی و تدریسی حیثیت کو بام عروج تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ نے نہ صرف جامعہ نعیمیہ کی توسیع کی بلکہ اس کی از سر نو تزئین و آرائش فرمانے میں بھی دن رات ایک کئے رکھا، جامعہ پر مختلف حاسدین کی جانب سے چالیس مقدمات بنائے گئے آپ نے نہایت جرآت و استقامت سے ان کے ایک ایک مقدمہ کا مقابلہ کیا اور الحمدللہ، انتالیس مقدمات میں آپ نے فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑ کر حاسدین کے مذموم عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ صرف ایک مقدمہ باقی رہ گیا ہے ان شاء اللہ، اس میں بھی فتح یقینی ہے۔ آپ نے مراد آباد شریف میں جگہ جگہ جامعہ نعیمیہ کی شاخیں قائم کیں اور پھر ان کا انتظام و انصرام بھی نہایت احسن انداز میں چلایا۔

آپ نے طلباے کرام کی شخصیت سازی پر بھی اپنی توجہ مرکوز رکھی ۔ ان کی علمی و تحقیقی ضروریات کو ہمیشہ پورا کیا۔ کتابوں کی فراہمی کو ہمیشہ یقینی بنایا۔ آپ نے ہمیشہ تحقیقی مقالات لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ نے جہاد بالقلم کے لیے نشر و اشاعت کی طرف توجہ دیتے ہوئے سرزمین با مراد مراد آباد شریف میں مکتبہ نعیمیہ کا قیام عمل میں لایا۔ اس مکتبہ کے زیر اہتمام آپ نے سب سے پہلے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہرہ آفاق "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" اور اس کے ساتھ صدرِ الافاضل مفسر قرآن علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر "خزائن العرفان" چھاپ کر ہندوستان کے کونے کونے میں پہنچادیا۔ اسی طرح آپ نے صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر تصانیف کی اشاعت بھی اسی مکتبہ نعیمیہ سے نہایت آب و تاب سے فرما کر انہیں ہندوستان بھر میں پھیلایا تھا۔ آپ اپنے مکتبہ نعیمیہ کی مطبوعات نہایت سستے داموں میں فروخت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی ساری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل میں بسر ہوئی۔ اپنی علالت کے باوجود درس و تدریس اور نشر و اشاعت سے کبھی پہلو تہی نہ فرمائی۔۔ اللہ اللہ۔ آپ کی زندگی ہمارے لیے نہ صرف مشعل راہ بلکہ قابلِ رشک ہے۔ ہمارے بااثر اور صاحبِ ثروت

علماو مشائخ کو آپ کے طریق کار پر چلتے ہوئے درس و تدریس اور نشر واشاعت کے محاذ پر نہایت فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے کئی عظیم الشان مدارس ویرانی کا منظر پیش کررہے ہیں۔ ان مدارس کی نہایت پر شکوہ عمارتیں ہم پر نوحہ کناں ہیں۔ ہماری کئی خانقاہیں بھی "زاغوں کے تصرف" میں چلی گئی ہیں۔ ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمارے علماء ومشائخ کو خواب غفلت سے بیداری عطا فرمائے اور عہد رفتہ کی عظمتیں ہمیں واپس لوٹائے۔۔ اسیر صدر الافاضل علامہ محمد یامین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور ہم سب کا بھی خاتمہ بالخیر فرمائے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلما ملتہ اجمعین۔

دعاگوودعاجو۔ گدائے کوے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

خلیفہ مجاز بریلی شریف "سرپرست اعلیٰ ماہ نامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل و"ہماری آواز "مدیر اعلیٰ الحقیقہ ادارہ فروغ افکار رضا وختم نبوت اکیڈمی برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر ۴۳۷۱۰ (۲۰/جمادی الاخری ۱۴۴۳ھ/۲۴/جنوری ۲۰۲۲ء بروز پیر بوقت ۱۰:۳۸ رات)

مہتمم جامعہ نعیمیہ کی تبلیغی جدوجہد

مولانا اکبر علی نعیمی: جامعہ نعیمیہ مرادآباد

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم!

کلموا الناس علی قدر عقولھم سے صاف ظاہر ہے کہ عقل کے مختلف درجات ہیں اورانہیں کے اعتبار سے لوگوں کے کرداراور اعتقادات ہیں. صلاح وفساد کی بنیاد بھی اختلاف عقول پر ہے. وہ چاہے دنیوی امور میں فساد پھیلانے والے عندیہ عنادیہ اور لاادریہ ہوں یا دینی امور میں فساد مچانے والے جبریہ قدریہ اور مرجئہ ہوں. عندیہ کے بارے میں اگرچہ عام رائے یہی ہے کہ اب ان کا کوئی وجود نہیں ہے. ہو سکتا ہے کہ جماعت کے روپ میں یہ لوگ ناہوں البتہ ان کے ہم خیال بکثرت موجود ہیں جو یہ خواہش رکھتے ہیں کہ پوری دنیا ہمارے خیالات کی پیروی کرے کیونکہ ہم نے جس چیز کے بارے میں جو خیال قائم کرلیا ہے وہ ہی درست ہے باقی کسی کی رائے درست نہیں. ہم اگر لوہے کو سونا کہ دیں تو دنیا کو تسلیم کرلینا چاہیے اوراگر سونے کو لوہا کہ دیں تب بھی ہمارا یہ تو ہم قابل قبول ہونا چاہیے۔ عندیہ کے اسی خیال فاسد کی بنیاد پر دنیا میں بڑا فساد ہے. یہ لوگ اپنی رائے منوانے کی خاطر خونریزی حق تلفی اور بڑے سے بڑے جرم کے لیے ہر وقت تیار ہیں اور دنیا کا سکون وچین چھیننے پر تلے ہوئے ہیں۔

مگر یاد رہے کے اس قسم کے فاسد خیالات اور باطل عقیدوں سے حقیقتیں نہیں بدلا کرتیں سونا سونا ہی رہے گا اور لوہا لوہا ہی رہے گا کیوں کہ یہ نفس الامری چیزیں ہیں کسی کے خیال کے تابع نہیں ہیں. اس فاسد نظریہ کا شکار افراد انسانی بھی ہوئے خصوصاً مخلص حضرات جنھوں نے اپنی ذمہ داریوں کے پورا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی بلکہ بے پناہ اخلاص کے سبب اپنی ذمہ داریوں سے کئی گنا زیادہ خدمات انجام دیں. انہیں حضرات میں بے مثال مدبر متحرک وفعال مفکر ملت کے درد میں ڈوبے ہوئے مخلص حضرت علامہ مولانا الحاج محمد یامین صاحب قبلہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت بھی ہے جنھوں نے کامل اخلاص اور پوری ذمہ داری کے ساتھ جامعہ نعیمیہ مرادآباد کو ترقیوں کے اعلی

درجہ تک لیجانے کی بھرپور کوشش کی اور نعیمی مشن کی تبلیغ و تشکیل میں ہمہ تن مصروف رہے۔ کامیابی اور ناکامی تو منجانب اللہ ہوتی ہے بندہ کا کام کوشش کرنا ہے۔ فقط جد و جہد کار مجاہد۔ فضا میں انقلاب آئے نہ آئے۔ وہ اپنی محنتوں سے مطمئن ہیں۔ گلستاں پر بہار آئے نہ آئے۔ اور آپ ایسا کیوں نہ کرتے کہ آپ ایک عارف کامل کا انتخاب تھے۔ مرشد کی نگاہ کرم نے آپکو چنا بھی اور فیض رواں سے اس کام کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے قابل بنایا بھی۔ بلا شبہ آپ کے خلوص وللّٰہیت پر انگشت نمائی آپ پر نہیں آپ کا انتخاب کرنے والی عظیم ہستیوں پر اعتراض ہے جس کی عقل سلیم رکھنے والے کسی شخص سے امید نہیں کی جاسکتی۔ آپ نے تن من سے جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی آبیاری اور حفاظت فرمائی۔

دانشوران قوم وملت کی رائے میں جامعہ نعیمیہ کا یہ چمن اور پھلا پھولا باغ اپنی ہیئت کذائی میں آپ کے بڑوں کے بعد آپ کی محنتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آپ کی ادائیں سیدی و مولائی صدرالافاضل فخرالاماثل علیہ الرحمۃ والرضوان اور جامعہ نعیمیہ سے سچی عقیدت و محبت کا روشن ثبوت تھیں۔ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان سے منسوب یا متعلق کوئی چھوٹی سے چھوٹی تحریر آپ کو دستیاب ہو جاتی تو فوراً اسکو منظر عام پر لانے کے لیے کوشش شروع فرمادیتے۔ اس سلسلہ میں کئی مرتبہ اس حقیر کو بھی کچھ تحریریں دے کر حکم فرمایا کہ ان کا ترجمہ کرکے میرے حوالہ کرو تاکہ شائع کیا جاسکے اور کچھ کرم خوردہ تحریریں دے کر فرمایا کہ انہیں شائع کیے جانے کہ لائق بناؤ۔ اس قسم کے واقعات سے آپ کی حیات پاک لبریز ہے۔ تعلیمی ترقی کے لیے آپ کا امتحان میں سختی فرمانا سب پر عیاں ہے۔ امتحان کے موقع پر اساتذہ طلبہ سب کے لیے سخت ہو جاتے تھے۔ جن کے ساتھ کبھی خوش طبعی فرمالیا کرتے تھے اس موقع پر وہ بھی آپ سے گھبراتے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی خاص قسم کی تبدیلی آپ کی ذات میں پیدا ہوگئی ہے۔

تبلیغ دین متین کے لیے محرم الحرام ۱۴۲۱ھ کے دوسرے عشرہ سے مسجد چوکی حسن خاں میں تفسیر قرآن کریم کے نام سے بعد نماز عشاء ہفتہ وار پروگرام کی بنیاد ڈالی اور نعیمی مشن کو فروغ دیتے ہوئے اس حقیر کو حکم فرمایا کہ آسان الفاظ میں قرآنی تعلیمات عوام تک پہنچاؤ۔ اس کام کی ابتدا کی گئ اور الحمد للہ صدرالافاضل علیہ الرحمۃ کے فیضان سے تادم تحریر یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس کو مزید

فروغ دینے کے لیے مسجد مسجد جاکر بھی تبلیغ کا سلسلہ حضرت نے شروع فرمایا تھا جس میں اساتذہ جامعہ میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے کر نماز عشاء میں کسی مسجد میں تشریف لے جاتے اور کم وبیش ایک گھنٹہ تقریری سلسلہ جاری رکھتے. اس میں اہل محلہ پر کسی قسم کا کوئی بار نہیں ڈالا جاتا رکشہ کرایہ بھی اپنی جیب خاص سے ادا فرماتے۔ ساتھ جانے والے حضرات رکشہ کرایہ دینے کے لیے اصرار کرتے تو سختی سے منع فرماتے اور کرایہ خود ہی ادا فرماتے. قرب و جوار کے محلوں کے علاوہ دور کے محلوں میں بھی تشریف لے آتے اس سلسلہ میں اس حقیر کا بھی کبھی چکر کی ملک اور کبھی رامپور دوراہہ حضرت کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا۔ اہل محلہ کو چاے کے لیے بھی منع فرماتے اگر زیادہ اصرار ہوتا تو دلجوئی کے واسطہ چاے کے لیے ٹھہر جاتے ورنہ مسجد ہی سے واپس آجاتے، مگر اولاً حضرت کی مصروفیات کی کثرت اور بعدہ طویل علالت کے سبب یہ سلسلہ موقوف ہوگیا۔

میری تقرری کے وقت مجھے مسجد جامعہ نعیمیہ میں امامت کی ذمہ داری بھی سونپی گئی تو میں نے اس سے بچنا چاہا. اس پر آپ نے شفقت بھرے لہجے میں فرمایا. صرف طلبہ کو پڑھانے ہی سے علم کا حق ادا نہیں ہوتا. جب تک عوام الناس تمھارے علم سے فائدہ نہ اٹھائیں اور تم اپنے علم کو اشاعت دین کے لیے استعمال نہ کرو تو سمجھو کہ اس نعمت کا شکر ادا نہیں ہوا. شیخ صاحب (میرے استاد محترم ومکرم ومعظم ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا محمد طریق اللہ رشیدی صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ) کے وصال کے بعد جمعہ میں بیان کا سلسلہ موقوف ہوگیا ہے اس کو جاری کرو اور نعیمی مشن کو فروغ دینے کی کوشش کرو. یہ ذمہ داری صرف نماز کے لیے نہیں بلکہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے مشن احقاق حق وابطال باطل کے لیے سونپی جارہی ہے اس پر پورا اترنے کی کوشش کرو. پھر ایک فارسی مصرع پڑھا جو آپ اکثر پڑھا کرتے تھے۔ ع

من نکردم شما حذر بکنید

الحمدللہ حضرت کے حکم کے مطابق یہ سلسلہ بھی تاہنوز جاری ہے.

یہ سب کچھ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے ارادوں اور منصوبوں کی تکمیل اور سرکار کلاں علیہ الرحمۃ کی نیابت کا حق احسن طریقے سے ادا کرنے کے لیے تھا. کاش ہم نے آپ کو پہچانا ہوتا. کاش ہم

نے آپ کی قدر کی ہوتی. کاش ہم آپ کے سلسلہ میں سرکار کلاں علیہ الرحمۃ کے نقوش قدم پر چلے ہوتے تو شاید حالات حاضرہ پر قوم کو کف افسوس ملنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

آسماں ان کی لحد پر گہر افشانی کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

آپ کا کفش بردار. اکبر علی نعیمی

خادم جامعہ نعیمیہ مرادآباد

کچھ یادیں کچھ باتیں

جامعہ نعیمیہ مرادآباد جو حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی ایک عظیم اور قابل ذکر یادگار ہے۔ الحمد للہ یہ اہل سنت کا وہ مایہ ناز اور قابل فخر ادارہ ہے کہ جس کی آغوش تعلیم و تربیت میں پرورش زمانے کتنے علم و فضل کا آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور دنیائے سنیت میں بڑا نام پایا۔ یہ صدر الافاضل علیہ الرحمہ کا فیض ہی ہے کہ یہ ادارہ آج بھی تشنگان علوم دینیہ کا تہوار بنا ہوا ہے۔ اور اپنی علمی برکات سے ایک عالم کو فیض یاب کر رہا ہے۔

اس عظیم الشان، بافیض ادارے سے وابستہ ایک عظیم شخصیت کا نام حضرت مولانا محمد یامین نعیمی اشرفی تھا جو طویل علالت کے بعد ۲۷/ شعبان ۱۴۴۲ھ کو وصال فرما چکے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

یوں تو آپ بہت ساری خوبیوں کے حامل تھے مگر آپ میں اخلاص کا جو عنصر پایا جاتا تھا وہ آج کے اس شہرت زدہ دور میں ضرور قابل ذکر ہے۔ دیکھنے میں آتا ہے کہ آج کام سے زیادہ تشہیر کا رواج ہے۔ جی ہاں جسے بھی دیکھیے وہ اپنی اور اپنوں کی تشہیر میں لگا ہوا ہے۔ چلیے اس میں کسی کا حرج کیا ہے۔ اپنی اور اپنوں کی خوب خوب تشہیر کیجیے مگر للہ! اتنی گزارش ضرور ہے کہ مبالغہ آرائی سے

بچیے !کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مبالغہ آرائی، جگ ہنسائی کو دعوت دے اور بے جا تحریف و خود پسندی عن قریب تمہیں ہلاکت تک لے جائے۔

قارئین! یہ بھی اپنے آپ میں ایک بڑی بات ہے کہ آج کے اس تشہیر زدہ دور میں آپ کو بہت سی شخصیات ایسی مل جائیں گی جو کہ پیکر اخلاص ہوں۔انہیں شخصیات میں ایک عظیم شخصیت صاحب تذکرہ حضرت مولانا محمد یامین صاحب علیہ الرحمہ سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ کی ہے۔آپ کی زندگی کے لیل و نہار پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو خاص طور پر یہ بات محسوس کرتے ہیں کہ آپ شہرت طلبی اور خود پسندی سے دور رہ کر نہایت خاموشی کے دینی خدمات انجام دینے کا جذبہ رکھتے تھے اور یہی نصیحت آپ جامعہ کے تلامذہ وفارغین کو فرمایا کرتے تھے کہ اے عزیزو! اخلاص کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور اپنے اسلاف کے طریقے پر ڈٹے رہنا۔اللہ تعالیٰ غیب سے تمھاری مدد فرمائے گا اور تمہارے ہر ایک کام کو آسان کردے گا۔اور پھر اسی نقطہ نظر سے اپنے اسلاف بالخصوص نعیمی علما و مشائخ کا ذکر چھیڑ دیتے تھے اور ان کے اخلاص اور سچے کارناموں کو شروع کر دیتے تھے۔اور اس قدر جذبات میں آجاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے خون ک ہر قطرے میں ”نعیمیت“ پائی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے نام میں ہی نہیں بلکہ ان کے ہر کام میں ”نعیمیت“ کی بہاریں نظر آتی ہیں۔مجھے خوب معلوم ہے کہ ۱۴۳۵ھ میں بذریعہ فون خاکسار سے فارسی قواعد وانشا میں ایک کتاب لکھنے کی فرمائش کی اور خود ہی فرمایا کہ میں اس کا نام (نعیم القواعد فارسی) تجویز کرتا ہوں۔الحمدللہ یہ کتاب چھپ چکی ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت علامہ محمد یامین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے رگ و پے میں نعیمیت موجود تھی۔آپ کی یہ بھی انتہائی خواہش تھی کہ نعیمی علما و فضلا بالخصوص حضور صدر الافاضل کے تذکرے پر مشتمل ایک ضخیم کتاب منظر عام پر آنا چاہیے اس کے لیے آپ نے اہل سنت کے نہایت معتمد اور مشہور قلم کار علامہ یسٰ اختر مصباحی (دار القلم دہلی) اور چمنستان نعیمی کے گل سر سبد، محب و فاضل گرامی مفتی ذوالفقار علی خان نعیمی کا انتخاب فرمایا اور انہوں نے اس سلسلے میں کافی مواد جمع بھی کر لیا ہے اور ان شاء اللہ جلد ہی منظر عام پر ہو گا۔خدا کرے کہ جلد ہی ہر دو حضرات کے کام منظر عام پر آئیں۔

حضرت قبلہ موصوف نسبت نعیمیت سے کس قدر دل چسپی رکھتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کئی برس پہلے ماہنامہ کنزالایمان دہلی میں حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے تعلق سے خاکسار کا ایک مضمون چھپا تھا، وہ مضمون جب آپ کے زیر مطالعہ آیا تو بہت خوش ہوئے۔ اور فون کر کے مبارک باد دی اور فرمایا کہ جس شمارے میں آپ کا یہ مضمون چھپا ہے اس کی اضافی کاپیاں خرید کر جامعہ میں تقسیم کرائی ہیں۔

یہ نعیمیت سے آپ کی بے پناہ دل چسپی ہی تھی کہ جامعہ نعیمیہ کے ۱۴۲۸ھ میں قیام کے سو سال پورے ہونے پر آپ چاہتے تھے کہ اس سال کو جشن صد سالہ کے طور پر شایان شان منایا جائے۔ اس سلسلے میں جامعہ کے لیٹر پیڈ پر ناچیز سے اعلان لکھوا کر کئی ماہناموں میں شائع بھی کرایا۔ مگر نہیں معلوم پھر کیا ہوا کہ اس سلسلے میں ایک سیمینار کے علاوہ کوئی زیادہ اہتمام نہ ہو سکا۔ اور اس میں پیش کردہ مقالہ جات بھی آج تک جمع نہ ہو سکے۔

بہر حال حضرت مولانا محمد یامین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اپنے کاموں میں نہایت مخلص تھے۔ زیادہ نہیں ان کے صرف دو کام دیکھ لیے جائیں تو قارئین کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس قدر اخلاص کے حامل تھے۔ ایک جامعہ نعیمیہ کا اہتمام اور دوسرا مکتبہ نعیمیہ کا اہتمام۔ آج کل کسی کو ایک مکتب کا اہتمام مل جاتا ہے تو اس کا دماغ خراب ہونے لگتا ہے اور کوئی چھوٹا مکتبہ قائم کر لیتا ہے تو پھر اس کے مزاج ہی بدل جاتے ہیں مگر جامعہ نعیمیہ جیسے ملک کے ایک عظیم ادارے کے اہتمام اور مکتبہ نعیمیہ جیسے ایک عظیم اشاعتی ادارے کے قیام کے باوجود حضرت قبلہ موصوف کی سادگی، ملنساری اور اخلاص و وفاشعاری میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ جامعہ سے سالانہ تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو کر فوجیں ملک و بیرون ملک پھیلتی رہیں۔ اور مکتبہ سے بہت ساری اہم اور ضخیم کتابیں شائع ہوتی رہیں، مگر ہمارے قبلہ موصوف نے کبھی بھی اس سلسلے میں اونچی اونچی باتیں نہیں کیں۔ حتی کہ جب وہ ترجمہ کنزالایمان مع تفسیر خزائن العرفان کی اشاعت کا عظیم کام کرتے ہیں تو عرض ناشر کے تحت صرف اتنا لکھتے ہیں:

''ایک زمانے سے میری تمنا تھی کہ قرآن شریف ترجمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی اور تفسیر حضرت صدر الافاضل علیہما الرحمہ فاضل مرادآبادی، علمائے اہل سنت کی نگرانی میں کتابت کی تمام غلطیوں کو درست کرا کر شائع کیا جائے۔ لیکن یہ کام میری بساط اور طاقت

سے بہت زیادہ تھا۔نہ علمی صلاحیت اور نا ہی سرمایہ اس تمنا اور خواہش کا اظہار جب میں نے حضرت علامہ اختر رضاخاں صاحب ازہری مفتی اعظم بریلی شریف سے کیا تو موصوف قبلہ نے اپنا اور حضرت علامہ قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کا درست کیا ہوا نسخہ اور کثیر رقم مرحمت فرمائی۔اور دعا فرمائی۔جس کی بدولت یہ قرآن شریف آپ کے ہاتھوں میں ہے۔بحمدہٖ تعالیٰ کام شروع ہوگیا اور تقریبًا ایک سال مسلسل حضرت علامہ الحاج محمد مبین الدین صاحب قبلہ شیخ الشیوخ جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے چند بار اس کو پڑھا اور کتابت کی غلطیوں کو درست فرمایا۔اس کے علاوہ کثیر علماے کرام اور اہل ثروت حضرات نے تعاون فرمایا۔

برادر محترم جناب حاجی فضل حسن صاحب اشرفی سنبھلی

حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اشفاق حسین صاحب شیخ الحدیث دار العلوم اسحاقیہ جودھپور

اراکین سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف راجستھان

حضرت مولانا شاہد رضاخان صاحب نعیمی اشرفی (لندن)

حضرت مولانا غلام احمد صاحب امام و خطیب جامع مسجد قصابان بیکانیر راجستھان

برادر محترم حضرت الحاج محمد ذوالفقار حسین صاحب اشرفی (سنبھل)

ان کے علاوہ بھی بہت حضرات کا تعاون رہا۔مولیٰ تعالیٰ ان تمام حضرات و جملہ معاونین کرام کی خدمات کو قبول فرما اور ان کے کو اجر عظیم مرحمت فرما۔

محمد یامین نعیمی اشرفی۔خادم جامعہ نعیمیہ مرادآباد۔۲/ صفر ۱۴۰۷ھ

یہ تھی پیکر اخلاص ووفا کی روش سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

مولاے کریم ان کی مغفرت فرمائے اور درجات میں اضافہ فرمائے اور ان کے امثال کثیر اہل سنت میں پیدا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

محمد توفیق احمد نعیمی اشرفی

بانی وناظم اعلیٰ: دار العلوم برکات الحدیث شیش گڑھ بریلی شریف۔

مہتمم صاحب کی سادہ مزاجی قابل تقلید

مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا و مفتی مرکزی دار الافتاء بریلی شریف

حضرت علامہ یامین صاحب نعیمی علیہ الرحمہ مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد کی ذات گرامی بڑی ہی سادہ اور منکسر المزاج تھی، آپ ہر ایک سے محبت و مروت اور نرمی و شائستگی کے ساتھ ملتے تھے، بڑے ہونے یا ایک بڑے ادارے کے مہتمم ہونے کی رعونت سے ان کی شخصیت یکسر خالی تھی۔

مکتبہ نعیمیہ دہلی میں میری ان سے پہلی ملاقات ہوئی، بات ہوئی لیکن یہی علامہ یامین صاحب نعیمی یعنی "مہتمم صاحب" ہیں ان کی سادگی کے سبب میں جان ہی نہیں سکا کیوں کہ ان سے بات کر کے کہیں سے بھی یہ اندازہ نہیں ہو پایا کہ سامنے والا کسی بڑی دانش گاہ کا مہتمم و منتظم ہے، باتیں بڑی گہری اور انداز و اطوار بڑا ہی سادا تھا، کبھی کبھی ذہن میں خیال آتا کہ سامنے والا قابل معلوم ہوتا ہے لیکن میں اس خیال کو فوراً جھٹک دیتا، ارے نہیں، قابلیت والی چند باتیں کر لینے سے کوئی قابل تھوڑی نہ ہو جاتا ہے، ہماری گفتگو جاری ہی تھی کہ آپ کے صاحبزادے ضیا بھائی آ گئے، تھوڑی دیر بعد میں نے ہلکی آواز میں ان سے پوچھا: یہ مولانا صاحب کون ہیں؟ اس پر وہ ہنستے ہوئے کہنے لگے: اتنی دیر سے آپ لوگ باتیں کر رہے ہیں، میں تو سمجھ رہا تھا کہ ایک دوسرے کو جانتے ہیں، پھر انھوں نے بتایا کہ یہ میرے والد گرامی علامہ یامین صاحب نعیمی ہیں، میں حیرت زدہ رہ گیا، ساتھ ہی خجالت بھی ہوئی کہ میں اتنی بڑی شخصیت سے نہایت ہی بے تکلفی کے ساتھ باتیں کرتا رہا، فوراً دوبارہ سلام و مصافحہ کیا اور عرض کیا: حضرت ناچیز نشتر فاروقی بریلی شریف سے، پھر ضیا بھائی نے میرے بارے میں بتایا کہ ابا یہ مفتی نشتر فاروقی ہیں یہی جامعۃ الرضا بریلی شریف کے معاون ناظم اعلیٰ ہیں۔

پھر انھوں نے مزید توجہ اور محبت کے ساتھ ناچیز سے جامعۃ الرضا کے نصاب تعلیم، طریقہ تعلیم اور انتظامی امور کے متعلق دریافت فرمایا، اس کے بعد کافی دیر تک تعلیمی اور تدریسی امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

اس ملاقات کے بعد بھی دہلی میں ہماری کئی ملاقاتیں ہوئیں جن میں ناچیز کو ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا، یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ انتظامی امور میں جن شخصیات سے میں نے استفادہ کیا ہے ان میں حضرت علامہ یامین صاحب نعیمی علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات بھی سرفہرست ہے۔

غالبًا تیسری ملاقات میں اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ طلبہ آپ کی سختی کے ساتھ ساتھ نظم ونسق کے حوالے سے آپ کی بڑی تعریف کرتے ہیں، عموماً طلبہ سخت گیر لوگوں کی بڑائی نہیں برائی بیان کرتے ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ محنت کرتے ہیں، اللہ مزید حوصلہ اور استقامت عطا فرمائے۔

آپ کے وصال پر ملال سے قوم و ملت ایک مخلص، ملنسار اور بے لوث رہبر و رہنما سے محروم ہو گئی، اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا و مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

۲۱ جمادی الآخرہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۵ جنوری ۲۰۲۲ء

مہتمم صاحب کی شخصیت ہشت پہلو تھی

ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم: پروفیسر جامعہ ہمدرد دہلی

حضرت مولانا محمد یامین نعیمی علیہ الرحمہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے ان قدیم فضلا میں سے ہیں جو اپنی علمی صلاحیت اور فنی مہارت کی بنیاد پر جہان سنیت میں آفتاب فکر وفن بن کر چمکے۔ فراغت کے بعد آپ نے متعدّد مدارس میں تدریس کے فرائض انجام دیے مگر مدارس کے نظام نہ ہونے کے سبب دل برداشتہ ہو کر گھر آ گئے اور اپنے والد ماجد کے پیشے میں ہاتھ بٹانا شروع کر دیا ان کے والد ماجد لکڑی کا کاروبار کرتے تھے۔ نعیمی صاحب چوں کہ خلیق، ملنسار، شیریں گفتار تھے

اس لیے آپ نے اپنے والد کے کاروبار کو خوب ترقی دی مگر ظاہر ہے کہ آپ نے جامعہ نعیمیہ سے سند فضیلت اس لیے نہیں حاصل کی تھی کہ لکڑی کے کاروبار کو فروغ دیں، اسی لیے ایک موقع ایسا آیا کہ آپ کے حسن انتظام کو دیکھتے ہوئے جامعہ نعیمیہ کا آپ کو مہتمم منتخب کرلیا گیا۔اور بڑی دل جمعی کے ساتھ ادارہ کی خدمت میں آپ لگے رہے اور زندگی کی آخری سانس تک آپ نے ادارہ کے اہتمام وانصرام کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا۔

آپ کے زیر انتظام جامعہ نعیمیہ نے کتنی ترقی کی اس کی تفصیل تو میرے سامنے نہیں تاہم اتنا مسلم ہے کہ ادارہ سے کوئی بھی مسئلہ ہو وہ آپ کی رہنمائی ہی میں انجام پذیر ہوتا تھا۔آپ سے قبل صدر الافاضل علیہ الرحمہ (وفات ۱۹۴۸ء) کے پردا فرمانے کے بعد مولانا محمد عمر نعیمی، مولانا محمد یونس نعیمی (وفات ۱۹۷۳ء) نے اہتمام کے فرائض انجام دیے۔اور ان کے سال وفات ۱۴/ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو آپ کی تقرری عمل میں آئی۔ادارہ کے ارباب حل وعقد نے مولانا مفتی حبیب اللہ نعیمی کو ادارہ کا مہتمم اور آپ کو نائب مہتمم کا عہدہ دینے کے ساتھ ساتھ ۲/ جون ۱۹۷۵ء کو تاحیات جامعہ نعیمیہ کی تولیت متولی مختار عام اور نائب مہتمم بنا کر جامعہ نعیمیہ سے متعلق اپنے سارے اختیارات مولانا یامین کے سپرد کردیے۔یہ آپ کے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات تھی۔

سرکار کلاں حضرت مولانا سید مختار اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی سرپرستی میں اپنی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔جب حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ نعیمی کا ۱۹۷۶ء میں وصال ہوگیا تو مولانا محمد یامین نعیمی صاحب کو جامعہ نعیمیہ کا مہتمم اعلیٰ کا منصب سپرد کردیا گیا۔ہماری ملاقات جب آپ سے ہوئی تو اس وقت آپ مہتمم اعلیٰ کے ہی منصب پر فائز تھے۔جامعہ نعیمیہ کی اسناد کو جامعہ ہمدرد سے منظور کرانے کے تعلق سے میری آپ سے کئی ایک ملاقاتیں رہیں۔ ادارہ کے کاغذات درست کرنے میں وقت تو لگا تھا مگر بحمدہٖ تعالیٰ مہتمم صاحب کی سرپرستی میں یہ کام بھی پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔اور جامعہ ہمدرد نے وہاں کی سند عالمیت کو بی۔اے (اسلامک اسٹڈیز) اور سند فضیلت کو ایم۔اے (اسلامک اسٹڈیز) میں داخلہ کے لیے منظور کرلیا جس سے جامعہ نعیمیہ کے فارغین فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

حضرت مولانا نعیمی صاحب نے منصب اہتمام پر فائز ہوکر کیا کیا اہم خدمات انجام دی ہیں اس کی نہ تو ہمارے پاس کوئی فہرست ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت۔

زیر نظر کتاب میں آپ کی زندگی کے دیگر گوشوں کے بارے میں تفصیلات قاری کو معلوم ہوجائیں گی۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ منصب اہتمام سنبھالنے کے بعد جامعہ نعیمیہ میں ہی آپ کی زندگی کے صبح و شام بسر ہونے لگے اور ادارہ کی تعمیر و ترقی کے بارے میں فلاحی اسکیمیں اور بار آور منصوبے بنانے لگے جس کے تحت آپ نے ادارہ کے نام باشندگان مراد آباد نے جو زمینیں وقف کی تھیں انہیں آپ نے شر پسند عناصر کے خرد برد سے محفوظ رکھا۔ کچھ لوگوں نے ادارہ کی موقوفہ جائداد کو ہتھیانے کی ہر ممکن جدوجہد کی لیکن مہتمم صاحب نے قانونی کاروائی کرکے ان سب کے منصوبوں پر پانی پھیر دیا۔ ادارہ کی موقوفہ جائداد کے تحفظ کے علاوہ آپ نے مالی بجٹ کو بھی دو چند کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان سے قبل جو بجٹ لاکھوں میں وہ ہزاروں میں پہنچ گیا۔

اس ادارہ کے شہر کے اطراف و نواحی میں شاخیں بھی قائم کی گئیں جن میں نثار العلوم کٹ گھر، فیضان فضل احمد چوکی حسن خاں، گلشن مصطفیٰ قلعہ والی مسجد، مدرسہ وسیمیہ نعیمیہ رامپور روڈ، مدرسہ خورشید العلوم گل شہید، مدرسہ نعیمیہ ارشاد العلوم پیتل نگری، جامعہ نعیم العلوم جیتنی پور مراد آباد اگرچہ ان شاخوں کے قیام میں دقتیں آئیں مگر مولانا نعیمی نے اپنے حسن تدبر سے اس مسئلہ کا حل نکال ہی لیا۔

آج ادارہ کی یہ تمام شاخیں اپنے اپنے مقاصد کی تکمیل میں سرگرم عمل ہیں۔

مولانا نعیمی کے جملہ محاسن میں ایک خوبی یہ قابل تقلید ہے کہ آپ کو دینی کتابوں کی نشر واشاعت سے بھی بڑی دل چسپی تھی۔ اپنے ذوق کی تکمیل کے لیے آپ نے مراد آباد اور سنبھل کے علاوہ ۲۶/ اگست ۱۹۹۶ء کو دہلی میں باقاعدہ ایک اشاعتی ادارہ ''مکتبہ نعیمیہ'' کے نام سے قائم کیا، جس کے زیر اہتمام جماعتی سطح پر بہت اہم کتابیں شائع ہوئیں۔

ان تمام سرگرمیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت ہشت پہلو تھی۔ اور ادارہ کے فلاح و بہبود کے تعلق سے جس کسی چیز کی بھی ضرورت پڑی اسے آپ نے کر دکھایا۔ آپ کے یہاں تکاہل اور تساہلی نام کی کوئی چیز نہ تھی اس لیے آپ اپنے تمام منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں

کامیاب رہے۔ اللہ تعالیٰ دنیاوی کامیابی کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی آپ کو سرخروئی عطا فرمائے اور ادارہ کی فلاح و بہبود کے تعلق سے آپ نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین الیٰ یوم الدین۔

ہم نے نقشِ ہوسِ خام نہیں چھوڑا ہے
کام چھوڑا ہے فقط نام نہیں چھوڑا ہے

غلام یحییٰ انجم

۱۴؍ جولائی ۲۰۲۱ء

حضرت علامہ مولانا محمد یامین صاحب

قبلہ! یادوں کے چند نقوش

مولانا محمد اسلم رضا اشفاقی باسنی ناگور شریف

علم کا دوسرا نام روشنی ہے، روشنی سے یقیناً اجالا ہی پھیلتا ہے، اندھیرے منور ہو جاتے ہیں، اور پھر علم حق کی روشنی، کیا پوچھنا؛ اسلاف و اکابر علمائے اہل سنت کی چمکتی ہوئی زندگیاں اس بات پر شاہد ہیں کہ انہوں نے ویرانوں کو گلستاں بنا دیا، جنگل کو منگل کر دیا، جہالت کے ماحول میں دین حق کا چراغ جلا کر ظلمت و تاریکی کو کافور کر دیا، تاریخ کے اوراق ان حقائق سے جگمگا رہے ہیں۔

صوبہ اتر پردیش؛ جہاں علم کی شہنائیاں زوروں پر ہیں، اہل سنت کے عظیم الشان ادارے وجامعات، خانقاہی نظام تربیت، اکابر علما و مشائخ کے دینی و تبلیغی، اصلاحی و سیاسی زرین کارناموں کی ایک طویل فہرست پیش کی جا سکتی ہے۔ مگر ایک ایسا عالم باعمل جس نے اپنے علم و فضل کو کبھی کسی کے سامنے جتایا تک نہیں، ہر ایک کے روبرو خود کو چھپا کر رکھا، کئی ایک اکابر علما و مشائخ کی آغوش تربیت میں پرورش پا کر علمی و روحانی فیض پایا، پیکر اخلاص و محبت، مشفق و مہربان، ذی وقار، ذی شان،

حضرت علامہ مولانا محمد یامین صاحب قبلہ اشرفی نعیمی علیہ الرحمہ، جو عوام و علما کی زبان پر ”مہتمم صاحب“ سے مشہور و معروف تھے۔ بتاریخ ۲۸ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۱، اپریل ۲۰۲۱ء کو ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے وصال پر ملال سے یقیناً اہلسنت وجماعت میں ایک عظیم خلا پیدا ہوا ہے۔ یوں جانا تو سب کو ہی ہے مگر جسے زمانہ روئے، چھوٹے بڑے سب افسوس کریں، جانا اسے کہتے ہیں۔

مہتمم صاحب کی زندگی کے کئی ایک پہلو ہیں۔ وہ جہاں ایک مشفق و مہربان استاذ تھے وہیں وہ زمانہ شناس اور حالات کی کج رویوں سے پوری طرح واقف تھے، دین وسنیت کا کام کرنے والے افراد سے بے پناہ خوش رہتے اور وقتاً فوقتاً ان کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب حضرت یامین صاحب قبلہ رمضان المبارک میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یوپی) کے تعاون کے لئے باسنی تشریف لایا کرتے تھے تو فجر کی نماز میں خود والد صاحب قبلہ، مفتی اعظم باسنی حضرت علامہ مولانا مفتی ولی محمد صاحب قبلہ رضوی سربراہ اعلیٰ سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف جامع مسجد میں اعلان کیا کرتے تھے جس سے جامعہ کا شاندار تعاون ہوا کرتا تھا۔

دو سال قبل آپ سخت علیل تھے، خود تشریف نہ لاسکے تو حضرت مولانا محمد حسیب صاحب نعیمی ہنومان گڑھی (راجستھان) کو باسنی بھیجا، مولانا صاحب میری مسجد میں آئے، بڑے فکرمند تھے کہ حضرت تشریف نہیں لائے اب جامعہ کا تعاون کیسے ہوگا؟ میں نے کہا حضرت! آپ بالکل فکر نہ کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کی غیب سے مدد فرمائے گا۔ اور ہوا بھی یوں ہی، کیوں کہ جامعہ کا سب سے بڑا تعاون جامع مسجد میں ہوتا تھا، اس سال جب حضرت تشریف نہیں لائے تھے تو والد صاحب قبلہ نے حضرت کی علالت کے بارے میں بتایا تو الحمدللہ اتنا بڑا تعاون جس نے سارا پچھلا ریکارڈ توڑ دیا، میں سمجھتا ہوں یہ صرف حضرت کے نام کی برکت تھی۔

۲۰۱۸ء کی بات ہے کہ حضرت رمضان المبارک میں جامعہ کے تعاون کے لیے باسنی تشریف لائے، عشاء کی نماز میری مسجد میں ادا فرمائی، راقم نے اپنی کتاب "مکتوبات امام ربانی پر امام احمد رضا کے ایمان افروز تبصرے" پیش کی، پہلے کو دیکھتے ہی رہ گئے، پھر بہت خوشی کا اظہار کرتے

ہوئے فرمایا: مولانا یہ تو آپ نے ایک انوکھا کام کیا ہے اس سے مجدد صاحب اور اعلیٰ حضرت کے افکار و نظریات کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہوگی۔

اکابر علما جب اس طرح کام کرنے والوں کی ہمت و حوصلہ افزائی فرماتے ہیں تو دین و سنیت کے کاموں میں یقیناً تیزی آتی ہے۔ حضرت کے اندر میں نے یہ خوبی بدرجہ اتم پائی ہے، اتنی بڑی شخصیت کے مالک ہونے کے بعد اس قدر عاجزی وانکساری؛ اللہ تعالیٰ یہ فکر ہمارے دیگر علماے اہل سنت میں بھی پیدا فرمادے۔

اسی مجلس میں آپ نے یہ بھی فرمایا: مولانا! اس وقت مفتی ذوالفقار خان نعیمی زبردست کام کررہے ہیں ہر وقت لکھتے پڑھتے رہتے ہیں، بہت کام کے آدمی ہیں، حضور صدرالافاضل علیہ الرحمہ کے حوالے سے برصغیر میں جتنی معلومات ان کے پاس ہیں شاید کسی اور کے پاس ہوں۔

بہت مخلص اور اپنے اساتذہ کرام کے مؤدب بھی ہیں، اسی سے یقیناً فیض بھی ملتا ہے۔

ایک مرتبہ والد صاحب قبلہ سے فرمایا: مولانا اسلم صاحب نے حضرت علامہ جامی علیہ الرحمہ پر بہت اچھا مقالہ لکھا ہے مجھے پڑھ کر بے انتہا خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ مزید علم و عمل کے زیور سے آراستہ فرمائے آمین۔

"یوسف زلیخا" فارسی ادب میں، عاشق رسول حضرت علامہ عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ کی نادر و نایاب کتاب ہے، والد صاحب قبلہ نے جب اس کا اردو میں ترجمہ فرمایا تو راقم نے علامہ جامی کے حوالے سے ایک مبسوط مقالہ لکھا تھا جو شامل کتاب ہے، حضرت نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس طرح حضرت کی شفقتیں، عنایتیں برابر رہتی تھیں، جن سے ایک نیا جوش وجذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اکابرین کے چند جملے بھی بڑے باوزن ہوتے ہیں، ان سے بلند حوصلہ پیدا ہوتا ہے، اس طرح کاروان علم و قلم آگے بڑھتا رہتا ہے اور دین کی روشنی سے اذہان و قلوب منور و مجلی ہوتے جاتے ہیں۔

مجالس و محافل:۔ رمضان المبارک میں حضرت کا قیام جناب الحاج مختار احمد صاحب آفریدی کے یہاں رہتا تھا، علما و عوام آپ کی ملاقات کے لیے آتے تھے، والد صاحب قبلہ روزانہ دن میں دوبار حضرت سے ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے، بڑی اچھی مجالس ہوتی تھیں، علمی گفتگو، حالات

حاضرہ پر تبصرے، اہل سنت کی کتب ورسائل کی اشاعت وطباعت کے متعلق معلومات، وہابیہ دیابنہ اور غیر مقلدین کی گستاخیوں، شرارتوں کا ذکر بھی اکثر ہوتا تھا۔

اکابر علماو مشائخ کا ذکر خیر، اداروں کے تعلیمی ویژن کو اکثر بیان فرمایا کرتے تھے۔ میں نے ان کی محفلوں میں اکثر دیکھا کہ زبان پر زیادہ تر اہل سنت وجماعت کے فروغ واستحکام کی باتیں ہوتی تھیں، وہ اپنی گفتگو میں حضور اعلی حضرت وحضور صدرالافاضل وحضور مفتی اعظم ہند وحضور محدث اعظم ہند علیہم الرحمہ کے حالات وواقعات کا زیادہ ذکر کیا کرتے تھے۔

شیدائے اعلیٰ حضرت:۔

وہ مسلک اعلی حضرت پر فدا تھے، ان کی گفتگو میں مذہب ومسلک کا درد پایا جاتا تھا، وہ فکر رضا کے شیدائی تھے اور جو حضرات تعلیمات رضا کی اشاعت میں مصروف رہتے ان سے بڑے خوش رہتے تھے۔

۱۹۸۵ کی دہائی میں فتاویٰ رضویہ جلد دوم مارکیٹ میں بڑی مشکل سے ملتی تھی تو حضرت نے سنی تبلیغی جماعت باسنی کے اراکین کو بذریعہ خط مطلع فرمایا اور جماعت سے بطور اشتراک ومضاربت کچھ رقم طلب فرمائی تاکہ اس کی طباعت میں آسانی ہوجائے۔

الحمدللہ! اراکین جماعت نے آپ کی درخواست کو قبول فرمایا اور ایک خطیر رقم دے کر فتاوی رضویہ جلد دوم کی طباعت کا اس طرح انتظام ہوگیا۔ اسی طرح حضور صدرالافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی نایاب کتاب "اطیب البیان فی رد تقویۃ الایمان" بھی حضرت کی مشارکت ومشاورت سے جماعت کی جانب سے طبع کی گئی۔

ہمدرد ومخلص:۔

آپ کی ہمدردیوں، محبتوں کا ہر ایک مداح ومعترف تھا، اپنے شاگردوں اور تلامذہ واہل عقیدت تک ہی آپ محدود نہ تھے، بلکہ جو بھی دین وسنیت کا درد رکھتا اسے آپ دل سے چاہتے تھے اور دکھ ومصیبت میں اس کی دلجوئی اور دل داری فرماتے تھے تاکہ اسے حوصلہ ملے اور ہمت بڑھے۔

اس فقیر کو جب کورونا رپورٹ کے لیے ناگور لے گئے، تقریبا ایک ہفتہ تک JLN میں رہا، اس وقت میں نے حضرت کو فون کیا، اور عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں تاکہ رپورٹ نیگیٹیو آئے اور مزید کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ تو حضرت رونے لگ گئے اور روتے ہوئے دعا فرمائی اور کہا: آپ مطمئن رہیں ان شاءاللہ آپ کی رپورٹ نارمل آئے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صدقے وطفیل آپ کی مدد فرمائے گا۔

پھر تو حضرت کا ہر ہفتہ فون آتا تھا، لاک ڈاؤن کے حالات دریافت فرماتے، مساجد و مدارس اور علما بالخصوص والد صاحب قبلہ کے متعلق بڑے فکر مند رہتے تھے، اخلاص بھرے جملے سن کر کبھی کبھی میرا دل بھی بھر جایا کرتا تھا، حضرت ہمیشہ تسلی دیتے، اور مسلک و مذہب کام کرنے کی نصیحت فرماتے تھے۔ میری کتابیں دیکھ کر خوشی کا اظہار فرماتے تھے اور ہمیشہ آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتے تھے، ضعف و نقاہت کے عالم میں بھی اپنے چھوٹوں پر اس قدر شفقت و محبت کرنا، کام کرنے کا حوصلہ دینا واقعی ان کے بزرگ ہونے کی دلیل ہے۔

بلا شبہ ایسے بزرگ اور مخلص عالم اہل سنت علیہ الرحمہ کے انتقال پر ملال سے آج پورا بر صغیر غم گزدہ اور نوحہ کناں ہے۔ باسنی کی مساجد و مدارس میں حضرت کے لیے ایصال ثواب کیا گیا۔ مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ میں والد صاحب قبلہ نے مدرسین وطلبہ سے فاتحہ خوانی کرا کے مختصر طور پر آپ کی دینی وعلمی اور ملی خدمات کو بیان کرتے ہوئے آپ کے احسانات کا ذکر کیا اور سنی تبلیغی جماعت باسنی کے حوالے سے حضرت کے دل میں جو ہمدردیاں تھیں اس کا بھی ذکر فرمایا، آخر میں رقت آمیز دعا کروائی۔

بعدہ سنی تبلیغی جماعت باسنی کے دفتر میں بھی اراکین جماعت نے فاتحہ خوانی کر کے حضرت کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا اور آپ کے وصال پر ملال پر اظہار افسوس کیا، کاروائی رجسٹر میں آپ کے وصال کی تاریخ کو اندراج کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے صدقے وطفیل آپ کی جملہ خدمات دینیہ کو قبول و مقبول فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان (جناب محمد

ضیاء اشرف، جناب محمد سلیم اختر) وجملہ پسماندگان کو صبر جمیل اوراجر جزیل عطافرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطافرمائے آمین۔

محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

رکن سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف۔وارد حال ممبئی

۳۰شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

مہتمم صاحب علیہ الرحمۃ کی جامعہ اور صدرالافاضل سے بے پایاں محبت

مفتی منظم خان نعیمی ازہری دہلی

جامعہ نعیمیہ اپنے وجود کے اعتبار سے ان قدیم اداروں میں شمار کیا جاتا ہے جن کی تاریخ انتہائی روشن اور تابناک ہے۔ جنھوں نے اپنی گود سے ہزاروں علم وعرفان کے چمکتے ستارے اس جہاں کو عطا فرمائے جن ستاروں کی ضیا پاشیوں نے باطل کی سرکوبی اور احقاق حق کو اپنے سر کا تاج بنایا۔جن کے چھوڑے ہوئے نقوش رہروان منزل کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں جگمگاتے ماہ ونجوم میں حضرت علامہ مولانا یامین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی ذات گرامی بھی تھی۔ جنھوں نے جامعہ کے تیسرے مہتمم ہونے کی حیثیت سے جامعہ کے انتظام وانصرام کو اپنے تایا حضرت علامہ مولانا یونس صاحب علیہ الرحمہ کے وصال فرمانے کے بعد سنبھالا اور تادم مرگ اپنے اس عہدے کو بحسن وخوبی نبھاتے رہے۔اور میں تو کہتا ہوں کہ نہ صرف اہتمامی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوئے بلکہ جامعہ کی ہراس شی کو مرکوز نظر بنایا جو جامعہ سے وابستہ تھی۔یا جامعہ کے حق میں مفید ہو۔اور یہی اختصاصات مہتمم صاحب کی شخصیت کو غیروں سے ممتاز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اب فقیر ان اوصاف متمیزہ کا ذکر یکے بعد دیگر کر رہا ہے جو آپ کا طرہ امتیاز ہے۔سب سے پہلی امتیازی وابستگی بانی جامعہ نعیمیہ حضرت صدر الافاضل سے تھی آپ ہمہ وقت اسی فکر میں رہتے کہ

حضرت صدر الافاضل جیسی شخصیت جو یگانہ روزگار اپنے عہد کا کوہ ہمالہ جس کی باریک بینی نے نہ جانے کتنے گم گشتگان راہ کو رشد وہدایت کا چراغ عطا فرمایا۔جس نے نہ جانے کتنے کارہاے نمایاں انجام دیے مگر آج تک حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ پر کوئی پیش رفت کما حقہ نظر نواز نہ ہوئی حالاں کہ ہم انہیں کا کھاتے ہیں انہیں کے قائم کردہ مدرسے کے تعلیم یافتہ اور خوشہ چیں ہیں جب کہ ہمیں تن من دھن سے ذات صدر الافاضل پر کام کرنا چاہیے تھا شومی قسمت ستم ظریفی وقت کے تھپیڑوں اور زمانہ کے نامساعد حالات نے ہماری کمر توڑ دی۔بجاے اس کے شخصیت صدر الافاضل پر کچھ خامہ فرسائی ہوتی ہم اپنی زندگیوں کی بھول بھلیوں میں گم ہوتے چلے گئے۔اور اس قدر مصروف ہوئے کہ ہماری فکریں طاق نسیاں کی زینت بن گئیں۔

اور یہی سبب ہے بات ذرا کڑوی ہے مگر سچائی سے لبریز ہے کہ فرزندان جامعہ کی طرف سے نعیمیات کے حوالے سے اب تک کوئی خصوصی پیش رفت نظر سے نہیں گزری۔مگر الحمدللہ مہتمم صاحب علیہ الرحمہ نے پھر ایک مرتبہ کمر کسی اور مہمیز لگائی اور صدر الافاضل و نعیمیات پر کام کرنے کے لیے فرزندان جامعہ کو تیار کیا ان میں سر فہرست سب سے پہلے جس فرزند کو آپ نے تیار کیا وہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شعیب رضا تھے جو بعد میں داماد تاج الشریعہ بھی ہوئے۔کم عمری میں ہی اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ فرما گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مفتی شعیب صاحب حضرت صدرالافاضل پر پی ایچ ڈی کرنا چاہتے تھے حضرت مہتمم صاحب علیہ الرحمہ نے مفتی صاحب کو بدست فقیر راقم الحروف بہت سارا مواد بھی فراہم کرایا۔جس میں السواد الاعظم کی کاپیاں اور کچھ قدیم کاغذات اور زبانی یادداشتیں بھی شامل تھی جس کو ناچیز نے سعید بھائی محلہ خواجہ نگری کسرول کے رہنے والے کی بینڈنگ کی دکان پر بینڈنگ کرا کر مفتی صاحب کے سپرد کردی تھی۔مفتی صاحب کے رحلت فرمانے کے بعد امیدیں دم توڑتی ہوئی نظر آئیں۔مگر عزم واستحکام نے ڈھارس بندھائی چوں کہ مہتمم صاحب کا یہ کام خلوص پر مبنی تھا کچھ رکاوٹیں ضرور آئیں مگر اللہ تعالیٰ نے پھر کچھ ایسے سپاہی پیدا فرما دیے جو ہر محاذ پر ہر معرکہ کو فتح کرنے کا عزم و حوصلہ رکھتے تھے۔

راقم السطور بھی اسی محاذ کی ایک کڑی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے جب جامعۃ الازھر الشریف سے واپسی پر حضرت سے شرف ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ تو انتہائی پر تپاک طریقے سے استقبال فرما کر گلے سے لگایا۔ اور پہلا جملہ ہی زبان سے یہی نکلا ''مولانا صدر الافاضل پر کام کرنا ہے'' میں نے حضرت کو یقین دلایا کہ ان شاء اللہ نعیمیت پر ایسا کام ہو گا زمانہ یاد رکھے گا۔ پھر کیا تھا چہرہ چمکنے لگا خوشی جھوم اٹھا، حضرت نے آن واحد میں ہی بیش قیمت اثاثہ صدر الافاضل سے متعلق فقیر کو عطا فرمایا حالاں کہ آپ شدید بیمار بستر علالت پر تھے۔ فالج نے آپ کے نشست و برخاست تک کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ لیکن باوجود ان تمام دشواریوں کے کبھی آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ اور نہ مصائب وآلام آپ کے راستے کی رکاوٹ بنے۔

بقول حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ زمین کے اوپر کام اور زمین کے نیچے آرام، کا مصداق بن کر قدم بڑھاتے رہے اور جامعہ کے اہتما کو بحسن وخوبی نبھاتے رہے۔ اس دور علالت میں بھی وقت پر آنا، طلبا و اساتذہ کو نصیحت کرنا اور اس پر طرہ یہ کہ مبتدی طلبا کو درس دینا یہ آپ کی جامعہ اور حضرت صدر الافاضل سے محبت و دیانت داری کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

حضرت نے جہاں بہت سارا علمی سرمایا فقیر کو عطا فرمایا تو وہیں حضرت نے میرے مشفق و مربی استاد گرامی عالی مرتبت مفتی سلیمان صاحب قبلہ برکاتی زید مکارہم کو حکم دیا کہ بنگلا دیش سے جو پی ایچ ڈی کا مقالہ موصول ہوا ہے وہ مولانا کو ترجمہ کرنے کے لیے دے دیجیے۔ چوں کہ یہ مقالہ در اصل عربی زبان میں ہے بنگلا دیش کے ایک ہونہار متحرک وفعال عالم فاضل جلیل سماحۃ الشیخ الاستاذ الدکتور حضرت علامہ محمد کمال الدین بنگلا دیشی نے جامعہ اسلامیہ بنگلا دیش میں بعنوان الشیخ السید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ و مساہمتہ فی العلوم الاسلامیہ، پیش کیا تھا جو مناقشہ کی دہلیز پار کر کے ہم تک پہنچا ہے۔ بہت جامع اور وقیع مقالہ ہے۔ جس کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کافی حد تک ترجمہ ہو چکا ہے۔ کچھ حالات ناگزیر رہے اس لیے اب تک منظر عام پر نہ آسکا۔ اب ان شاء اللہ جلد ہی زیور طبع سے مرصع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں ہو گا۔

حالاں کہ میرے ازہر سے آنے سے قبل نعیمیت کے حوالے سے کام شروع ہوچکا تھا۔
میرے برادر عزیز مفتی محمد ذوالفقار صاحب سلمہ حضرت صدر الافاضل پر بدستور خامہ فرسائی فرما رہے تھے۔ موصوف انتہائی ذیرک، ذی ہوش اور کہنہ مشق مصنف ہیں۔ کم وبیش دو درجن کتابیں اب تک آپ سے منسلک ہوچکی ہیں۔ جن میں اکثر کتب نعیمیات کے حوالے سے ہیں۔ فتوی نویسی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملکہ عطا فرمایا ہے۔ فتوی کے نشیب وفراز سے اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں، عصر حاضر کے جدید مسائل پر گہری نظر ہے۔ جس کا روشن ثبوت آپ کی عظیم قلمی نگارش فتاوی اتراکھنڈ ہے جس کی دو جلدیں طبع ہوکر ملک وبیرون ملک کے مفتیان کرام ومحققین سے داد وتحسین حاصل کرچکی ہیں۔ رواں سال کے نصف تک ان شاءاللہ حیات صدر الافاضل تقریبًا سولہ سو(۱۶۰۰) صفحات پر مشتمل کتاب جلد ہی قارئین کے ہاتھوں میں ہوگی، جو درحقیقت مہتمم صاحب کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

مہتمم صاحب قبلہ کی انتھک کوشش مفتی صاحب کے ساتھ کارفرما رہیں۔ جہاں کام کی رفتار میں حالات کے پیش نظر کاہلی یا سستی نظر آئی وہیں چابک دستی سے مہتمم صاحب محبت بھرے لہجے میں خلوص کی ایسی مہمیز لگاتے کہ کام پھر اسی رفتا پر آجاتا پھر کیا تھا مفتی صاحب بڑی محنت ولگن کے ساتھ دن رات کام میں مصروف ہوجاتے۔ اس کام نے برق رفتاری اس وقت اور زیادہ پکڑی جب ملک التحریر ماہر نعیمیات میرے مخلص دوست حضرت علامہ غلامہ مصطفی النعیمی زید مکارمہم ایڈیٹر سواد اعظم دہلی نے اپنے ہاتھوں میں لیا۔ موصوف ایک بہترین قلم کار بھی ہیں اور ایک ذی شعور مفکر بھی۔ اس بات کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ جو کام سو سال میں نہیں ہوا وہ کام فقیر نے اور نعیمی صاحب نے مع چند احباب چند سالوں میں کرکے دکھادیا۔ مثلاً صدر الافاضل سیمینار و کانفرنس جس میں پورے ملک کے دانشوروں، قلم کاروں نے شرکت کی۔

بڑی بات یہ کہ شہزادہ خاندان اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے مدتوں بعد مراد آباد میں تشریف لاکر اس مبارک کانفرنس کو رونق بخشی اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات سے متعلق اپنے پاکیزہ تاثرات کا عقیدت مندانہ انداز میں اظہار

فرمایا۔ اور ہم سب رضا کاران کانفرنس کو خوب دعاؤں سے نوازا۔

اور سیمینار میں صدر الافاضل کی حیات و خدمات کے حوالے سے بیش قیمت مقالے پیش کیے گئے۔ اور اس میں مشائخ کچھوچھہ شریف اور دیگر ذمہ داران مدارس نے بھی شرکت فرمائی۔ مجھ احقر اور نعیمی صاحب کی شال وغیرہ کے ذریعے حوصلہ افزائی کی گئی۔

(۲) جشن صد سالہ خزائن العرفان جو غالب اکیڈمی دہلی میں منایا گیا اور اس میں بھی مہتمم صاحب قبلہ کی کارفرمائیاں تھیں جس کو نعیمی صاحب بروے کار لائے جس میں مدعووین علمانے اپنے مقالے اور گراں قدر تاثرات سے نوازا۔ اہم شرکا میں، میں دہلی کے اکثر علما وائمہ و نبیرہ صدر الافاضل حضرت نجم میاں صاحب قبلہ پروفیسر معقولات و منقولات جامعہ نعیمیہ علام ہاشم صاحب قبلہ، فخر جامعہ زینت مسند افتا مفتی محمد سلیمان صاحب برکاتی، شاہی امام مفتی مکرم صاحب قبلہ وغیرہم نے شرکت فرمائی۔

(۳) رسائل و کتب صدر الافاضل کو جدید تخریج و تحقیق کے ساتھ نظر عام پر لاکر طلباے جامعہ کو صدر الافاضل کے مشن سے روشناس و ہمکنار کرایا۔

(۴) السواد الاعظم جو صدر الافاضل کے مشن کا ایک حصہ تھا اور عقائد اہل سنت کی نشر و اشاعت کا ذریعہ جو ایک عرصہاے دراز سے انسداد کی منزلیں طے کر رہا تھا معاشرے میں جس کی بڑی کمی محسوس کی جارہی تھی، جو سیکڑوں کاغذات کے نیچے دب کر اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا، صدر الافاضل کے اس مشن کو عوام اہل سنت تک پہنچایا تاکہ صدر الافاضل سے وابستہ ہر چیز باقی و حیات رہے۔ ان ساری کارکردگیوں کا سنہرا تمغہ حضرت مہتمم صاحب قبلہ کو جاتا ہے۔ چوں کہ یہ جو کچھ بھی ہوا وہ مہتمم صاحب کے حکم اور اشارے پر ہوا۔ ادھر آپ من مرضی کا تو ہو رہا تھا مگر فکر یہ بھی لاحق تھی اس سارے مواد کو از سر نو پھر سے منظر عام پر لانا ہے۔ جس کے لیے آپ قبل از وقت ہی مکتبہ نعیمیہ دہلی کی شکل میں زمین کر چکے تھے۔ جو آپ کی صدر الافاضل سے دیرینہ محبت کا بیش بہا تحفہ ہے جس کا مقصد صرف اور صرف صدر الافاضل کی کتب کی اشاعت تھی جو آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے محمد ضیا اشرف کو عطا فرمایا۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی عملی طور پر کتنی ہی کتب صدر

الافاضل کو از سر نو جدید طباعت و تخریج و تحقیق کے ساتھ زیور طبع سے مزین فرمایا۔ مثلاً اطیب البیان ،الکلمۃ العلیا، فیضان رحمت، ثبت نعیمی، فتاوی صدر الافاضل وغیرہ۔

امتیاز ثانی: جامعہ کی ملکیت کا خیال رکھنا، جس کے لیے آپ نے اپنے رفیق سفر رفیق ملت حضرت مولانا رفیق احمد صاحب مبلغ وسفیر جامعہ نعیمیہ کو متعیّن و مشخص فرمایا۔ مقدمات کی تاریخوں کو یاد رکھنا کاغذات کو سنبھال کر ہمیشہ اس کوشش میں لگے رہنا کہ صدر الافاضل کے لگائے ہوئے اس چمن کو کس طرح فائدہ پہنچایا جاسکے۔ بعض مرتبہ میں نے بذات خود دیکھا تیز دھوپ میں پسینہ سر سے پاؤں تک رس رہا ہوتا مگر واہ رے جذبہ جنون محبت پیدل کچہریوں کے چکر کاٹنا وکلا سے مشورہ کرنا مقدمات کی جیت کے تک و دو میں لگے رہنا یہ سب آپ کی جامعہ اور صدرالافاضل سے بے پایاں محبت ووابستگی کا نتیجہ تھا۔

امتیاز ثالث: علم دوست طلبا سے والہانہ محبت۔ یوں تو تمام اساتذہ ہی اپنے ہونہار تلامذہ سے محبت رکھتے ہیں لیکن جس خلوص و محبت کا اظہار مہتمم صاحب فرماتے ایسا کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔ بچشم خود فقیر نے ملاحظہ کیا کہ جو طلبا اپنے گھر کے اعتبار سے مفلس و نادار ہوتے آپ انہیں مجاناً درسی کتب عطا فرماتے۔ ان جیب خرچ کا بھی خیال رکھتے خاص طور پر آپ ان کے خورد و نوش مکمل خیال رکھتے۔ طلبا کے کھانے کی پرچیاں بنتی تھیں اگر کسی طالب علم کا کوئی رشتہ دار آیا ہوتا تو آپ اس کی پرچی بھی بنادیتے اور بسا اوقات آپ مہمان کو اپنے دسترخوان پر کھلادیتے۔ اور یہ احساس نہیں ہونے دیتے کہ یہ طلبا دور دراز سے آئے ہوئے ہیں یا ہمارے گھر کے ممبر۔ آنے والا اس مشفقانہ رویہ سے متاثر ہوئے بغیر واپس نہیں جاتا۔ دستار بندی کے موقع سے طلبا کے مہمانوں کے کھانے کا انتظام و انصرام ان کی نشست و برخاست کا اہتمام یہ سب آپ اپنے ذمہ کرم میں لے لیتے۔

امتیاز رابع: ذات میں بلا کی سادگی تھی۔ دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہوجاتی وہی کرتے۔ وہی کرتے کے اوپر ایک صدی ٹھنڈ میں سر سے ٹوپی کے اوپر مفکر عالمانہ شان و شوکت کے حامل، غرور و تکبر گویا قریب سے بھی نہیں گزرا۔ اتنے بڑے ادارے کا مہتمم معمولی بات نہیں تھی۔ پھر بھی سائیکل سے چلنا اور پیدل سفر کرنا گویا یہ آپ کی سادگی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے جس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

حضرت مہتمم صاحب قبلہ ہمیشہ ایک بات کہا کرتے تھے کہ جامعہ کئی مرتبہ ناگفتہ بہ حالات سے دوچار ہوا مگر حضرت صدر الافاضل کی زندہ جاوید کرامت ہے کہ جامعہ کی ایک اینٹ بھی کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکا۔ طلبا کو نصیحت فرماتے ہوئے حاجی مبین صاحب علیہ الرحمہ کے ایک واقعہ کا تذکرہ ضرور کرتے، تاکہ طلبا میں عبادت کا ذوق و شوق اور وقت کی پابندی کا جذبہ بیدار ہو سکے۔

حضرت مہتمم صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اکثر سنبھل سے سائیکل سے چلتا اور جامعہ کبھی تین اور کبھی چار بجے تک ضرور پہنچ جاتا۔ فجر کی نماز کے لیے اکثر طلبا کو میں ہی بیدار کرتا۔ میں جس وقت بھی جامعہ پہنچتا سب سے پہلا کام میرا یہ ہوتا کہ میں جلدی جلدی پانی گرم کرتا تاکہ حاجی مبین صاحب علیہ الرحمہ کو وضو کے لیے پیش کر سکوں مگر جب بھی پانی لے کر پہنچتا تو حضرت فرماتے مولانا میں نے وضو کر لیا ہے وقت کوئی بھی ہوتا میں نے ہر چند کوشش کی کہ وضو کا گرم پانی میں پہنچادوں مگر مجھ سے پہلے ہی وضو فرما چکے ہوتے۔ رات بھر عبادت کرتے تسبیح و تہلیل میں محو رہتے۔ صبح ہوتے ہی وقت پر طلبا کو درس دیتے۔

آپ غور کریں، تو مہتمم صاحب علیہ الرحمۃ کی سادگی یہیں سے روشن وواضح ہوجاتی ہے جب کہ آپ اس وقت عہدہ اہتمام پر فائز تھے پھر بھی حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کے لیے وضو کا پانی گرم کرنا یہ آپ کی بزرگوں سے عقیدت اور سادگی کا بین ثبوت ہے۔ جو آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ طلبا سے ہمنواؤں کی طرح بات کرنا ان کو اپنے قریب بٹھانا ان کے ذوق کے مطابق کلام کرنا کبھی کبھی محفل طنز مزاح سے سرشار ہوجاتی۔ تعلیم و خوش خطی پر زور دینا، صفائی ستھرائی کا حکم فرمانا نمازوں کی پابندی کی تاکید کرنا یہ سب آپ کی خصوصیات سے ہیں۔ وصال سے قبل صدر الافاضل کی محبت کا کوہ ہمالہ یہی کہہ رہا تھا کہ اب مجھے صدر الافاضل سے شرمندگی و پشیمانی نہیں ہوگی کہ میں نے کچھ کام نہیں کیا۔ میں نے اپنے عزیز طلبا کو آپ کی محبت کا ایسا جام پلایا ہے جس کا نشہ مرتے دم تک تا حین حیات نہیں اترے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

لکھنے کے لیے تو بہت کچھ ہے دفتر در کار ہیں مگر اس تحریر کو نہایت ہی سادگی اور غلو سے پاک کر کے لکھا گیا ہے گویا حقیقت کے جامے میں الفاظ میں پرو کر صفحہ قرطاس پر انڈیل دیا ہے۔

دعا ہے مولیٰ تعالیٰ مہتمم صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

بارگاہ صدر الافاضل کا ادنیٰ فقیر۔ابوالفوزان محمد منظم قادری نعیمی ازہری

خادم حنفی دار الافتاء دہلی۔ مورخہ ۲۲/ جمادی الآخرۃ ۱۴۴۳ھ

ہمارے مہتمم صاحب !!

مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی، مدیر اعلیٰ سوادِ اعظم دہلی

مہتمم صاحب کا نام لکھتے/سنتے ہی پردہ ذہن پر پرانی وضع قطع کے ایک ایسے عالم دین کی تصویر ابھرتی ہے جو جامعہ نعیمیہ جیسے مشہور و معروف ادارے کے مہتمم ہونے کے باوجود دکھاوے اور ریاکاری سے کوسوں دور تھے۔ سادگی کی چلتی پھرتی تصویر اور ہم جیسے سست مزاجوں کے دور میں وقت کی پابندی کرنے والے ایسے انسان تھے جن کا تذکرہ ہم عموماً کتابوں میں پڑھتے ہیں۔

کتاب زندگی:۔

مولانا محمد یامین صاحب نعیمی (۱۹۳۹/۲۰۲۱) بن حافظ اصغر حسین بن حافظ ابرار حسین، جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے تیسرے مہتمم تھے۔ جامعہ کے دوسرے مہتمم حضرت مولانا یونس نعیمی علیہ الرحمہ آپ کے سگے تایا اور آپ کے مربی و کفیل تھے۔ مہتمم صاحب نے باضابطہ ۱۹۴۵ میں جامعہ نعیمیہ میں قدم رکھا۔ حالانکہ اس سے دو سال قبل بھی آپ نعیمیہ پہنچے مگر بہ مشکل ایک سال گزار کر واپس چلے گیے۔ ابتدا سے درجہ فضیلت تک کی تعلیم نعیمیہ میں ہی حاصل کی۔ سن ۱۹۶۱ء میں آپ کی فراغت ہوئی۔ فراغت کے اگلے سال بہ غرض تدریس بلاری ضلع مرادآباد چلے گیے۔ یہاں مسلسل ۱۱/ سال آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔ سن ۱۹۷۳/ میں مولانا یونس نعیمی کے انتقال کے بعد آپ کو جامعہ نعیمیہ بلایا گیا اور تدریس کے ساتھ اہتمام کی ذمہ داری بھی سپرد کر دی گئی۔ اس طرح آپ مولانا یامین سے "مہتمم صاحب" کہلانے لگے جو آگے چل کر بہ منزلہ علم ہو گیا۔ فراغت کے بعد سنبھل ہی کے ایک معزز گھرانے کی شہزادی مخدومہ عائشہ خاتون سے آپ کی شادی ہوئی جس کی

برکت سے اللہ تعالیٰ نے دوسعادت مند بیٹے اور پانچ فرماں بردار اور چاہنے والی بیٹیاں عطا فرمائیں۔بڑے بیٹے محمد ضیا اشرف نعیمی ہیں والد گرامی کے قائم کردہ مکتبہ نعیمیہ دہلی کے پلیٹ فارم سے اکابرین اہل سنت کی کتابوں کی نشرواشاعت میں مصروف ہیں،جب کہ چھوٹے صاحب زادے محترم سلیم اختر مرادآباد میں ہی حکومتی ملازم ہیں۔مہتمم صاحب کو دو مرتبہ حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا۔ایک قابل رشک زندگی گزار کر ۱۱ر اپریل ۲۰۲۱ کو اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔آخری آرام گاہ آبائی وطن سنبھل میں بنی۔نماز جنازہ فقیہ العصر، حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان نعیمی (نائب مفتی اعظم مرادآباد) نے پڑھائی۔یوں تو مہتمم صاحب کی زندگی کے بارے میں بتانے کے لیے بہت کچھ ہے مگر سردست ان سے وابستہ چند یادیں دماغ کی اسکرین پر ظاہر ہو رہی ہیں۔

خوش خط پسندی:۔

اچھا خط اور خوب صورت تحریر سبھی کو اچھی لگتی ہے مگر خوش خطی پانا اتنا آسان نہیں ہے۔یہ مسلسل مشق اور لگاتار لکھنے کے بعد ہی آتی ہے،فارسی کا مشہور شعر ہے:۔

گر تو می خواہی کہ باشی خوش نویس
می نویس، می نویس و می نویس

ترجمہ:اگر تو چاہتا ہے کہ اچھی تحریر لکھے تو لکھتا جا، لکھتا جا اور لکھتا جا۔

ایک زمانہ تھا کہ خوش خطی انسان کا طرہ امتیاز ہوا کرتی تھی۔انسان کی علمی حیثیت اس کے خط سے بھی پہچانی جاتی تھی۔آج بھلے ہی کمپوٹر کی آمد سے خوش خطی کا زمانہ گزرے دنوں کی بات ہو گیا ہے لیکن آج بھی کہیں کوئی خوش خط انسان ملتا ہے تو لوگ اسے رشک بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔پرانے زمانے میں خوش خطی کے ماہرین کسی کے خط (تحریر) سے ہی اس کی شخصیت کا اندازہ لگانے کا دعویٰ بھی کیا کرتے تھے۔اس ضمن میں کچھ باتیں خاصی مشہور تھیں، گو کہ ہمیں ان کی قطعیت پر اصرار نہیں لیکن باتیں اچھی خاصی دل چسپ ہیں:

جو لوگ چھوٹے الفاظ لکھتے ہیں وہ قدرے شرمیلے، پڑھاکو اور باریک بین ہوتے ہیں۔

بڑے اور جلی حروف لکھنے والے دوسروں کی توجہ چاہنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔

جو لوگ الفاظ کے درمیان فاصلہ رکھتے ہیں وہ آزاد رہنا پسند کرتے ہیں، انہیں بھیڑ بھاڑ پسند نہیں ہوتی۔ جو حضرات الفاظ ملا کر لکھنا پسند کرتے ہیں وہ مل ملا کر رہنے کو فوقیت دیتے ہیں اور وہ محفل پسند ہوتے ہیں۔

ماہرین خوش خط اس طرح کی بہت ساری باتیں بیان کرتے ہیں۔ ان کی صحت و عدم صحت سے قطع نظر یہ بات مسلم ہے کہ خوش خطی انسان کی شخصیت میں چار چاند لگاتی ہے۔ ہمارے مہتمم صاحب بھی بڑے اعلی درجے کے خوش خط تھے۔ اور طلبہ کو بھی اپنی طرح خوش خط دیکھنا پسند کرتے تھے۔ اس لیے طلبہ پر خوش خطی کے لیے بہت زیادہ زور دیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں اپنے دور طالب علمی کا ایک واقعہ بھی بہ طور نصیحت سنایا کرتے تھے۔

قصہ کچھ یوں تھا کہ مہتمم صاحب کو ایک نکاح پڑھانے کا اتفاق پیش آیا۔ آپ رجسٹر لیکر محفل نکاح میں پہنچے۔ دولہا دلہن اور وکیل و گواہان کی تفصیلات درج کرنے لگے۔ بارات کا ایک شخص آپ کو بڑی توجہ سے لکھتے دیکھ رہا تھا۔ آپ نے کئی بار نوٹ کیا مگر محفل کی وجہ سے پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔

خیر! آپ نے ایجاب و قبول کرایا اور نکاح کی رسید ذمہ داروں کو تھماتے ہوئے جانے کی اجازت مانگی۔ ٹھیک اسی وقت وہی بندہ جو مہتمم صاحب کو بہ غور دیکھ رہا تھا قریب آیا اور نہایت شائستہ لہجے میں کہا:

”مولانا صاحب! دعا کریں کہ اس رسید کو پڑھنے کی نوبت نہ آئے ورنہ اسے پڑھنے کے لیے آپ کو ہی بلانا ہوگا۔“

مہتمم صاحب کا کہنا ہے کہ ان کی یہ بات سن کر میں پانی پانی ہوگیا، میں سمجھ گیا تھا کہ وہ کنایتًا میری خراب تحریر کی جانب اشارہ کر رہے تھے بس اسی دن سے میں نے تہیہ کرلیا کہ کسی بھی طور پر اپنی تحریر اچھی کرنی ہے۔“

مہتمم صاحب نے جیسا ارادہ کیا ویسا ہی کر دکھایا۔ آپ نے خطاطی پر اتنی مشق کی کہ آپ کی تحریر نہایت خوب صورت ہوگئی۔ جو بھی آپ کی تحریر دیکھتا وہ رشک کرتا۔ مہتمم صاحب چاہتے تھے کہ نعیمیہ کے ہر طالب علم کی تحریر اچھی ہونا چاہیے، اس سلسلے میں آپ اکثر یہ فرماتے تھے کہ عام آدمی کسی بھی عالم

کے علم کی گہرائی جانتا ہے نہ سمجھتا ہے وہ یا تو عالم کی بات سنتا ہے یا اس کی تحریر دیکھتا ہے اس لیے بولنے کی مشق کے ساتھ لکھنے کی مشق لازمی سمجھو تاکہ کوئی تمہیں میری طرح طعنہ نہ دے سکے۔ خوش خطی کے لیے آپ اس قدر سنجیدہ تھے کہ آپ نے باضابطہ ادارے میں خطاطی کا شعبہ قائم کرایا اور ادارے کے ایک فاضل مولانا کاتب حبیب احمد نعیمی کو استاذ مقرر کیا۔ اعدادیہ تا رابعہ کے طلبہ کے لیے دستہ لکھنا لازم تھا۔ دستہ رجسٹر سائز کی ایک سفید کاپی ہوا کرتا تھا جس میں عام کاپیوں کی طرح لائنیں نہیں ہوتی تھیں بس سادہ سا کاغذ ہوتا تھا۔ اسی پر طلبہ لکھنے کی مشق کرتے تھے۔ دستہ لکھنا مہتمم صاحب کو اتنا پسند تھا کہ لکھنے والوں کو مختلف انعام واکرام سے بھی نوازتے تھے۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ محض دستہ لکھنے کی وجہ سے سبق سنانے اور دیگر امور میں رعایت بھی کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے اس مزاج کی وجہ سے کئی چنچل طالب علم سبق سے زیادہ دستہ لکھنے پر دھیان دیتے اور آپ سے مختلف فوائد حاصل کرتے تھے۔ ہم حفظ قرآن کے زمانے سے ہی لکھنا سیکھ چکے تھے اور مسلسل لکھتے رہتے تھے اس لیے ہماری تحریر بہت اچھی بھلے نہیں تھی مگر سمجھ میں آنے لائق ضرور تھی، کتابت کی طرف میلان نہیں تھا اس لیے ہم تو دستہ لکھنے کی سعادت سے محروم رہے لیکن ہمارے دوستوں میں ڈاکٹر خورشید نعیمی، مولانا مستفیض احمد اور مفتی باقر علی نعیمی نے خوب مشق کی اس لیے ان حضرات کی تحریر آج بھی بہت خوب صورت ہے۔ جو بجا طور پر مہتمم صاحب کی رغبت اور تربیت کا نتیجہ ہے۔

حوصلہ افزائی:۔

اچھے کاموں پر طلبہ کی حوصلہ افزائی بھی مہتمم صاحب کی پہچان تھی۔ یہ حوصلہ افزائی مختلف نوعیت کی ہوا کرتی تھی کبھی طلبہ کو چائے پلاتے، کبھی کوئی کتاب پیش کرتے اور کبھی ناشتہ وغیرہ کراتے۔ حوصلہ افزائی کا انداز بھی مہتمم صاحب کی طرح ایک دم منفرد اور دوسروں سے بہت مختلف ہوتا تھا۔ جس طالب علم سے خوش ہوتے تو کہتے ہاں بھئی چُنّا چودھری آج تو تم نے کمال کر دیا، چلو میرے ساتھ آؤ۔ کمرے میں بٹھاتے اور پوچھتے چائے پیو گے؟

پوچھنے کا مطلب ہوتا کہ چائے پینی ہی ہے۔اس لیے مہتمم صاحب کے اتنا کہتے ہی طالب علم چائے بنانے کے لیے کھڑا ہوجاتا۔جیسے ہی وہ کھڑا ہوتا مہتمم صاحب بتانے لگتے کہ دیکھو چینی، چائے کی پتی ادھر رکھی ہے اور دوددھ اس جانب رکھا ہے۔اس طرح چائے بنتی اور چائے کی چسکیوں کے بیچ نارمل سی بات کرتے اور اختتام چائے پر کہتے کہ دیکھو فلاں کتاب تلاشو! کتاب تلاش کر مہتمم صاحب کو پیش کی جاتی تو فرماتے ارے چنّا چودھری! یہ تمہارے لیے ہے جاؤاور خوب محنت سے پڑھو، اور ہاں اپنے ساتھیوں کو بھی سمجھایا کرو کہ وہ بھی محنت کیا کریں۔

اختتام سال پر ہماری تقریری و تحریری انجمن کا خصوصی پروگرام ہوتا تھا، مہتمم صاحب اس پروگرام میں بہ نفس نفیس حاضر رہتے اور ممتاز طلبہ کو ہدایا و تحائف سے نوازتے۔ایک موقع پر ہمارے رفیق جانی مفتی منظم نعیمی ازہری کو نمایاں کارکردگی دکھانے پر صدرالافاضل کی اطیب البیان فی رد تقویۃ الایمان سے نوازا تھا۔اس کے علاوہ بھی مختلف اوقات میں طلبہ کی کسی نہ کسی طور پر حوصلہ افزائی کرتے رہتے تھے۔

تکیہ کلام:۔

چُنّا چودھری !! یہ مہتمم صاحب کا تکیہ کلام تھا۔کسی طالب علم کی عزت افزائی اور اپنائیت جتانے کے لیے ''چُنا چودھری'' نہایت عزت دارانہ جملہ مانا جاتا تھا۔طلبائے نعیمیہ کے درمیان یہ تکریمی خطاب مہتمم صاحب کی شناخت و پہچان اور ان کے حق میں محفوظ تھا۔اس تکیہ کلام کی بنیادی وجہ تو معلوم نہیں، شاید اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ جامعہ نعیمیہ کے متّصل لال باغ میں چُنّا ہوٹل ہوا کرتا تھا۔جو اپنے مالک کے نام سے منسوب تھا شاید اسی ہوٹل مالک کے کسی کارنامے سے متاثر ہوکر مہتمم صاحب نے لفظ چُنا مستعار لیا اور اس پر چودھری کا لاحقہ لگا کر چُنا چودھری بنا دیا۔اس طرح نعیمیہ میں یہ تکیہ کلام وقت کے ساتھ پروان چڑھتا چلا گیا۔نعیمیہ کے جملہ طلبہ مہتمم صاحب کے تکیہ کلام سے خوب واقف تھے۔اس لیے جب بھی، ہاں بھئی چنّا چودھری! کہاں جارہے ہو/کہاں سے آرہے ہو/کیا کررہے ہو، جیسے جملے نعیمیہ کی ہواؤں میں گردش کرتے تو سارے طلبہ سمجھ جاتے کہ اس وقت مہتمم صاحب اچھے موڈ میں ہیں۔بس یہی وقت ہوتا جب طلبہ چھٹی لینے اور کھانے کی پرچی بنوانے

جیسے کام نپٹانے میں لگ جاتے تھے۔

صفائی پسند:۔

مہتمم صاحب اعلی درجے کے صفائی پسند تھے۔ طلبہ کے کمرے ہوں یا ہاسٹل کا باہری حصہ، اگر ذراسی گندگی نظر آتی تو ڈانٹ پڑنا لازمی تھی۔ جامعہ نعیمیہ میں یومیہ صفائی کے لیے sweeper کی تعیناتی تھی مگر مہتمم صاحب اس کے طریقہ صفائی سے مطمئن نہیں ہوتے تھے۔ باضابطہ اس کے ساتھ رہ کر اپنی نگرانی میں صفائی کراتے تھے۔ کبھی کبھار ایسا ہوتا کہ کسی وجہ سے مہتمم صاحب موجود نہ ہوتے تو sweeper کو بھی قدرے سکون ملتا کہ چلو آج حضرت موجود نہیں ہیں اس لیے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ طلبہ آئے دن اس کا مشاہدہ کرتے تھے۔ اس لیے کبھی کبھار ہنسی مذاق میں بعض طلبہ لطف لینے کے لیے sweeper کو چڑھاتے کہ مہتمم صاحب بڑے سخت مزاج ہیں تم سے کئی لوگوں کے برابر کام لیتے ہیں اور تنخواہ ایک کے برابر بھی نہیں دیتے، تم مہتمم صاحب سے اپنی تنخواہ بڑھواؤ، بھلا تمھارے جیسا sweeper کہاں ملے گا؟

اسے لگتا کہ طلبہ ہمدردی کر رہے ہیں، بس جیسے ہی مہتمم صاحب ملتے تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ کر دیا جاتا اور مہتمم صاحب sweeper کی جم کر کلاس لگاتے۔ طلبہ کی شرارتوں کا دائرہ sweeper کے علاوہ جامعہ کے چوکی دار تک بھی پہنچا ہوا تھا۔ وہ چوکی دار بھی غضب کے تھے، کہنے کو جامعہ کی چوکی داری کرتے تھے لیکن صحیح معنی میں انہیں اپنی دیکھ بھال کے لیے خود ایک چوکی دار کی ضرورت تھی مگر طلبہ اُن سے بھی خوش طبعی کرتے کہ آپ کس قدر محنتی اور فعال چوکی دار ہیں مگر آپ کی تن خواہ کس قدر کم ہے، جب کہ مرادآباد میں چوکی داروں کو آپ سے تین گنا زیادہ تن خواہ ملتی ہے۔ آپ پہلی فرصت میں مہتمم صاحب سے تن خواہ بڑھانے کا مطالبہ کریں۔ بس چوکی دار صاحب جوش میں آجاتے اور موقع ملتے ہی مہتمم صاحب سے تن خواہ بڑھانے کا مطالبہ کر بیٹھتے اور حسب توقع مہتمم صاحب ان کی اچھے سے ضیافت فرماتے۔

مہتمم صاحب ہاسٹل کے حمام خانوں، بیت الخلا اور نلوں کے آس پاس کی صفائی پر خصوصی دھیان دیتے۔ ہفتے عشرے میں بعد عصر طلبا کو جمع کرتے اور صفائی ستھرائی کی افادیت اور اس کی سماجی

اہمیت پر روشنی ڈالتے۔ اس موقع پر تقریباً یہ جملے ضرور ادا فرماتے:

”صفائی ستھرائی کی اہمیت سبھی جانتے ہیں مگر اس پر عمل بہت کم لوگ کرتے ہیں۔ جانتے ہو کیوں؟ کیوں کہ عمل اسی وقت ہوتا ہے جب کسی کام کی عادت بن جائے اس لیے تم لوگ بھی ابھی سے صفائی ستھرائی کی عادت بنالو ورنہ کتنے ہی بڑے علامہ فہامہ بن جاؤ مگر رہو گے ایسے ہی! میں نے کتنے ہی بڑے بڑے مولویوں کو دیکھا ہے کہ جن کے علم وفن کے بڑے چرچے ہوتے ہیں مگر جب ان کی رہائش گاہ دیکھی تو ایسی ہی نکلیں جیسے تمہاری ہوتی ہیں، چادر کہیں، تکیہ پھٹا ہوا، بستر سکڑا ہوا، کمرے میں جالے وغیرہ وغیرہ۔ اب بتاؤ اگر کوئی ان کی رہائش گاہ دیکھ لے تو کیا تاثر لے گا؟ اس لیے ابھی سے صفائی ستھرائی کو اپنی عادت کا حصہ بنالو ورنہ بعد میں بھی کوڑھی کے کوڑھی ہی رہو گے۔“

کھیل کود کی اجازت:۔

جس زمانے میں ہم نعیمیہ میں داخل ہوئے تو وہاں ہر قسم کے کھیلوں پر پابندی لگی ہوئی تھی۔ پابندی کی بنیادی وجہ ایک حادثہ تھا۔ ہوا کچھ یوں تھا کہ ایک بنگالی طالب علم فٹبال کھیلنے جایا کرتا تھا جب کہ دیگر طلبہ حسب روایت کرکٹ کے شوقین تھے۔ سب سے قریبی میدان گورنمنٹ انٹر کالج (GI) کا تھا جو قلعے والی مسجد کے ایک دم متّصل تھا۔ اس میدان کے کنارے پر ایک طویل القامت کھجور کا درخت گویا امپائر یا میچ ریفری کی طرح مستعد رہتا ہے۔ ایک مرتبہ میچ کھیلتے ہوئے ایک کھلاڑی نے ایسی کِک لگائی کہ فٹبال سیدھے کھجور کی شاخوں میں پھنس گئی۔ طالب علم نے آؤ دیکھا نہ تاؤ! جھٹ پٹ کھجور پر چڑھ گیا۔ فٹبال تو نیچے اتار دی مگر خود کا توازن برقرار نہیں رکھ پایا اور زمین پر آگرا۔ حادثہ بہت سخت تھا، خیر دعائیں کام آئیں اور طالب علم کی جان بچ گئی۔ اس کی جان بھلے ہی بچ گئی مگر طلبہ کی sports activities پر پابندی لگ گئی۔ شریف کہیں کہ دبّو مگر طلبا کی بڑی تعداد نے اس پابندی کو بہ سر وچشم قبول کیا مگر کچھ جوشیلے اور چنچل طلبہ نے پابندیوں کے باوجود کھیل کود کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ معاملات ہمارے داخلے سے پہلے رونما ہو چکے تھے۔ ابتدائی دور میں ہم بھی پابندیوں کے سائے میں کھیلتے رہے پھر سوچا کہ اس طرح کب تک چلے گا، کیوں نہ مہتمم صاحب سے براہ راست بات کی جائے اور ان سے باضابطہ پابندی ہٹانے کی درخواست کی جائے۔

خیر سے اس وقت تک مہتمم صاحب سے ہماری جان پہچان ہو چکی تھی اور اُنہیں لگتا تھا کہ شاید ہم پڑھنے میں ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اس لیے جب یہ درخواست پیش کی تو اولاً انکار ہی کیا لیکن حسب توقع رویہ نرم تھا۔ موقع غنیمت جان کر میں نے عرض کیا حضرت! کسی حادثہ کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ اس کام پر مکمل پابندی لگا دی جائے، حادثہ مقدر ہو تو کہیں بھی ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی علما کو جسمانی طور پر چست درست ہونا چاہیے کہ کہیں ضرورت جہاد پیش آجائے تو مقابلہ تو کر سکیں۔ اب موٹے اور تُھل تُھلے جسم کے ساتھ تو جہاد ہونے سے رہا؟

طلبہ کے پاس تعلیمی سرگرمیوں کے درمیان دل و دماغ کو تروتازہ رکھنے کے لیے کھیل کے علاوہ کون سا راستہ ہے؟

اس طرح اور بھی کئی rgument دیے اور بالآخر مہتمم صاحب نے کچھ شرائط کے ساتھ اجازت عطا فرما دی۔ شرائط کچھ اس طرح تھیں:

بعد عصر تا مغرب کھیلنے کی اجازت ہے۔

طلبہ آپس میں ہی کھیلیں گے، شہری لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلنا ہے۔

کھیل کا سامان میدان کے آس پاس ہی رکھنا، راستے میں لیکر نہیں جانا ہے۔

جمعرات کو بعد ظہر تا عصر ہی کھیلنا ہے۔

میدان میں مہذب طریقے سے بولنا اور رہنا ہے۔

اس اجازت کے حصول میں ہمارے ہم سبق دوست مفتی حسیب احمد نعیمی راجستھانی کی بھی پوری معاونت رہی ہے۔ حسیب بابا بہ طور خاص شکریہ کے حق دار تھے کہ وہ مدرسے کے سب سے شریف طلبہ میں سے ایک تھے حالانکہ خود کرکٹ کی ابجد سے بھی ناآشنا تھے مگر محض دوستوں کی محبت میں معاون وکیل کے رول میں موجود رہے۔

قارئین کرام! مہتمم صاحب کی شرائط کو بہ غور پڑھیں، آپ ان کی فکر و بصیرت کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

بعد فراغت نیا روپ ہوتا:۔

زمانہ طالب علمی میں مہتمم صاحب جتنی ڈانٹ ڈپٹ کرتے فراغت کے بعد وہ سختی ایک دم غائب ہوجاتی اور ایک الگ ہی شخصیت سامنے آتی۔ فراغت کے بعد طلبہ کو نام سے پکارنا بند کر دیتے نام سے پہلے مولانا لازمی لگاتے۔ فارغین طلبہ سے ملتے تو نہایت محبت و اپنائیت سے پیش آتے۔ گھر کے حال چال پوچھتے، چائے ناشتے اور کھانے کا خصوصی خیال رکھتے۔ ان کی ذمہ داریوں کی بابت دریافت کرتے اور اخلاص سے کام کرنے کی نصیحتیں کرتے۔ مختلف علما کی مثالیں سناتے کہ فلاں فلاں نے کیسے کیسے نامساعد حالات میں کام کیا۔ مشکلات اٹھائیں مگر تعلیم دین اور تبلیغ اسلام کی خاطر دل جمعی سے کام کرتے رہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت و دولت سے خوب نوازا، اس لیے کبھی بھی محض روپے پیسے کے لیے کام مت کرنا بلکہ اپنا کام خدمت کے جذبے کے تحت کرنا تاکہ اخلاص بنا رہے اور کام میں برکتوں کا ظہور ہو۔

جن طلبہ سے گہری شناسائی ہوتی یا ان کی علمی و دینی خدمات سے متاثر ہوتے انہیں گاہے گاہے فون بھی کرتے۔ حال چال اور ان کے دینی و علمی کاموں کی روداد بھی پوچھتے۔ مگر اپنے مزاج کی طرح چند لفظوں میں ہی خیریت، حال چال اور متعلقہ دینی و علمی کام کی روداد پوچھ لیتے اور بات ختم ہوجاتی۔ انداز کچھ اس طرح ہوتا تھا:

السلام علیکم، محمد یامین نعیمی بات کر رہا ہوں۔ ہاں بھئی، سب خیر وعافیت ہے؟ اور بچے وغیرہ ٹھیک ٹھاک ہیں؟ اور سناؤ آج کل کیا کام چل رہا ہے؟ نعیمیہ کب آ رہے ہو؟ آؤ تو اپنا مسودہ لیتے آنا، میں بھی ایک نظر دیکھ لوں۔ اچھا اپنا خیال رکھنا السلام علیکم۔

میں کبھی کبھی سوچتا کہ مہتمم صاحب اتنے کم لفظوں میں اپنا مافی الضمیر کس طرح ادا کر لیتے ہیں؟ کئی بار کوشش کی کہ ہم بھی اسی طرح کر کے دیکھتے ہیں لیکن ناکام رہے کہ ہم بہرحال تکنیکی دور کے سست انسان ہیں اور وہ اِس دور میں کتابی آدمی تھے جن کے نزدیک وقت ایک نہایت قیمتی شے تھا۔

وقت کی پابندی:۔

زندگی کی طرح وقت بھی اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمت ہے۔ وقت کی پابندی اور اس کی قدر رب کی شکر گزاری ہے۔ جو لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے وہ ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ حضرت عبد

اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ۔

"دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن میں بہت سارے لوگ گھاٹے میں رہتے ہیں۔ اور وہ ہیں صحت اور فراغت۔" (صحیح البخاری: ۶۴۱۲)

یعنی زیادہ تر لوگ یہ دو نعمتیں پاکر بھی ان سے پورا فائدہ نہیں اٹھا پاتے اور اپنی سستی و کاہلی سے وقت اور صحت کو یوں ہی بے کار کے کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں۔

مہتمم صاحب کی پابندی وقت کی بات یاد آتی ہے تو خیال آتا ہے کہ مہتمم صاحب نے گویا وقت کو اپنے حساب سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ ہر کام بلا ناغہ متعیّن وقت پر بہ آسانی پورا کر لیا کرتے تھے۔ یہ محض مبالغہ یا استاذ سے محبت نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ مہتمم صاحب وقت کی پابندی کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ مہتمم صاحب کے سارے معمولات وقت کے حساب سے ہی چلتے تھے، وقت پر درس گاہ لگواتے، وقت پر اٹھتے، اٹھتے ہی طلبہ کو نماز کے لیے آواز لگاتے۔ نماز کے فوراً بعد کھانا کھاتے اور کھانے کے بعد قدرے قیلولہ کرتے اور اس کے بعد پھر اپنے مکتبے کے کاموں میں مصروف ہو جاتے۔ اس درمیان عصر کا وقت آجاتا تو پھر نماز کے لیے آواز لگاتے اور موقع ملنے پر دوڑاتے بھی، اگر موڈ ہوتا تو نماز کے بعد طلبہ کو جمع کرتے اور مختلف نصیحتیں فرماتے۔

کبھی کوئی طالب علم اپنی مسجد آنے کی دعوت دیتا تو بعد مغرب جامعہ سے نکلتے اور کوشش کرتے کہ عشا کی نماز جامعہ ہی میں ادا فرمائیں۔ کبھی ایسا بھی ہو جاتا کہ مہتمم صاحب کو عشا کی نماز باہر ہی ادا کرنا پڑ جاتی تو طلبہ بھی راحت کا سانس لیتے۔

پابندی وقت کی ایک مثال:۔

مہتمم صاحب کے اوقات کس قدر متعیّن اور طے شدہ ہوتے تھے اس کا اندازہ ایک مثال سے لگائیں؛ مہتمم صاحب کا معمول تھا کہ آپ روزانہ اپنے گھر سنبھل تشریف لے جاتے تھے۔ سنبھل اور مرادآباد کے درمیان قریب ۳۰ / کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ دسمبر اور جنوری کی سردیوں میں رات دس بجے تک آپ طلبہ سے پڑھائی کراتے۔ دس بجے کے بعد جامعہ سے گھر کے لیے نکلتے۔ بس اڈہ جامعہ

سے تقریباً ایک کلو میٹر کی دوری پر ہے، وہاں تک رکشہ سے جاتے اور وہاں سے بس پکڑ کر سنبھل پہنچ جاتے۔ مہتمم صاحب کے جاتے ہی طلبہ بے فکر ہوجاتے اور مختلف قسم کی مکالمہ، مباحثہ کی محفلیں سج جاتیں جو دیر گیے رات تک جاری رہتیں۔ تھک جاتے تو بستر میں جا پڑتے۔ نیند کا ایک آدھ ہی دور نکلا ہوتا کہ مہتمم صاحب نعیمیہ میں وارد ہوجاتے۔ طلبہ مستی کی نیند میں سو رہے ہوتے تھے کہ مہتمم صاحب کی نیند بھگاؤ مہم شروع ہوجاتی۔ ہاسٹل کے کسی بھی گوشے میں غیر معمولی چہل پہل سے ہی سارے طلبہ سمجھ جاتے کہ مہتمم صاحب واپس تشریف لا چکے ہیں۔ یہ مہتمم صاحب کا یومیہ معمول تھا، رات دس بجے جامعہ سے سنبھل جانا اور تڑکے پانچ چھ بجے سنبھل سے جامعہ واپس آنا۔ اب ایک طرف تو طلباے نعیمیہ آپ کے شیڈول سے پریشان رہتے تھے کہ حضرت ابھی تو گیے ہی تھے، سکون کی سانس تک بھی نہ لے پائے تھے کہ تڑکے میں ہی پھر نمودار ہوگیے، ادھر آپ کے گھر میں بھی تقریباً یہی صورت حال ہوتی تھی، آپ کے بڑے صاحب زادے محترم ضیا اشرف نعیمی بیان کرتے ہیں:

”ابا رات کو گیارہ بارہ بجے گھر پہنچتے، پہنچتے ہی مکتبے کا حساب و کتاب چیک کرتے، کتابوں کی فہرست بنواتے، چیک کرتے۔ آئے ہوئے خطوط پڑھتے ان کے جواب لکھتے اور ان پر ایڈریس وغیرہ لکھوا کر پوسٹ کرنے کی تاکید کرتے۔ مختلف مقامات کے آئے ہوئے آرڈر چیک کرتے کتابوں کے بنڈل پیک کراتے اور ان سارے کاموں سے فارغ ہوتے تو کہتے جاؤ اب آرام کرلو۔ اس طرح رات کو ایک ایک دو بجے چھٹی ملتی۔ بہ مشکل دو ڈھائی گھنٹے سو پاتے کہ ابا پھر اٹھا دیتے کہ چلو مجھے بس اڈے تک پہنچا کر آئو۔ اس طرح میں ابا کی کتابیں اٹھاتا اور انہیں بس میں بٹھا کر آتا، تب کہیں جاکر بے فکری سے لیٹ پاتا۔“ ذرا سوچیے!

جنوری کی سرد راتوں میں، جب اچھے اچھوں کی گھر سے باہر نکلنے کی ہمت نہیں ہوتی تب مہتمم صاحب کا گھر جانا یومیہ معمول تھا۔ گھر جائیں سو جائیں اچھا ہے مگر گھر جاکر کام کرنا اور بیٹوں کو کام میں لگانا، پھر مختصر سا آرام کر کے واپس بستر چھوڑنا کس قدر مشکل کام ہے۔ ہم جیسے جوان بھی رات کو چار پانچ بجے بستر چھوڑنے کے بارے میں دس نہیں سو بار سوچیں گے مگر مہتمم صاحب عجیب ہی مزاج کے تھے جسے لوگ سوچنے میں وقت لگائیں وہ اسے اس طرح کر گزرتے تھے جیسے کوئی بات ہی نہیں تھی۔

صدرالافاضل سیمینار و کانفرنس:۔

سال ۲۰۱۳ چل رہا تھا، سال کے اخیر میں ہماری شادی متوقع تھی، ارادہ تھا کہ شادی کے بعد حضرت صدرالافاضل کی حیات و خدمات پر ایک سیمینار و کانفرنس کریں گے۔ اس حوالے سے برادر گرامی محمد زبیر قادری (ایڈیٹر افکار رضا ممبئی) سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ کام شادی سے پہلے ہی کرلو، شادی کے بعد مصروفیت بڑھ جائے گی تو اس طرح کے کام میں بہت دقت ہوگی۔ زبیر بھائی شادی شدہ اور پرانے تجربہ کار تھے اس لیے ان کی رائے مناسب لگی اور ہم نے اپنے رفیق جانی مفتی منظم نعیمی ازہری کے ہمراہ مرادآباد پہنچ کر اساتذہ نعیمیہ سے اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ جسے اساتذہ کرام نے بہ صد خلوص قبول فرمایا اور اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ اس وقت مہتمم صاحب کی خوشی دیدنی تھی کہ آپ کی عرصہ دراز سے خواہش تھی کہ صدرالافاضل پر شایان شان تحریری کام ہو مگر؛ع

اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے

اب جب یہ لمحہ آیا تو مہتمم صاحب جذباتی ہوگئے اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یوں کہا:

”میں نعیمیہ میں آیا تو جوان تھا، اس وقت سے سوچتا تھا کہ یہاں ایسے طلبہ تیار ہوں جو صدرالافاضل پر کام کریں مگر میرا انتظار لمبا ہوتا گیا حتی کہ جوانی رخصت ہوئی بڑھاپا آگیا مگر خواب ادھورا رہا، اب تو یہ سوچنے لگا تھا کہ پتا نہیں میری زندگی میں یہ خواب پورا ہوگا کہ نہیں، آج میں بے حد خوش ہوں کہ دیر سے ہی سہی میرا دیرینہ خواب پورا ہو رہا ہے۔“

اس پروگرام میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے نبیرہ اعلی حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا قادری علیہ الرحمہ اور دیگر اہم مندوبین میں محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی قادری امجدی، اشرف ملت سید محمد اشرف میاں کچھوچھوی، مولانا آفتاب قاسم ساؤتھ افریقہ، اور ہمارے مہربان بھائی مفتی شعیب رضا نعیمی رحمہ اللہ بھی شامل تھے۔ ابتدائے کار سے اختتام سیمینار و کانفرنس تک مہتمم صاحب جس اپنائیت کے ساتھ ہمارا ساتھ دیا، جس طرح ہماری سرپرستی کی وہ ایک طویل داستان ہے جسے ان شاء اللہ بہ فرصت لکھوں گا لیکن سردست اتنا ضرور کہوں گا کہ اس اہم پروگرام کی کامیابی میں مہتمم

صاحب اور استاذ گرامی مفتی محمد سلیمان نعیمی (نائب پرنسپل جامعہ نعیمیہ) ہمارے سر پر ایک شفیق باپ کی طرح موجود رہے جس کی بنا پر اتنا بڑا علمی پروگرام کس طرح ہوگیا پتا ہی نہیں چلا۔ آج جب پلٹ کر اس پروگرام کی جانب دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ ایک نوعمر لڑکا کس طرح اتنا بڑا پروگرام کرنے میں کامیاب ہوگیا تو بے اختیار دل سے جواب آتا ہے کہ یہ سب باپ جیسے مخلص اساتذہ کی سرپرستی کا ثمرہ ہے جب سر پر ایسے مخلص مہربان ہوں تو بچوں کو کامیاب ہونے سے بھلا کون روک سکتا ہے۔

میرے پیر بھائی:۔

بڑے مدارس میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ایک ساتھ دو تین نسلیں منصب استاذی پر فائز ہوتی ہیں اس لیے ایک ہی استاذ ایک وقت میں استاذ بھی ہوتا ہے اور دادا استاذ بھی! مہتمم صاحب ہمارے استاذ بھی تھے، دادا استاذ بھی اور پردادا استاذ بھی۔ اس کے علاوہ میری خوش نصیبی تھی کہ مہتمم صاحب ہمارے برادر خواجہ تاش بھی تھے یعنی آپ میرے پیر بھائی بھی ہوتے تھے۔ یوں تو مہتمم صاحب اور میں الگ الگ مشرب میں شرف بیعت رکھتے ہیں لیکن یادگار صدر الافاضل، شہزادہ تاج العلما مفتی محمد اطہر نعیمی مد ظلہ العالی (سابق صدر مفتی جامعہ نعیمیہ کراچی و سابق چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان) سے شرف اجازت و خلافت کی بنا پر ہمارے درمیان خواجہ تاشی کا رشتہ بھی قائم ہوا۔ مفتی محمد اطہر نعیمی عمر کی نو دہائیاں پار کر چکے ہیں اور آج بھی جامع مسجد آرام باغ میں امامت و خطابت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ جب ہم نے دہلی سے سواد اعظم کی نشاۃ ثانیہ کی اس وقت سے آپ سے رابطہ قائم ہوا جو تاحال برقرار ہے۔ یہ تعلق انتہائی بے تکلفی اور اپنائیت پر مبنی ہے۔ حالاں کہ مفتی صاحب قبلہ سے آج تک کوئی ملاقات نہیں ہوئی لیکن ایسا لگتا ہے کہ وہ آس پاس ہی رہتے ہیں جو مختلف چیزوں پر میری رہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔ ایک ایسی ہی بے تکلفانہ گفتگو میں کہنے لگے کہ:

"کسی سے خلافت ملی ہے؟

عرض کیا، میں خلافت کا کیا کروں گا؟

فرمایا مجھے صدر الافاضل نے بِن مانگے خلافت عطا فرمائی تھی میں تمہیں بِن مانگے خلافت و اجازت سے نوازتا ہوں۔"

اب بن مانگے موتی ملیں تو کون دیوانہ ہو گا جو منع کرے، اس طرح حضرت نے سلسلہ نعیمیہ قادریہ اشرفیہ رضویہ کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ کی محبت یہیں نہیں رکی بلکہ بائی ڈاک کراچی سے خلافت نامہ بھی روانہ فرمایا جو آج بھی میرے پاس یادگار ہے۔ اسی موقع پر حضرت نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ ساتھ مولانا یامین نعیمی کو بھی سلسلہ نعیمیہ کی اجازت عطا کرتا ہوں تم انہیں یہ امانت پہنچا دو۔

اعزاز خلافت حاصل کرنے کے بعد میں دہلی سے مرادآباد لوٹا تو مٹھائی کا ڈبہ ساتھ تھا۔ مٹھائی دیکھ کر مہتمم صاحب سمجھے کہ شاید پوتا/پوتی کی مٹھائی ہے۔ میں نے منہ میٹھا کرایا اور شرف خلافت کا مژدہ سنایا۔ یوں تو مہتمم صاحب پیری مریدی میں شغف نہیں رکھتے تھے مگر اس اعزاز پر بہت خوش ہوئے مجھے ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا اور کہا کہ آج تمہاری وساطت سے صدرالافاضل سے میرا رشتہ اور گہرا ہو گیا۔ اس طرح یادگار صدرالافاضل الشاہ مفتی محمد اطہر نعیمی کی اجازت و خلافت میں اشتراک کی بنا پر ہمارے درمیان پیر بھائی والا رشتہ بھی قائم ہوا۔

ایک خواہش جو ادھوری رہ گئی:۔

مہتمم صاحب کی بڑی تمنا رہتی تھی کہ جب بھی کچھ لکھوں پہلی فرصت میں مہتمم صاحب کو دکھاؤں۔ جب فروری ۲۰۲۱ کو میرے مضامین پر مشتمل کتابیں "ہمارے عہد کا بھارت اور منزلوں کے نشاں" منظر عام پر آئیں تو ارادہ کیا کہ جلد ہی کچھ سیٹ لیکر نعیمیہ حاضر ہوں اور اساتذہ کی خدمت میں پیش کروں۔ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ مہتمم صاحب کا فون آگیا۔ حسب روایت علیک سلیک کے بعد سیدھا پوچھا:

"سنا ہے تمھاری دو کتابیں شائع ہوئی ہیں؟

عرض کیا جی، فرمایا؛

اچھا دونوں کتابوں کا ایک ایک سیٹ ضیا (فرزند اکبر) کے ہاتھ بھجوا دو۔

عرض کیا، میں خود لیکر حاضر ہوتا ہوں۔ فرمایا ٹھیک ہے اور لگاتار لکھو اب آرام کا وقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں خوب نوازے، السلام علیکم۔

یہ آخری بات تھی جو مہتمم صاحب سے ہوئی اس کے بعد یہ آواز سننے کو کان ترس گئے اور مہتمم صاحب کو اپنی کتابیں دکھانے کی خواہش بھی ادھوری ہی رہ گئی۔ یہ خواہش بھلے ہی ادھوری رہ گئی لیکن آپ کی خواہش پر کام کی رفتار کو کم نہیں ہونے دیا بلکہ بڑھا دیا ہے۔ اللہ کریم مجھ ناتواں کو مہتمم صاحب کی خواہش پوری کرنے کی قوت و توفیق عطا فرمائے۔

کامیاب زندگی:۔

مہتمم صاحب نے ہر لحاظ سے ایک کامیاب اور قابل رشک زندگی گزاری۔ آپ کو وصال کو ایک سال ہونے کو آیا مگر اب بھی ایسا لگتا ہے کہ آپ نعیمیہ میں موجود ہیں اور آج کل میں ہی ان کا فون آئے گا، حال چال اور تحریری کاموں کے متعلق پوچھیں گے مگر افسوس آپ اس سفر پر روانہ ہوگیے ہیں جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا مگر سکون اس بات کا ہے کہ آپ بھلے ہی رخصت ہو گئے مگر اپنے پیچھے ایک روشن قندیل چھوڑ گیے ہیں جو زمانے کو راستہ دکھاتی رہے گی۔

آں ہا کہ سبق ز شمع آموختہ اند
خود سوختہ و بزم بر افروختہ اند

وہ لوگ جنہوں نے شمع سے سبق پڑھا۔ خود بھلے ہی جل گیے مگر بزم کو روشن کر گئے۔

۲۴/ جمادی الاخرہ ۱۴۴۳ھ/ ۲۸/ جنوری ۲۰۲۲ء بروز جمعہ

علامہ یامین نعیمی اشرفی حیات کی چند جھلکیاں

مفتی فہیم احمد ازہری۔ جامعۃ المصطفیٰ اکرالہ بدایوں

استاذ العلماء خلیفہ سرکار کلاں حضرت علامہ مولانا محمد یامین نعیمی اشرفی سنبھلی علیہ الرحمہ مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد، بن حافظ اصغر حسین، بن حاجی حافظ ابرار حسین نسلاً شیخ ترک تھے، آپ کی ولادت، ۲۷/جولائی ۱۹۳۹ء کو ہوئی۔ آپ کے دادا حاجی حافظ ابرار حسین مفتی اجمل شاہ صاحب سنبھلی کے پڑوس میں رہا کرتے تھے، آپ نے کافی دنوں تک پونہ میں ایک دینی ادارے میں درجہ حفظ کے طلبہ کی تدریس کے سلسلے میں قیام کیا۔ مہتمم صاحب کے والد محترم حافظ اصغر حسین بھی اپنے والد کی

طرح پابند شریعت ایک اچھے حافظ قرآن تھے۔ آپ نے کافی عرصے تک مسجد شاہ چمن سرائے، سنبھل میں امامت بھی کی۔ آپ انتہائی محنتی اور وقت کی قدر کرنے والے نرم مزاج شخصیت کے مالک تھے،

مہتمم صاحب کے تایا استاذ العلماء حضرت علامہ محمد یونس اشرفی {ولادت ۱۹۰۱ء} نے بھی صدرالافاضل سے جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں ہی اپنی مکمل تعلیم حاصل کی۔ مہتمم صاحب بغرض حصول تعلیم چھ سال کی عمر میں ۱۹۴۵ء میں جامعہ نعیمیہ میں داخلہ ہوئے۔ تاریخ داخلہ ۲۹/اکتوبر ۱۹۴۵ء ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سے لے کر فضیلت تک پوری تعلیم جامعہ نعیمیہ سے ہی حاصل کی، ۹/دسمبر ۱۹۶۱ء کو دستار فضیلت سے نوازا گیا۔

اساتذہ ذوی الاحترام:۔

۱:۔ حضرت مولانا حاجی محمد یونس نعیمی اشرفی

۲:۔ حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ نعیمی اشرفی

۳:۔ حضرت مولانا وصی احمد سہسرامی

۴:۔ حضرت مولانا شیخ طریق اللہ نعیمی اشرفی

۵:۔ حضرت مولانا قاضی محمد حسین ماتی پوری

۶:۔ حضرت حافظ قاری علی حسین بستوی

علیھم الرحمۃ والرضوان۔

مہتمم صاحب نے جامعہ نعیمیہ سے فضیلت کے علاوہ جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب، ادیب ماہر اور ادیب کامل کا امتحان بھی پاس کیا تھا۔

تدریسی خدمات:۔

جامعہ نعیمیہ سے فراغت کے بعد ایک سال تک آپ نے بحیثیت معین المدرس تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد ۲/اکتوبر ۱۹۶۲ء کو مدرسہ انجمن اہل سنت جامع مسجد، بلاری، مراداباد

میں مدرس رہے۔اپ کی جدوجھد سے مدرسے کے لیے جامع مسجد سے الگ ایک قطعہ آراضی خریدا گیا جس کی حصول یابی اور تعمیر میں آپ نے مجاھدانہ کردار ادا کیا۔اکتوبر ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۳ء تک آپ نے اس ادارے میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

عقد مسنون:۔

آپ کا عقد مناکحت ۱۹۶۲ء میں تمرداس سرائے، سنبھل کے ایک دین دار اور معزز گھرانے میں قاری عبد الحق صاحب مرحوم کی صاحبزادی عائشہ بیگم سے ہوا۔جن سے دو صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں یادگار ہیں۔

بڑے صاحبزادے کا نام محمد ضیاء اشرف ہے جن کی تاریخ ولادت ۲۹/ستمبر ۱۹۷۲ء ہے جو مکتبہ نعیمیہ، مٹیا محل، جامع مسجد، دھلی کے مالک و منیجر ہیں۔دوسرے صاحبزادے کا نام محمد سلیم اختر ہے جن کی تاریخ ولادت ۴/اکتوبر ۱۹۷۶ء ہے۔جو ضلع گنا کمشنر آفس مرادآباد میں سرکاری ملازم ہیں۔

جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں مستقل قیام:۔

۱۹۰۹ء میں صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے مدرسے کو "انجمن اہل سنت مرادآباد" کے نام سے قائم کیا تھا، کئی سال تک یہ ادارہ صدرالافاضل کی حویلی میں ہی چلتا رہا، طلبہ کی کثرت پر دیوان بازار میں ایک بڑا مکان کرایے پر لیا گیا ۱۹۳۳ء تک اسی کرایے کے مکان میں چلتا رہا، اس کے بعد مدرسے کی ذاتی زمین اور عمارت ہوگئی جس میں مدرسہ کو "انجمن اہل سنت" کی بجائے جامعہ نعیمیہ کے نام سے اعلی حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ نے منتقل کر دیا۔

صدرالافاضل تقسیم ہند کے تقریبا ایک سال چند ماہ کے بعد ۲۳/اکتوبر ۱۹۴۸ء کو وصال فرما گئے۔اور آپ کے نہایت معتمد اور تلمیذ رشید تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی نے منصب اہتمام سنبھالا، مگر بعض ناگزیز وجوہات کی بنا پر بھارت چھوڑ کر کراچی پاکستان کے لیے ۱۹۵۳ء میں ہجرت کر گئے۔

تقسیم ہند کا المیہ، صدرالفاضل کا انتقال اور تاج العلما کی ہجرت سے جامعہ نعیمیہ کی تعلیمی معاشی صورت حال متزلزل ہوگئی ایسے مشکل اور نازک وقت میں علامہ یامین نعیمی اشرفی کے تایا

علامہ محمد یونس اشرفی کی حکمت عملی، استقامت، تدبیر محکم، جامعہ نعیمیہ کے انتظام کو چست و درست کرنے کے لیے بہت کار گر ثابت ہوئی۔ علامہ یونس اشرفی کی محنت و مشقت، جدوجہد اور سعی پیہم سے ایک کمیٹی وجود میں آئی۔ جس میں محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور مفتی اعظم ہند بریلوی کو سرپرست جامعہ منتخب کیا گیا۔ اور ایک بااختیار کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس نے علامہ یامین نعیمی کے تایا علامہ یونس اشرفی کو مہتمم منتخب کیا۔

آپ کا دور اہتمام ۱۹۵۳ء سے ۱۹۷۳ء تک چلا۔ اس کے بعد آپ کو ۱۴/اکتوبر ۱۹۷۳ کو بلاری سے بلا کر جامعہ نعیمیہ میں بطور استاذ درس نظامی مقرر کیا گیا۔ اسی وقت آپ نے اشاعت کی طرف بھی توجہ دی جو مختلف شکلوں میں آج بھی جاری ہے۔ وابستگان جامعہ نے سرکار کلاں شیخ المشائخ سید مختار اشرف اشرفی کچھوچھوی کو سرپرست اور مہتمم بنایا۔

دعوتی تبلیغی مصروفیات کی بنا پر سرکار کلاں وقت نہیں دے پاتے تھے اس لیے مفتی حبیب اللہ نعیمی اشرفی کو جامعہ کا مہتمم اور حضرت مولانا یامین نعیمی اشرفی کو تاحیات جامعہ کا تولیت متولی، مختار عام، اور نائب مہتمم بنایا۔ جو آپ کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔ مفتی حبیب اللہ صاحب کے انتقال کے بعد ۱۹۷۶ء سے مولانا یامین نعیمی اشرفی کو مہتمم بنادیا گیا، اس باوقار عہدے پر آپ پوری زندگی قائم رہے۔ اس دوران آپ نے درس و تدریس، انتظام و اہتمام، قدیم کتب خانے کی حفاظت، تعمیراتی کام، نشرواشاعت، ملک کے طول و عرض سے جامعہ نعیمیہ کا چندہ کرنا، یہ سارے کام بحسن و خوبی انجام دیے۔ آپ سے اکتساب علوم وفنون کرنے والوں کی پورے ملک میں ایک طویل فہرست ہے۔

ککرالہ کی سرزمین پر:۔

استاذی الکریم امیر العلما شیخ الحفاظ حضرت مولانا حافظ و قاری صوفی رفاقت علی ثقلینی نعیمی صاحب نے بھی جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۰ء تک آپ سے بھی تعلیم حاصل کی ہے۔ اس کے بعد مولانا رفاقت صاحب نے اپنے تلامذہ کا بھی جامعہ نعیمیہ میں داخلہ کرایا۔

مثلا مولانا مفتی منظم علی خاں نعیمی ازہری ککرالوی، خطیب و امام جامع مسجد، کردم پوری دہلی، مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی، خطیب و امام مدینہ مسجد محلہ علی خاں، وصدر نوری

دارالافتا کاشی پور اتراکھنڈ۔ برادر محترم مولانا حافظ نور احمد نقشبندی نعیمی ، بانی رکن الثقلین فاؤنڈیشن ٹکرالہ۔اس کے علاوہ بھی ٹکرالہ کے متعدّد حضرات نے جامعہ نعیمیہ میں مکمل، ادھوری اور چند سال تعلیم حاصل کی ہے۔

مہتمم صاحب کئی بار ٹکرالہ بھی تشریف لائے تھے ایک بار ۲۰۰۹ میں ٹکرالہ میں ایک پروگرام میں تشریف لائے تھے بوجہ کمزوری آپ زیادہ دیر اسٹیج پر بیٹھ نہیں پاتے تھے، پروگرام کے برابر میں غوثیہ مسجد میں اس وقت اپنے ابتدائی دنوں میں عارضی طور پر دارالعلوم فیضان شاہ ثقلین چلتا تھا آپ تشریف لائے اور چھت پر راقم سطور نے چارپائی بچھائی آپ نے اس پر آرام کیا اور وہیں سے پروگرام ملاحظہ فرمایا۔ اور راقم سطور کو دعاؤں سے نوازا۔

مہتمم صاحب پہلی بار بحری جہاز سے ۱۹۷۸ء میں دوسری بار ہوائی جہاز سے ۱۹۸۰ء میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔

سرکار کلاں سید مختار اشرف کچھوچھوی کے دست اقدس پر سلسلہ اشرفیہ نظامیہ چشتیہ سے وابستہ تھے۔ اور سرکار کلاں نے آپ کو خلافت واجازت سے بھی نوازا تھا۔

مہتمم صاحب کا دور اہتمام تقریباً پینتالیس سالوں پر مشتمل ہے اس دور میں آپ نے بیش بہا قیمتی خدمات انجام دیں۔ جس کے لیے ایک مستقل دفتر درکار ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جامعہ نعیمیہ کی خدمات کی تاریخ مہتمم صاحب کے تذکرے کے بغیر ناقص رہیں گی تو بے جا نہ ہوگا۔

راقم سطور فقیر ثقلینی فہیم احمد ازہری کو بھی حضرت مولانا رفاقت علی ثقلینی نعیمی صاحب کے توسط سے مہتمم صاحب سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

تقریباً بیاسی سال کی عمر میں کچھ دنوں علیل رہ کر ۲۷ اور ۲۸ شعبان ۱۴۴۲ھ کی درمیانی شب میں پونے بجے وصال فرمایا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات دینیہ کو شرف قبولیت بخشے۔ درجات کو بلند فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا مجیب السائلین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

آہ: حضور مہتمم صاحب رحلت فرما گئے

مولانا محمد حسیب احمد نعیمی موضع گڑیا ضلع ہنومان گڑھ راجستھان

اللہ کے فضل و کرم سے بڑی خوش نصیبی ہے کہ حضور مہتمم صاحب جیسی ذات گرامی کی نہ صرف مجھے بلکہ مجھ سے قبل میرے بڑے بھائی حافظ و قاری مولانا حبیب اللہ نعیمی اشرفی کو بھی آپ کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ حضور مہتمم صاحب قبلہ کا نہ صرف ہمارے خاندان، گاؤں یا ضلع میں ہی نہیں بلکہ پورے راجستھان کے طلبا کے اوپر خاص توجہ رہتی تھی۔

کیوں کہ انہیں معلوم تھا کہ راجستھان میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ دوسرے مذہب کے لوگوں کی کثرت ہے۔ جس کی وجہ سے یہ صوبہ دینی تعلیم سے محروم ہے۔ لہذا اس صوبہ میں دین کے کام کی اشد ضرورت ہے اسی کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ راجستھان کی تپتی ہوئی ریت، شدتِ گرمی کی پرواہ کیے بغیر طوفانی دورے فرماتے۔ آپ کی کوشش دین متین کی تبلیغ اور بالخصوص معینی، مخدومی، نعیمی مشن کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ عوام کو اسلامی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب فرماتے۔ کیوں کہ جاہلیت کے اندھیرے کو علم کی روشنی سے دور کیا جا سکتا ہے۔ حضور مہتمم صاحب قبلہ بخوبی جانتے تھے کہ اگر میں عوام کو دین کی طرف متوجہ کروں گا تو ان شاء اللہ ضرور فیضان غریب نواز و مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی جاری و ساری رہے گا۔

ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے آپ نے دین متین کی تبلیغ و اشاعت کو آخری وقت تک اپنی ذمہ داری سمجھ کر انجام دیتے رہے۔ آپ کی اسی کوشش کا نتیجہ ہے کہ الحمدللہ صوبہ راجستھان میں واسطہ بالواسطہ نعیمی علما کی کثیر تعداد موجود ہے۔ جس میں میرے ساتھ ہمارے گاؤں کے بھی کئی نعیمی علما شامل ہیں۔ الحمدللہ جو سب راجستھان کے مشہور و معروف اداروں میں اپنی دینی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ نے راجستھان میں کئی مدارس و مساجد کی بنیاد بھی رکھی تاکہ چھوٹے چھوٹے مکاتب سے بچے دین متین کی تعلیم حاصل کریں۔ اور گھروں میں دین کے چراغ شمع

ہوں ۔اور انہیں چراغوں سے جاہلیت کا اندھیرا دور کر سکیں۔اور اعلیٰ تعلیم کے لیے حضور مہتمم صاحب اپنے ساتھ جامعہ نعیمیہ مرادآباد لے آتے۔ جہاں پر ان کی مکمل سرپرستی فرماتے۔استاذ محترم حضرت حافظ و قاری شفاعت علی نعیمی اشرفی ، والد گرامی و دیگر گاؤں کے بزرگوں کو مفید مشوروں سے نوازنا آپ کا ہمارے گاؤں میں عموماً سال میں دو مرتبہ کم و بیش آنا جانا لگا رہتا تھا۔آپ دن رات حضرت حافظ و قاری شفاعت علی صاحب کے حجرے میں قیام فرماتے۔اور وہیں پر استاذ محترم کے ساتھ گاؤں کے بزرگوں و دیگر چاہنے والوں کے ساتھ اپنا قیمتی وقت مفید مشوروں کے ساتھ گزارتے۔ جیسے ہی گاؤں کے مدرسہ کی تعلیم کا وقت شروع ہوتا فوراً استاذ گرامی حافظ و قاری شفاعت علی صاحب کو بچوں کی تعلیم کے لیے اجازت دیتے اگرچہ تنہا ہی رہ جاتے لیکن وقت اور ذمہ داری کا بھرپور خیال رکھتے۔آپ تعلیمی وقت کے بہت پابند تھے۔

آپ جیسے درسگاہ میں طلبہ کو نصیحت فرماتے ویسے ہی آپ اپنی محفل میں بھی بزرگوں کی حیات و خدمات پر روشنی ڈال کر محفل میں چار چاند لگا دیتے۔جس سے نہ صرف ہمارے والد صاحب نے بلکہ گاؤں کے تمام چاہنے والوں نے آپ سے کی ذات گرامی سے استفادہ کیا ہے۔آپ تمام حضرات کیلئے ایک بہترین نمونہ تھے۔نماز کا پابندی کے ساتھ عمل کرنا آپ کا آخری لمحوں تک معمول رہا ہے۔آپ کا پوری زندگی سادہ لباس میں گزارنا بزرگوں کی جیتی جاگتی مثال تھے۔جس کی وجہ سے آپ کو نہ صرف ہمارے گاؤں بلکہ پورے راجستھان میں مثال کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔

آپ کی شخصیت اور جامعہ نعیمیہ:

الحمدللہ ابتدا سے ہی آپ کا گھرانہ اسلامی ماحول کا پروردہ تھا۔آپ کے والد گرامی بھی حافظ قرآن تھے۔اور آپ کے کرم فرما تایا مشہور زمانہ حضرت مولانا یونس علیہ الرحمہ جو آپ کو محض تقریباً دس سال کی عمر میں ہی جامعہ اپنے ساتھ لے کر آئے اور آپ کی پرورش کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم بھی دی۔یہاں تک کہ اپنے تایا جان کے وصال کے بعد مہتمم کے منصب پر بھی مقرر ہوئے۔وقت گزرتا گیا اور ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا رہا۔

جامعہ کی جائیداد کے لیے آپ نے سینکڑوں کورٹ میں دائر مقدمات کو لڑا۔ اور الحمدللہ فتح بھی حاصل کی۔ ہم نے دوران طالب علمی یہ دیکھا ہے کہ آپ جامعہ کی جائیداد کو بچانے کے لیے، ۱۱ بجے دوپہر کچہری میں جاتے اور شام کو تقریباً چار یا پانچ بجے آکر کھانا تناول فرماتے۔ یہ تقریباً ہر دن کا معمول تھا۔ گرمی ہو سردی کورٹ کی ہر تاریخ پر آپ کی حاضری یقینی تھی۔ گھریلو کتنا بھی ضروری کام ہوتا اس کو درکنار کر کے آپ کورٹ میں حاضر ہوتے۔ اگر کہیں مخصوص طور پر آپ کو مدعو کیا جاتا تو آپ مدرسہ کے کام کے بعد کا وعدہ فرماتے۔

ہر وقت طلبہ کو نصیحت فرماتے رہنا، والدین نے جن صعوبتوں کو برداشت کر کے آپ کو جس مقصد کے لیے بھیجا ہے اس کو پورا کرنا، مستقبل کا آئینہ دکھانا، مقصد اصلی کو بیان کر کے سمجھانا تاکہ طلبہ کے درمیان پڑھائی کے متعلق دلچسپی پیدا ہو۔ اگر کسی طالب کی قابلیت کے بارے میں علم ہوتا تو اس کو بلا کر حوصلہ افزائی فرمانا، مزید محنت کے لیے ضروریات کو پورا کرنا، پھر فراغت کے بعد ضرورت کے مطابق ہندوستان کے کونے کونے میں نوکری دلوانا یہ سب آپ کی خصوصیات تھیں۔ ساتھ ہی فرماتے کہ اگر آپ کے اندر علم ہے تو آپ کو نوکری تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ نوکری خود آپ کو تلاش کرے گی۔ یہ سب نصیحتیں فرما کر طلبہ کے اندر جوش پیدا فرما دیتے۔ جس کے بہت سارے نتائج ہندوستان کے مشہور اداروں میں نعیمیوں کی شکل میں موجود ہیں۔ یہ سب آپ کی محنت و مشقت کا نتیجہ ہے۔

۲۰۱۱ء میں آپ کو لقوہ کی بیماری نے اپنی چپیٹ میں لے لیا۔ جس کی وجہ سے آپ کو بولنے و چلنے میں دشواری پیدا ہو گئی۔ لیکن دوائی کے ساتھ ساتھ آپ نے ورزش اور پرہیز کو مکمل طریقے سے کیا۔ اسی درمیان میری خوش قسمتی کہ تقریباً ایک سال تک آپ کی خدمت کا موقع ملا۔ جیسے جیسے آپ کو صحت میں سکون ملتا ویسے ویسے آپ دعاؤں سے نوازتے اور بہتر مستقبل کے لیے دعا فرماتے۔ آپ کی دعاؤں کا نتیجہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام خوشیوں سے نوازا ہے۔

حضرت کے گھر پر خدمت کے دوران رشتہ داروں سے ملاقاتیں بھی ہوئیں اور ان کے گھروں پر بھی جانا ہوا۔ لیکن الحمدللہ سب کو پرہیزگار و خوش حال پایا۔ میں نے حضور سے کہا آپ کو

الحمدللہ گھریلو کوئی الجھن نہیں ہے۔سب اپنی اپنی جگہ پر خوش حال ہیں تو آپ نے فرمایا ایک وقت تھا جب جامعہ اور گھریلو پریشانیوں میں بہت الجھا ہوا تھا۔تو اس وقت میں بار گاہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں اجمیر شریف کا سفر کیا۔بار گاہ خواجہ میں حاضر ہو کر فرمایا آپ کا یہ غلام حاضر ہے جس کے اوپر جامعہ اور گھر کی بیشمار ذمہ داریاں ہیں جن کو نبھانے سے قاصر ہوں۔مجھے ایک ذمہ داری سے فارغ کردیجیے تاکہ میرے اوپر سے پریشانیوں کا بوجھ کم ہو جائے۔

فیضان غریب نواز ایسا ہوا کہ بہت جلد گھر کی ذمہ داری سے فارغ ہو گیا۔جس کی وجہ سے میں نے جامعہ کی ذمہ داریوں کو بخوبی مکمل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔مجھے دن رات جامعہ کی خدمت کرنے کا موقع بھی ملا۔

حضرت کی طبیعت ناساز ہونے کے بعد سفر کرنے میں بھی دشواری پیدا ہو گئی تھی تو آپ نے مجھ ناچیز کو راجستھان کے سفر کیلیے منتخب کیا۔اور تمام جامعہ نعیمیہ کے متعلقین سے ملاقاتیں کروائیں۔اور تمام کی خوبیوں سے واقف بھی کروایا۔تمام متعلقین آپ کا پر جوش استقبال کرتے۔

میں نے دوران سفر دیکھا کہ آپ نے کبھی نماز کو ترک نہیں کیا اور نا ہی بموقع رمضان المبارک آپ نے کسی روزے کو چھوڑا۔اگر بیماری کے سبب کبھی اللہ ماشاء اللہ روزہ ترک بھی ہوا تو آپ پورا دن کچھ کھاتے پیتے نہیں تھے بلکہ روزہ ہی کی طرح اپنا دن گزارتے۔نماز و روزہ کی پابندی آپ کا ہمیشہ معمول رہا تھا۔

خیر بہت جلد صحت یاب ہوکر جامعہ لوٹے تو تمام اساتذہ و طلبہ نے آپ کا پرجوش استقبال کیا۔اور اسی حالت میں آپ نے جامعہ کی خدمات کو جاری رکھا جو کہ آخری لمحات تک برقرار تھا۔یہاں تک کہ وصال سے ۵ دن قبل آپ نے جامعہ و جامعہ کی جدید شاخوں کا معائنہ فرمایا اور ذمہ داران حضرات کو مستقبل کے کام کے بارے میں نصیحت فرمائی۔اور واپس گھر (سنبھل) لوٹتے لوٹتے مغرب ہو گئی۔رات میں تیز بخار اور کھانسی نے اپنی چپیٹ میں لے لیا جس کے بعد آپ کو ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرایا گیا۔لیکن دو، تین دن بعد مرضی مولی آپ رحلت فرما گئے۔جب یہ خبر ہم تک پہنچی تو دل سے یہی آواز نکلی۔آہ: حضور مہتمم صاحب رحلت فرما گئے۔اور جملہ چاہنے والوں کو ختم نا ہونے والا درد دے گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جملہ علماے راجستھان نے گہرے افسوس کا اظہار کیا۔ نیز خراج عقیدت کے طور پر مختلف صوبوں کی طرح راجستھان و پنجاب میں بھی مختلف جگہوں پر مسجد، مدرسہ نیز گھروں میں ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی محفلیں منعقد کی گئیں۔

آپ نے جس طرح سے حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے کوشش کی اسی مشن کو علماے راجستھان بھی جاری رکھنے کی کوشش کریں گے۔ اور آپ کی ذات گرامی کی حیات و خدمات پر ان شاء اللہ جلد از جلد تفصیلی کتاب علماے نعیمی راجستھانی کی جانب سے شائع کیا جائے گا، تاکہ نسل نو کو آپ کے عظیم کارناموں سے واقف کرایا جا سکے۔ اور آپ کے نقش قدم پر چل کر دین متین کی خدمت کا جوش و خروش پیدا ہو۔

بارگاہ مولیٰ میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے آپ کے درجات میں بلندی فرما کر قبر کو روشن فرمائے۔ آمین

میں نے اپنے والد گرامی حاجی شاہدین احمد و بڑے بھائی حافظ و قاری مولانا حبیب اللہ نعیمی اشرفی، و گاؤں کے معزز حضرات جو کہ آپ سے خصوصی محبت رکھنے والے ہیں ان کی جانب سے آپ کی ذات گرامی پر قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے۔

محمد حسیب احمد نعیمی، اشرفی

موضع گڑیا ضلع ہنومان گڑھ راجستھان

مہتمم صاحب کا مربیانہ ومشفقانہ کردار

مفتی محمد رفیع خان نعیمی

مہتمم دار العلوم فیضان عبداللہ شاہ باڑا شاہ صفا مراد آباد

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم!

۲۷/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ ۱۰/ اپریل ۲۰۲۱ء بروز ہفتہ رات ۱۲۔ بج کر ۵۴/ منٹ پر عاشق صدر الافاضل، جامعہ نعیمیہ کے مہتمم، نمونہ اسلاف خلیفہ حضرت سرکار کلاں، استاد محترم حضرت مولانا محمد یامین نعیمی صاحب ۸۲/ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد پلس میڈیکل سینٹر مراد آباد روڈ سنبھل میں داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا راجعون۔

استاد محترم کے انتقال سے مجھے جو دلی صدمہ پہنچا ہے وہ بیان سے باہر ہے، کیوں کہ آپ کی شخصیت میرے لیے صرف ایک مشفق استاد کی طرح نہ تھی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ میرے مربی اور سرپرست بھی تھے۔ آپ کی چند خوبیاں ایسی تھیں جو اب نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔ ان میں سے ایک آپ کا حد درجہ متواضع اور منکر المزاج ہونا ہے۔ یہ آپ کی ایسی خوبی تھی کہ آدمی پہلی ملاقات میں ہی آپ کا دلدادہ ہوجاتا تھا۔ آپ کے سادا سے کپڑے اور تمام تر سہولیات مہیا ہونے کے باوجود معمولی سے گھر میں رہنا سہنا اس کا بین ثبوت ہے۔

آج لوگوں کی بڑی تعداد اس بات کا رونا روتی پھرتی ہے کہ ہم دین کا کام کیسے اور کس طرح کریں؟ ان لوگوں کے لیے میرا مشورہ ہے کہ یہ لوگ استاد محترم کی زندگی سے سبق حاصل کریں۔ آپ فالج کی بیماری کے باوجود اپنی منصبی ذمے داریوں کو کما حقہ ادا کرنے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ حد تو یہ ہے کہ جب پچھلے سال کورونا وائرس کے سبب مدرسہ نہیں کھل سکا تو آپ سنبھل سے صرف مدرسے کے کاموں کے لیے مراد آباد تشریف لاتے تھے۔

بڑوں کا چھوٹوں پر شفقت کرنا حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے آپ اس سنت مبارکہ پر حد درجہ عمل پیرا ہونے کی سعی کرتے تھے۔ جب راقم الحروف نے ۲۰۰۶ء میں

باڑے والی مسجد محلہ باڑاشاہ صفا میں ایک مدرسہ بنام ''دار العلوم فیضان عبد اللہ شاہ'' قائم کیا تو آپ نے دعاؤں سے نوازتے ہوئے خوشی کا اظہار فرمایا۔اس کے بعد سے جب بھی آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا تو مدرسے کے حالات ضرور دریافت فرماتے اور خوش ہوتے۔

اسی طرح جب راقم الحروف اور استاد محترم حضرت مفتی محمد سلیمان صاحب نعیمی برکاتی و حضرت مولانا اکبر علی صاحب نعیمی اور عزیز دوست جواں سال عالم دین حضرت مفتی کرامت علی نعیمی نیز دین کا درد رکھنے والے ،دیگر حضرات کی کوششوں سے شہر مرادآباد میں لوگوں کی دینی اور شرعی اصلاح کے لیے ایک تنظیم بنام ''اصلاح معاشرہ''عمل میں آئی۔چوں کہ اس تنظیم کی اصلاح کا طریقہ کار یہ ہے کہ اس کی جانب سے مہینے میں ایک بار تین دن شہر کی کسی بھی مسجد میں بعد نماز عشا جلسہ منعقد ہوتا ہے جس میں لوگوں کی دینی اور شرعی رہنمائی قرآن وسنت کی روشنی میں کی جاتی ہے۔تو آپ نے اس پر بھی نہ صرف خوشی کا اظہار فرمایا بلکہ آپ نے اس کے منعقدہ جلسہ بمقام کھیت والی مسجد،پکاباغ میں شرکت فرماکر حوصلہ افزائی اور اپنی نیک خواہشات سے بھی نوازا۔

آپ کی شفقتوں کا یہ سلسلہ صرف میرے ساتھ ہی محدود نہ تھا بلکہ اساتذہ جامعہ اور خصوصاً میرے استاد محترم حضرت مفتی محمد سلیمان صاحب نعیمی برکاتی و حضرت مولانا اکبر علی صاحب نعیمی پر بھی خصوصی طور پر رہتا تھا۔

الغرض آپ کے یہاں شناسا اور غیر شناسا وہ تمام افراد یکساں شفقت کے مستحق ہوتے تھے جو کسی نہ کسی طرح دین وسنیت کے کام میں مصروف عمل ہوتے تھے۔جہاں تک استاد محترم کی خدمات کا تعلق ہے تو آپ کی زندگی کے دو کارنامے بطور خاص یہاں قابل ذکر ہیں۔پہلا جامعہ نعیمیہ کا منصب اہتمام،دوسرا حضرت صدر الافاضل اور علماے اہل سنت کی کتب کی اشاعت۔

۱۹۷۶ء سے انتقال کے وقت تک ۴۵؍سال آپ نے جامعہ نعیمیہ کے منصب اہتمام کے فرائض انجام دیے،اس دور میں آپ آپ نے جامعہ نعیمیہ کے نام پر وقف اراضی کی حفاظت کے لیے قانونی چارہ جوئی کا اہتمام فرمایا۔ابھی چند سال پہلے مدرسے سے بالکل متّصل ایک وسیع وعریض مکان جس پر ایک مسلمان نے ناجائز قبضہ کر رکھا تھا آپ کی انتھک کوشش سے مدرسے کو واپس مل

گیا۔آج اس مکان میں حضرت حافظ و قاری سجاد حسین صاحب کی درسگاہ لگتی ہے۔الغرض آپ نے مدرسے کی تعمیر و ترقی میں بھرپور حصہ لیا۔جامعہ کی دوسری اور تیسری منزل کی تعمیر اور شہر مرادآباد و اطراف میں متعدّد شاخیں بھی اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

فراغت کے دو سال بعد ۱۹۶۳ء سے آپ نے حضرت صدر الافاضل اور دیگر علماے اہل سنت والجماعت کی کتب کی نشر و اشاعت کا سلسلہ شروع فرمایا۔پھر ۱۹۸۲ء میں گھر پر مکتبہ نعیمیہ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا اور اسی کی ایک شاخ جامعہ نعیمیہ میں بھی قائم کی۔یہاں پر طلبہ کو کتابیں بڑی آسانی سے میسر ہوجاتی تھیں۔یہاں ایک بات اور قابل ذکر ہے کہ اگر مدرسے کے کسی طالب کو کسی کتاب کی ضرورت ہوتی اور اس کے پاس کتاب کے سارے پیسے نہ ہوتے تو آپ اسے بعد میں ادائیگی کا وعدہ دے کر کتاب دے دیا کرتے تھے۔کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ طالب علم کے شوق کو دیکھتے ہوئے اسے اپنی طرف سے بطور تحفہ عنایت فرمادیتے۔آپ کا یہ سلسلہ یہیں تک محدود نہیں تھا بلکہ اگر کوئی کتاب آپ کے پاس نہ ہوتی تو آپ اسے دہلی سے منگا کر دے دیتے تھے۔آپ کی انہی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج حضرت صدر الافاضل کی تقریباً جتنی کتابیں شائع ہوئی ہیں ان سب میں کسی نہ کسی طرح آپ کی کوششوں کو ضرور دخل رہا ہے۔اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعاگو ہوں کہ وہ استاد محترم کی خدمات کا انہیں صلہ عطا فرمائے۔اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ساتھ ہی اہل سنت کو عموماً اور جامعہ نعیمیہ کو خصوصًا ان کا نعم البدل بھی عطا فرمائے۔اور حضرت غریق رحمت فرماکر بلندی درجات عطا کرے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محمد رفیع خاں نعیمی

صدر جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ مرادآباد

صدر مدرس و مہتمم دار العلوم فیضان عبد اللہ شاہ باڑا شاہ صفا مرادآباد

آہ! میرے مربی خاص نہ رہے!

ڈاکٹر مفتی معروف رضا مصباح قادری نعیمی
سربراہِ اعلیٰ رضوی نعیمی دارالافتا کشن گنج بہار

حامداً و مصلیاً: جہان عدم ہر دور کے افراد و اجناد کو ان میں اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشنے کی دعوت پیش کرتی رہی ہے اور ان دعوت قبول کرنے والوں میں مختلف شکل وصورت اور متعدّد افکار و اذہان کے اشخاص وافراد ہوئے ہیں جن کے اس جہاں سے جانے کا غم کسی خاص کنبہ و علاقہ یا وقت سے متعلق ہوا ہے مگر جہان علوم سمناں وفنون رضا کا ایک ایسا سیاح بھی ہے غواصی وفنکاری میں یکتاو بے مثال ہے جب کہ جہان سمناں وفنون امام احمد رضا خاں ایک ایسا جہاں ہے کہ اس کی سیر وسیاحت کرنے والا تھک ہار جاتا ہے اور کشت و کار میں تگ و تاز کی زندگی ختم وبرباد کر دیتا ہے مگر منتہاے منزل تو دور کی بات ایک سیاح کی رسائی قرب القریب بھی نہیں ہوتی ہے انہیں افراد و اشخاص میں کچھ ایسے کثیر الجہات اور مطلق العنان سمت میں نمایاں ہوئے ہیں جن کے جانے کا غم تمام جہات میں یکساں ہوتا ہے البتہ کارکردگی کی بنیاد و تناظر میں اس کو تولا جاتا ہے،

ان میں حضور مہتمم صاحب قبلہ کی ذات یقیناً لائق تقلید اور وجہ مباہات وتفاخر تھی آج میری زندگی میں ایک ایسا غم کا بہران آیا جسے عبور کرنا آسان تو ہے مگر اتنا بھی آسان نہیں بلکہ میرے لیے ناقابل نسیان ہے خیر ویسے بھی یہ امر بموجب فرمانِ رحمان ہے اللہ عزوجل ہم تمام فیض یافتگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ہاں یہ امر توضیح طلب ہے کہ حضور مہتمم صاحب کی ذاتی کوئی تصنیف تو نہیں البتہ فرزندان جامعہ کی تصانیف گویا ان کی انوکھی یادگار و شاہکار ہے وجہ یہ کہ آپ نے طلبا کو لکھنے پڑھنے اور ترویج واشاعت کے حوالے سے حوصلہ افزا کلمات ان کی سماعت کے حوالے فرماتے جو ان کے لیے مشعل راہ ثابت ہوتے۔ ویسے بوڑھے باز کی کہانی اپنے آپ ایک جگر کاوی کی مثال ہے جس کا حد درجہ احتساب حضور مہتمم صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی میں کیا جو اپنی عمر کے ۸۰/ ویں پڑاو میں بھی درد

اشاعت لیے جواں سال اور انتہائی دلفگار نظر آتے تھے۔ مجھے یاد ہے میرے بچپنے میں حضور بزرگوار کی نوازشات وکرم فرمائی مجھ فقیر پر نہایت رہی جس کی حد بندی گویا ان کی شفقتوں سے کھلواڑ ہے حضور موصوف ہمہ وقت مجھ فقیر کو میرے نانا حضور کی نسبت کی بنیاد پر میری کسی کوتاہی پر فرماتے خانقاہی آؤ تبرک لے جاؤ۔ وہ آواز انتہائی شفقتوں اور لطافتوں کا مجموعہ اور وجہ دلکشی و شائستگی کا مجسمہ ہوتی جس کو سننے کے بعد لبیک وسعدیک کہنا ہر ایک ارجمند سوچتا تھا مستزاد میں بچپن میں تبرک کو مٹھائی تصور کر قریب ہوتا تو ڈنڈا زور سے کھینچ کر انتہائی شفقت کے ساتھ مار کر فرماتے بھیے ایسا کرنا چاہیے! یقیناً وہ لمحات اسلوب اصلاح کے سنگ میل ہیں جس سبب میں نے انہی کے ایما وارشاد پر کاروانِ زندگی تاہنوز موقوف کیا ہوا ہوں یہی نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ آج کچھ لکھنے کا جو ملکہ ہے ان کے حوصلہ افزائی کلمات اور خاندانی علمی رشحات کی یاددہانی کے سبب ہے۔ علمی تحریری خدمات کے لیے انہوں نے افراد سازی کر ایک ناپیدا کنار خلا کو پر کیا ہے۔ اشاعت دین متین کے تعلق سے اتنا کہوں گا کہ ہندوستان بھر میں افراد سازی کے ذریعے رضویات واشرفیات کے امتزاج کے ساتھ مشن صدر الافاضل علیہ الرحمہ کو فروغ بخشنے کا وہ جذبہ صادق ان کے دل و دماغ میں ودیعت کیا ہوا تھا جس کا احساس ہر ایک کو ہے۔ دینی کتب کی اشاعت کا وہ ذوق میں نے کسی میں نہیں پایا اور اخلاص و وفا کا پیکر جو محض سننے میں آتا تھا مگر اس کی دیدگی سے کوسوں دور تھا۔

لیکن ایک انقلابی ذات صاحب مکارم الاخلاق خلیفہ حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کو دیکھا، انتہائی باذوق اور شاہین صفت علم بردار اہل سنت، ناشر ملت ہونے کے باوجود انتہائی سادگی پسند تھے۔ عالمی دانش گاہ جامعہ نعیمیہ کے اہتمام کے مسند نشین ہونے کے باوجود کبر ونخوت سے دور ہونا آپ کے حسن اخلاق و اخلاص کو متقاضی ہے۔ ذی ہوش طلبا کے لیے غایت درجہ امداد و معاونت آپ کا طرہ امتیاز رہا ہے آج میں چیلنج کرتا ہوں کہ ابنائے جامعہ نعیمیہ میں آج جو نام قلم وقرطاس کے حوالے سے متعارف ہے یہ ان کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے چاہے وہ نام ماہر نعیمیات مفتی اعظم اتراکھنڈ حضرت مفتی ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی، سفیر اسلام ادیب وصحافی وقت حضرت مولانا غلام مصطفی نعیمی یا راقم السطور مصباح النعیمی غفرلہ ہوں۔ جامعہ میں قلم وقرطاس کی نمائندگی ان کے حصہ

میں وافر انداز میں آئی تھی۔ جس وجہ انہوں نے ہم تینوں کو ہاتھ پکڑ کر لکھنا سکھایا اور ہر موقع سے کتابوں کے ذریعے معاونت فرمائی۔ اور اپنی خداداد صلاحیت سے جامعہ کو بد نظری سے محفوظ فرمایا اور اپنی خرد نوازی و معاونت سے لاکھوں پژمردہ دلوں کو روشناس کیا اور حتی المقدور صلہ رحمی کا ثبوت پیش کیا سچ تو یہ ہے کہ حضور والا تبار کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ تقدس اپنے حبیب مقدس کے صدقے حضور مہتمم صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور درجات بلند فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر و رضا عطا فرمائے اور آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔

شریک غم: احقر العباد: مصباح النعیمی غفرلہ

سربراہ اعلیٰ رضوی نعیمی دار الافتا کاشانہ سرکار محمد پور کشن گنج بہار

حضور مہتمم صاحب کچھ یادیں کچھ باتیں!!!

مفتی کرامت خان نعیمی مدرس جامعہ نعیمیہ مراد آباد

ہمارے پھوپی زاد بھائی جناب مولانا عطاء الظفر نوری کی وساطت سے جامعہ نعیمیہ مراد آباد جماعت رابعہ میں داخلہ ہوا، یہی پہلا دن تھا جب حضور مہتمم صاحب قبلہ کی زیارت ہوئی، کتابوں میں جیسی شخصیات کے بارے میں پڑھا کرتے تھے حضور مہتمم صاحب ان کی چلتی پھرتی تصویر تھے، جامعہ کے عظیم منصب پر ہونے کے باوجود عاجزی، انکساری، تواضع اور کسر نفسی ہر ایک عمل سے جھلکتی تھی، لباس، وضع قطع، رفتار و گفتار ہر ایک پہلو سادگی کا نمونہ تھا۔

جو کتابیں حضور مہتمم سے پڑھیں ان میں فقہ کی مشہور کتاب نور الایضاح اور عربی ادب میں قلیوبی تھی، قلیوبی میں ایک حکایت کتاب سے اور دو تین اپنی طرف سے ضرور سنایا کرتے تھے، ہمہ وقت پند و نصیحت سے کام لیا کرتے تھے، کوئی موقع ایسا نہیں ہوا کہ آپ کی صحبت میں بیٹھے ہوں اور اسلاف کے تذکرے پر مشتمل نصیحت آمیز گفتگو نہ سنی ہو، خصوصاً حضور صدر الافاضل کی یادوں اور باتوں سے سماعتوں کو معنبر فرماتے رہتے تھے۔

مدارسِ اسلامیہ کے حالات کی ابتری پر بڑے فکر مند رہتے تھے، خصوصاً طلبہ کی حالتِ زار آپ کو ہمہ وقت رنجیدہ رکھتی تھی، یہی وجہ تھی کہ جب کسی طالب علم کو باصلاحیت اور تعلیمی معاملات میں محنت کرتا پاتے تو اس کی حوصلہ افزائی میں قطعاً بخل نہ فرماتے، ان کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے کہ جامعہ سے فارغ ہونے والے کئی علماء اپنے علمی، تحقیقی کاموں کی وجہ سے برصغیر ہند و پاک میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

جامعہ اور ہندوستان کے کئی مدارس میں آپ سے فیض یافتہ علما بڑے منصبوں پر فائز ہو کر دینی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

محبت بھری ڈانٹ کے وقت آپ کی زبان سے نکلنے والا ''او بھٹیارے'' کون بھول سکتا ہے، بخدا جب میں یہ لکھ رہا ہوں تو وہ ایک ایک لمحہ اور موقع میری نگاہوں کے سامنے ایک ویڈیو کی طرح چل رہا ہے جب جب آپ نے مجھے یہ کہہ کر پکارا ہے، اس کی شیرینی آج تک ہمارے کانوں میں محسوس ہو رہی ہے، دل چاہ رہا ہے کاش حضور مہتمم صاحب اپنے کمرے سے باہر نکلیں اور ایک بار مجھے یہی کہہ کر بلائیں۔

سچائی یہ ہے کہ اس ڈانٹ کی لذت وہی محسوس کر سکتے ہیں جن کا اس سے سابقہ پڑا ہے۔

مشہور کاتب مولانا حبیب احمد صاحب نعیمی مرحوم کو کتابت سکھانے پر مامور کیا تاکہ طلبہ کی تحریر درست ہو، اور وہ درست لکھنا سیکھ جائیں، کئی طلبہ آپ کے حکم پر کاتب صاحب کے یہاں بعد نماز ظہر اپنی تحریر کے بال و پر درست کرتے نظر آتے، آپ کے بقول علما کو صلاحیت کے ساتھ ساتھ تحریر پر بھی ملکہ حاصل ہونا چاہیے، آپ خواہ کتنے ہی صلاحیت مند ہوں، لیکن اگر تحریر درست نہیں تو ممکن ہے آپ کو قابل اور باصلاحیت نہ گردانا جائے، بار بار آپ طلبہ کو تحریر درست کرنے کا مشورہ دیا کرتے تھے، کسی نے کوئی درخواست لکھی تو اس پر غور کرنے کے ساتھ ہی تحریر اور جملوں کی تراکیب پر خصوصی توجہ دیتے اور جہاں اصلاح کی ضرورت ہوتی تو اصلاح فرماتے، گویا آپ کوئی موقع و محل اصلاح کا ضائع نہ فرماتے، ہر وقت طلبہ کے مستقبل کے لیے فکر مند رہتے۔

غالباً ۲۰۰۵ء کی بات ہے جب مہتمم صاحب نے مجھے قرآن سنانے کے لیے ایک گاؤں نیام والا دہرہ دون بھیجا، اٹھارہ سال تک اس مسجد میں بد عقیدہ امام رہے، بعد ازاں بستی کے کچھ افراد کی محنت و کاوش سے سنی امام کا انتخاب ہوا، رمضان کے موقع پر امام صاحب قرآن سنانے باہر جانے والے تھے، حضرت نے اس حقیر کا انتخاب وہاں کی امامت اور قرآن سنانے کے لیے کیا، ساتھ ہی مشورہ دیا کہ ماہ رمضان میں قرآن سنانے کے ساتھ ہی چنندہ آیات کا ترجمہ اور ان کی تفسیر کی جائے، حکم کے مطابق اس حقیر نے ستائیسویں شب تک ہر روز بعد تراویح ترجمہ و تفسیر اور اصلاح عقائد واعمال پر مشتمل خطاب کیا، جس کا یہ اثر ہوا کہ اٹھارہ سال کے طویل عرصے میں جو بد عقیدگی کی گندگی پھیلی تھی وہ سب صاف ہوئی اور عقائد اہل سنت کی صحیح پہچان لوگوں کو حاصل ہوئی، تین سال مسلسل یہ وہاں جاتا رہا، اس عرصے میں وہاں عید گاہ اور مدرسے کا بھی قیام ہوا، یہ سب حضور مہتمم صاحب کی نگاہ فیض سے ہوا۔

اور آج بھی بندے کا یہ مزاج ہے کہ جہاں بھی قرآن سنایا وہاں بعد تراویح ترجمہ اور تفسیر کا اہتمام ضرور کیا، جس کے بہت اچھے نتائج دیکھنے کو ملے۔

اصلاح و تربیت کا ایسا جذبہ جو حضور مہتمم صاحب کو تھا عصر حاضر کے علما میں مفقود ہے، کوئی موقع ایسا نہ چھوڑتے جو طلبہ کی علمی و اخلاقی تربیت نہ فرماتے ہوں، کئی بار تو طلبہ کو جمع کرتے اور طہارت و نظافت کی تاکید فرماتے، آپ چاہتے تھے کہ جب جامعہ سے کوئی فارغ ہو کر کسی علمی منصب پر فائز ہو تو وہ اپنے کردار ہی مصلح ہونا چاہیے، جیسا کہ ہمارے اسلاف اپنے آپ میں چلتے پھرتے مصلح تھے، ان کے شب و روز دیکھ کر لوگ اپنے اعمال کو درست کر لیا کرتے تھے،

ان کے کردار ہی میں وہ اثر ہوتا تھا جس سے لوگ اپنی علمی و اخلاقی تشنگی کو تسکین دے لیا کرتے تھے۔

جامعہ میں جس وقت داخلہ ہوا سخت سردیوں کا موسم تھا، دسمبر اپنے شباب پر تھا، سخت سردی کے اس موسم میں حضور مہتمم صاحب ہر روز فجر کی اذان سے قبل ۳۵ کلو میٹر دور اپنے مکان سنبھل سے آتے اور طلبہ کو نماز کے لیے بیدار کرتے، شروع میں ہم سمجھتے کہ شاید حضرت رات میں

جامعہ ہی میں قیام کرتے ہونگے، تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ سنبھل سے تشریف لاتے ہیں، یہ سن کر انتہائی حیرت ہوئی، واقعی دسمبر اور جنوری کی سرد راتوں میں پابندی سے آنا اور جامعہ میں موجود طلبہ کو نماز کے لیے بیدار کرنا ایک غیر معمولی کام ہے، اور یہ کوئی نیا معاملہ نہیں تھا بلکہ خود حضرت کی زبانی معلوم ہوا کہ جس دور میں سواری کا کوئی انتظام نہیں تھا تو آپ سائکل پر سنبھل سے جامعہ آیا کرتے تھے۔

جامعہ نعیمیہ سے حضرت کو انتہائی محبت اور لگاو تھا، ہر لمحہ اسی فکر میں میں رہا کرتے، اپنا تن من دھن سب جامعہ پر قربان کیا، پوری زندگی چمنِ صدر الافاضل کو سجانے سنوارنے میں خرچ کردی۔ فالج جیسے موذی مرض کے حملے کے باوجود پابندی سے جامعہ آتے رہے، چلنا پھرنا دشوار تھا اس لیے الیکٹرونک وہیل چیئر سے آتے، کسی طالب علم کی مدد سے اترتے اور درسگاہ میں بیٹھ کر درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے۔

اللہ اکبر! ایسا جذبہ، ادارے سے اتنی محبت، اتنی الفت، کہ ایسی حالت میں جب کہ لوگ آرام کو ترجیح دیتے ہیں، بستر پکڑ لیتے ہیں، گھر سے نکلنا گوارا نہیں کرتے، لیکن آپ کا سنبھل سے اتنی لمبی مسافت طے کر کے آنا، یقیناً مثال ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔

امانت داری میں بے مثل و بے مثال، جامعہ سے جڑی ایک ایک یادگار کو سنجو کر رکھا، جائداد کے کاغذات، ضروری ڈاکیومنٹس اور فائلس وصال کے بعد جس وقت اراکین کے سپرد کی گئیں تو سب حیرت میں پڑ گئے کہ جامعہ سے متعلق ایک ایک پرچی سنبھال کر رکھی ہوئی تھی، ۱۹۱۱ء سے لے کر اب تک کے تمام رجسٹر انتہائی قرینے سے صحیح سلامت رکھے ہوئے تھے، ان سب سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مہتمم صاحب کو جامعہ سے کتنا لگاو اور پیار تھا فکر سنیت میں ہر لمحہ گم رہتے، جب معلوم ہوتا کہ کوئی عالم سنیت کے لیے اچھا کام کر رہا ہے تو بڑے خوش ہوتے، ملاقات ہوتی تو بڑی محبت سے پیش آتے، ہاتھ پکڑ کر چلتے، اپنے کمرے میں بیٹھا کر معلومات حاصل کرتے، اپنے تجربات کی روشنی میں ضروری مشورے دیتے، اپنے تعاون کی یقین دہانی کراتے، طلبہ کے درمیان اس عالم کی مثالیں دیتے، یہ انداز تھا ہمارے مہتمم صاحب کا۔

کسی عالم کے بارے میں پتہ چلتا کہ وہ قلم کار ہیں، عمدہ تحریر کے حامل ہیں، ملاقات ہوتی تو حوصلہ افزائی کرتے، کسی مدد کی ضرورت ہوتی آگے بڑھ کر کرتے، کسی بھی مصنف و مؤلف کے لیے طباعت بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے، مہتمم صاحب اس دشواری کو یہ کہہ کر دور کر دیتے کہ مولوی صاحب آپ لکھئے طباعت واشاعت میں کروں گا، آپ نے اپنے کتب خانہ نعیمیہ سے نہ جانے کتنی انمول کتابوں کی طباعت واشاعت کی ہے، جو آپ کے تصنیف و تالیف سے شغف کا جیتا جاگتا نمونہ ہے۔

مجھے یاد ہے جامعہ میں تقرر سے پہلے جب جب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا بغیر کسی عمدہ مشورے اور حوصلہ افزائی کے نہیں بھیجا، بڑی محبت سے پیش آتے، ہر معاملے میں رہنمائی فرماتے، زندگی کا ایک ایک لمحہ فکر ملت کے لیے وقف تھا۔

شہر مرادآباد کی مساجد میں جمیعت علمائے ہند کے زیر اہتمام اصلاح معاشرہ بیانات پر مشتمل اجلاس مسلسل منعقد ہو رہے تھے، کہیں دس روزہ تو کہیں چھ روزہ، جس میں بہت سے ہمارے خوش عقیدہ سنی حضرات بھی جا رہے تھے، عجیب سا ماحول بن گیا تھا، کسی سے کہا جاتا کہ وہاں مت جاؤ تو وہ کہتا کہ ہم تو دین کی بات سننے جاتے ہیں، وہاں کوئی فرقہ پرستی کی بات نہیں ہوتی، کچھ کہتے کہ جناب ہمارے سنی علما تو سوئے رہتے ہیں، انہیں کوئی فکر ہی نہیں ہے۔

ایسے نازک موقع پر حضرت مولانا محمد رفیع خان صاحب اور اس حقیر نے ملت کے درد مند حضرات کی ایک میٹنگ بلائی، جس میں موجودہ صورتحال کے متعلق مشورے طلب کئے گئے، حالات کا خائزہ لیتے ہوئے مشورہ پاس ہوا کہ "اصلاح معاشرہ تحریک" کی بنیاد رکھی جائے اور اس کے تحت اہل سنت کی مساجد میں تین تین دن کے اجلاس بنام "اصلاح معاشرہ پروگرام" شروع کیے جائیں، تاکہ عوام الناس کی علمی، عملی اور فکری اصلاح ہو، اور بدمذہبوں کے باطل مشن کا بھی رد ہو۔

اس طرح شہر مرادآباد کی تاریخ میں پہلی بار اصلاح معاشرہ کے تحت "اصلاح معاشرہ پروگرام" کے سلسلۃ الذہب کا آغاز ہوا، ہر پندرھویں بیسویں دن تین روزہ پروگرام منعقد ہونے شروع ہوئے، لگاتار تین سال پروگرام چلے، مسلسل ۴۶ تین روزہ پروگرام منعقد کیے گئے، جس کی سرپرستی میں سرِفہرست حضور مہتمم صاحب قبلہ، حضور مفتی محمد ایوب خان صاحب قبلہ، حضرت

علامہ مفتی محمد سلیمان صاحب قبلہ، حضرت مولانا محمد اکبر علی صاحب قبلہ، حضرت مفتی باقر علی صاحب قبلہ جیسی مقتدر ذوات شامل رہیں۔

کئی بار مشورے کے لیے حضور مہتمم صاحب قبلہ کی بارگاہ میں مشورے کے لیے حاضری ہوتی تو فرماتے:

''مولانا! آپ اور مولانا رفیع وہ کام کر رہے ہیں جو میری یادداشت کے مطابق شہر مرادآباد میں کسی نے نہیں کیا، اگر میری صحت ساتھ دیتی تو میں ہر پروگرام میں شرکت کرتا، اللہ تعالی تمہیں صدر الافاضل کا فیضان عطا کرے''

مرادآباد کی مشہور لال مسجد میں پروگرام تھا، مولانا رفیع خان صاحب سخت علیل ہو گئے اور ہاسپٹل میں بھرتی ہونا پڑا، قلب کا عارضہ تھا، جس کی وجہ سے پورے پروگرام کی ذمہ داری اس حقیر کے کاندھوں پر آگئی، خیر سے پروگرام منعقد ہوا، تیسرے دن کے پروگرام میں حضرت علامہ مفتی محمد عاقل صاحب قبلہ مصباحی صدرالمدرسین منظر اسلام بریلی شریف مدعو تھے، یہ وہ موقع تھا جب تین طلاق کا بل پاس ہو چکا تھا، جس میں تین طلاق پر تین سالہ سزا تجویز کی گئی تھی، مفتی صاحب نے تین طلاق کے موضوع پر ایک عمدہ اور پر مغز خطاب فرمایا، جس کی اپنوں اور غیروں سبھی نے تعریف کی، حضرت مہتمم صاحب قبلہ اس وقت اس راستے سے گزرے تو رکشہ ہی پر بیٹھے بیٹھے پوری تقریر سنی اور اگلے دن اس حقیر کو بلا کر خوب خوب دعاؤں سے نوازا، میں نے کہا بھی حضرت اگر بتا دیتے تو آپ کے بیٹھنے کا معقول انتظام کر دیا جاتا، یہ بات سنی تو مسکرا کر رہ گئے۔

کئی بار اپنی طرف سے رسائل دیے تاکہ پروگرام میں تقسیم کیے جائیں، اور اس حقیر سے کہہ رکھا تھا کہ جب بھی کہیں پروگرام ہو مجھے ضرور مطلع کریں۔

جامعہ کی تقرری میں حضور مہتمم صاحب قبلہ کی بڑی کاوشیں تھیں، تقرری کے بعد جب بھی خالی ہوتے اپنے پاس بلا لیتے اور موجودہ و آئندہ کے حالات پر تبصرہ فرماتے، کئی دفعہ فرماتے کہ جب بھی کوئی گھنٹی خالی ہو میرے پاس آجایا کرو، ایک بار سیرت النبی ﷺ پر لکھا میرا ایک مضمون ربیع الاول کے موقع پر روزنامہ انقلاب میں شائع ہوا، پتہ چلا تو اخبار منگوایا اور مجھے بلا کر تعریف و تحسین

کے ساتھ ہی حوصلہ افزائی بھی فرمائی، کوئی موقع ایسا نہیں جانے دیتے جو ہم جیسے چھوٹوں کی حوصلہ افزائی نہ فرماتے ہوں، اب تو ایسی شخصیات شاذ و نادر ہی ہیں۔

اور بھی بہت سی یادیں اور باتیں ہیں، کچھ یاد ہیں کچھ بھول گئے ہیں، کسی اور موقع و محل پر بیان کی جائیں گی ان شاء اللہ تعالی۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ حضور مہتمم صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

راقم الحروف:۔ کرامت اللہ خان نعیمی

خادم درس نظامی، جامعہ نعیمیہ مرادآباد، یوپی الہند۔

۲۸/جمادی الاولی بروز یک شنبہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۲/جنوری ۲۰۲۲ع۔

وہ کیا گئے جشن بہاراں چلا گیا

مفتی محمد ارشد نعیمی ازہری ککرالوی

اس کرہ ارض پر شروع سے ہی کچھ ایسی ذوات قدسیہ جلوہ بار ہوئیں جن کی علمی و دینی خدمات جلیلہ کو دیکھ کر کائنات کی فضا مہک اٹھی جنھوں نے اپنے اخلاق و کردار رفتار و گفتار تبلیغ و ارشاد علم و عمل زہد و ورع عبادت و ریاضت تقوی و طہارت صداقت و دیانت اخوت و مروت جیسے سیکڑوں اوصاف جمیلہ و خصائص رفیعہ سے ایک عالم کو مستفیض فرمایا جب ہم کتب کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہم کو ان نفوس قدسیہ کا خیال آتا ہے جن کی ذات اور دینی و علمی خدمات کو اسلامیان ہند کا خلاصہ کہا جاتا ہے، جو نازش مذہب و ملت و قار ملک و قوم اور افتخار عہد ماضی ہی نہی بلکہ آج بھی ہمارے لیے مینارہ رشد و ہدایت ہیں جن کے علم و عمل نے سرزمین بھارت کو مرکز انوار و تجلیات اور منبع حسانات و برکات بنا رکھا تھا، ان کی عظمت و رفعت کا خورشید جہاں جہاں طلوع ہو گیا وہاں وہاں سحر ہو گئی، انہی میں ایک نام ایسی ہستی کا بھی ہے جس کو دنیاے اسلام محسن ملت اسلامیہ محافظ جامعہ نعیمیہ منبع اخلاق و ایقان گلدستہ اوصاف فراوان سرچشمہ عین الیقین اساس موسس ملت والدین استاذ

الاساتذہ استاذی الکریم سیدی و سندی حضرت علامہ الحاج محمد یامین نعیمی اشرفی المعروف ''مہتمم صاحب ''روح اللہ روحہ وعاطر ضریحہ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

آپ کی پیدائش سنبھل اتر پردیش میں ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۸ بروز شب جمعہ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۳۹ عیسوی کو ایک علمی و دینی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت حافظ و قاری اصغر حسین اشرفی نہایت شریف و دین دار ہونے کے ساتھ ساتھ عاشق رسول اللہ تھے اور آپ کے دادا جان حافظ و قاری الحاج ابرار حسین بھی اپنے وقت کے صوم و صلاۃ کے پابند متقی و پرہیز گار انسان تھے۔ اور آپ کے تایا جان جن کو دنیائے سنیت مناظر اہل سنت، قاطع کفر و بدعت، قامع طرق نجدیت، حضرت مفتی محمد یونس نعیمی اشرفی قدس اللہ سرہ کے نام سے جانتی ہے آپ اپنے وقت کے ولی وقت ہونے کے ساتھ ساتھ دین حنیف کے ناصر و معین تھے حضور مہتمم صاحب قبلہ نے ان بزرگوں کے سایہ عاطفت میں اپنی زندگی کی شروعات کی اور شروع سے ہی آپ کی زندگی برکت و رحمت والی ہوتی چلی گئی۔

آپ کی تعلیم کا آغاز:۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ اپنی عمر پاک کے چھ سال تک اپنے والدین کریمین کے پاس ہی رہے اس کے بعد مشہور و معروف دینی درسگاہ الجامعۃ النعیمیہ مرادآباد صانہ رب العباد عن شرور اہل الغنی والعباد میں ۲۲ ذی القعدہ ۱۳۶۴ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۵ بروز پیر کو حصول تعلیم کے لیے چھ سال کی عمر میں حاضر ہوئے اس وقت پاک و ہند میں دنیائے اسلام کی وہ مایہ ناز شخصیت جس کو اہل اسلام کریم الخصائل، معین الاوئل، بحر فواضل، فخر الاماثل، بدر الاماثل، زبدۃ الاماثل یعنی صدر الافاضل عم اللہ فیضہ الشامل الی یوم الرجف والزلازل کے نام سے یاد کرتے ہیں، جامعہ نعیمیہ میں اپنے پورے زہد و تقوی علم و عمل کے ساتھ تشریف فرما تھی۔ جن کی چشمان رحمت و دستہائے شفقت نے حضور مہتمم صاحب قبلہ کو علم و عمل کے ایسے لبالب جام پلائے جس نے حضور مہتمم صاحب قبلہ کے قلب وذہن کو علم و عمل کا مدینہ بنادیا۔ حضور مہتمم صاحب قبلہ نے بچپن میں سیدی حضور صدر الافاضل سید محمد نعیم

الدین قادری ادخل اللہ المقام فی الجنتہ النعیم سے شرف تلمذ حاصل کرلیا اور درسی کتب میں فیض الادب نور الایضاح میزان الصرف کے اسباق کے ساتھ ساتھ سیکڑوں علمی جواہر پارے حاصل کیے۔ جن کی چمک دمک سے چہار جانب اجالا پھیل گیا۔ حضور مہتمم صاحب قبلہ کے اساتذہ میں حضور سیدی صدر الافاضل کے علاوہ بدر الفقہاء حضرت مفتی محمد یونس صاحب قبلہ اشرفی نعیمی، حکیم الامت حضرت مفتی محمد احمد یار خان نعیمی،

مجاہد ملت حضرت مفتی محمد حبیب الرحمن نعیمی، حبیب العلماء حضرت مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی اشرفی، تاج العلماء حضرت مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی، قمر العلماء حضرت مفتی محمد طریق اللہ نعیمی اشرفی، صدر العلماء حضرت سید ظفر الدین نعیمی (شہزادہ صدر الافاضل) قابل ذکر ہیں۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ نے یک دن خود راقم السطور سے فرمایا:

۲۰/ اپریل ۱۹۵۵ کو حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمتہ اللہ علیہ جامعہ نعیمیہ تشریف لائے اور تقریباً گیارہ دن جلوہ افروز رہے ان ایام قیام میں حکیم الامت سے شرف تلمذ رہا اور اسی طرح مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن نعیمی اڑیسوی علیہ الرحمہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ان سے بھی میں نے علمی استفادہ کیا ہے

آپ کی دستار فضیلت:۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ بچپن سے ہی نہایت ذہین و زکی تھے۔ اکثر و بیشتر حصہ علم دین حاصل کرتے، اسباق کو محنت سے یاد کرتے اور مسائل فقیہ کو اس وقت تک سمجھنے کی کوشش کرتے جب تک کہ وہ خوب سمجھ میں نہ آجاتے۔

سبق کا ناغہ کرنا آپ ایسا برا سمجھتے جیسے کوئی سچا مسلمان گناہ کو برا سمجھتا ہے۔ اساتذہ کا ادب واحترام اور ان کی خدمت میں رہنا آپ کو اچھا لگتا تھا اور اسی بہانے آپ ان مقدس درسگاہوں سے اکتساب علم وفیض بھی کرلیتے تھے۔

آپ نے اپنی خداداد صلاحیت وذہانت کی بنا پر تقریبا ۲۲ سال کی عمر پاک میں دستار فضیلت حاصل کی اور آپ کے مشفق و مہربان کرم فرما اساتذہ و مشائخ عظام نے بہت سارے مفتیان

کرام، علماے عظام کی موجودگی میں آپ کے سر پر یکم رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ دسمبر ۱۹۶۱ بروز ہفتے کے دین نیابت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تاج درخشاں رکھ کر بہت ساری دعاؤں سے نوازا۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ بحیثیت مدرس:۔

جامعہ نعیمیہ سے دستار فضیلت کے کچھ ماہ بعد آپ کو آپ کے تایا جان حضرت مفتی محمد یونس نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ نے سرزمین بلاری ضلع مرادآباد کے ایک مدرسے ''مدرسہ انجمن اہل سنت''میں بھیج دیا۔ آپ نے یہاں شجر اسلام کی خوب آبیاری فرمائی اور تشنگان علوم نبویہ کو زیور علم و عمل سے خوب آراستہ کیا۔ آپ کے ارشادات عالیہ نے عوام اہلسنت و دیگر فرق باطلہ کے افراد کو جہل و دجل کے قعر عمیق میں گرنے سے محفوظ رکھا۔ آپ نے اپنی تحریر و تقریر درس و وعظ کے ذریعے بلاری کے اطراف میں بھی عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسے ایسے مہکتے پھول کھلائے جن کی بھینی بھینی خوشبوؤں نے دل کے نہاں خانے معطر کر دیے۔

آپ کے انداز تکلم اور شیریں گفتار نے ملت اسلامیہ کو چند مہینوں میں آپ کا گرویدہ بنا دیا۔ آپ کی اصاغر نوازی، وسعت قلبی، وسیع النظری، دور اندیشی، سنجیدگی اور اخلاق و کرادر کو دیکھ کر بہت سارے بد عقیدہ افراد نے عقائد باطلہ سے توبہ کر آپ کے دامن کرم سے وابستگی اختیار کی۔ دوران درس بھی آپ احادیث نبویہ اقوال اولیا کو اس انداز و محبت سے بیان فرماتے کہ کند سے کند ذہن والا آپ کے دہن سے نکلے ہوئے الفاظ و جمل کو سمجھ لیتا۔

سرزمین بلاری میں آپ نے دین و سنیت کی اشاعت کے لئے بیشمار کارنامے انجام دئے جن میں سب سے اہم کارنامہ بھٹکے ہوئے سنیوں کو دوبارا جماعت اہلسنت میں۔ داخل فرماکر رسول مکرم ﷺ کے دامن کرم سے جوڑ دیا آپ کی ذات ہمہ جہت ہمہ وصف اور متحرک فعال ہونے کے ساتھ ساتھ کم سخنی اور اہم و۔ ضروری ارشادات فرمانے کی حامل تھی بہت سارے بلاری کے بزرگوں نے کئی بار یہ بات جامعہ نعیمیہ میں بتائی کہ حضور مہتمم صاحب قبلہ کو سیکڑوں بار ہم لوگوں نے بارگاہ صمدیت میں سجدہ ریز ہو کر دین و سنیت کے لئے روتے دیکھا اور ملت اسلامیہ کے لئے دعائیں کرتا دیکھا یقینا حضور مہتمم صاحب قبلہ کی ذات کے اندار ملت اسلامیہ کا درد جماعت اہلسنت کی سچی

وفاداری کوٹ کوٹ کر بھری تھی اسی لئے آپ نے ہر موڑ پر چاہے وہ میدان درس وتدریس ہو یا تحریر و تقریر میدان امامت ہو یا میدان وعظ و نصیحت ہر جگہ آپ کے قلب و ذہن میں۔دین و سنیت کا جذبہ موجزن رہتا آپ نے سر زمین بلاری کو آپنے مواعظ حسنہ ارشادات مبارکہ سے تقریبا ۱۱ سال مستفیض فرمایا آپ گیارہ سال تک اسی مدرسہ میں علم وعمل کے جواہر لٹاتے رہے۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ جامعہ نعیمیہ میں بحیثیت مدرس۔۱۷رمضان المبارک ۱۳۹۳ بروز اتوار مطابق ۱۴اکتوبر ۱۹۷۳کو مشائخ عظام مفتیان کرام علماے کرام نے آپ کو جامعہ نعیمیہ میں مسند تدریس پر فائز فرمایا بحمدہ تعالی آپ نے پوری لگن و محنت اور شرعی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے مسند تدریس کا خوب حق ادا فرمایا دنیا جانتی ہے کہ حضور مہتمم صاحب قبلہ کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے ارشادات عالیہ تلامذہ کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئے ہزار ہا شاگردان آپ کی درسگاہ فیض سے مستفیض ہوئے طلبہ کے درمیان مہتمم صاحب قبلہ ماں باپ سے زیادہ شفیق و مہربان تھے آپ کے درس وتدریس وعظ و نصیحت کا طریقہ نہایت عمدہ سلیس ہونے کے ساتھ ساتھ پیار و محبت سے لبریز ہوتا تھا جس کی وجہ سے طلبہ و عوام کے ذہن وقلب پر بہت خوبصورت اثر ہوتا افہام وتفہیم پر آپ کو بہت اچھے طریقے سے عبور حاصل تھا۔علم حدیث وفقہ کے مسائل کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھانا آپ کے لیے منٹ وسکنڈ کا کام تھا یہی وجہ رہی کہ بہت کم عرصے میں آپ کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی۔ دوران درس حضور مہتمم صاحب قبلہ کی یہ بھی عادت رہتی کہ طلبہ کہ تربیت پر بھی اچھا خاصا خیال فرماتے اور ان کی ہر مسائل میں اصلاح فرماتے طلبہ کے اندر دینی شعور مذہبی رجحانات کا فروغ اور دینی تعلیم پر عمل کا جزبہ پیدا کرنے میں آپ نے ہر وقت بڑا اہم اور موئثر کردار ادا کیا جامعہ نعیمیہ کے مدرسین و معاونین محبین و مخلصین آپ کے کریمانہ اخلاق مشفقانہ انداز کے گرویدہ تھے کہ مہتمم صاحب قبلہ ہر چھوٹے بڑے سے بہت خندہ پیشانی سے ملتے خاص کر ان شاگردوں سے جو اسباق کی پابندی شریعت کی پاسداری فرماتے تاریخ گواہ ہے کہ مہتمم صاحب قبلہ کے ارشادات عالیہ اتنے جامع مانع اور دل پزیر ہوتے کہ اکثر طلبہ آپ کے سامنے اشک بار ہوجاتے دوران درس آپ حکمت و تدبر کے ایسے جواہر پارے نچاور فرماتے کہ طلبہ کی آنے والی زندگی کامیابی کی چمک دمک سے مستفیض

ہوتی دکھتی آپ نے تقریبا ۳۰ سال بحیثیت مدرس درس و تدریس کی اہم خدمت انجام دی اس کے بعد آپ کو باقاعدہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۶ بروز بدھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۷۶ کو مہتمم جیسا اعجاز بحیثیت منیجر جامعہ نعیمیہ منتخب فرمایا گیا۔ آپ تا دم حیات اس عظیم منصب پر فائز رہے جب سے جامعہ نعیمیہ میں آپ نے مہتمم کا عہدہ سنبھالا تب سے آخری سانس تک جو آپ کی قربانیاں و خدمات جامعہ کے لیے رہیں وہ ارباب علم ودانش سے پوشیدہ نہیں۔

چمنستان صدر الافاضل کی آبیاری میں آپ نے ہر وہ میدان ہموار فرمایا جس سے اس چمن کی تازگی میں اضافہ ہو اگر اک طرف آپ نے مہتمم بننے کے بعد درس و تدریس کے ذریعے جامعہ کے لیے علما و فضلا کو پیدا کیا تو دوسری طرف اطراف و جوار میں جا جا کر جامعہ کے لیے اپنا خون و پسینہ بہایا۔ دنیا جانتی ہے کہ حضور مہتمم صاحب قبلہ نے ہر محاذ پر جامعہ نعیمیہ کو اپنا خون جگر پلا کے اسباب و علل کے خوب سامان پیدا کیے۔ درس و تدریس وعظ و نصیحت تبلیغ و ارشاد کے ذریعے آپ نے چمن صدر الافاضل کو خوب ہرا بھرا فرمایا۔ ہزاروں شاگرد، سیکڑوں مجاہد، بیشمار خدام دین، مہتمم صاحب قبلہ کے دامن کرم سے وابستہ رہے۔ مہتمم صاحب قبلہ نے جامعہ نعیمیہ کے اطراف و جوانب میں پھلنے والی بدعت و خرافات کو دور کرنے کے لیے اپنے شاگردوں کو روانہ فرمایا جنھوں نے بہت ساری رسومات قبیحہ کو دور فرمایا۔ جامعہ نعیمیہ سے مہتمم صاحب قبلہ نے ایسے ایسے شاگرد پیدا فرمائے جن کے علم و عمل کی نورانی کرنیں ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہیں۔ آپ کی صحبت عشق و محبت علم و عمل کی ایسی آمجگاہ رہی جس کے ہر ہر لمحے میں خیر و برکات کی روشنی ملی۔ آپ کی آغوش میں بے شمار ارباب علم دانش پروان چڑھے۔ طالبان علم و معرفت کے بہت سارے قافلے آپ کے پاس زانوے ادب طے کرتے رہے۔ حدیث وفقہ کے پیچیدہ مسائل کی عقد کشائی میں آپ کا دوران درس نمایاں مقام رہا۔ آپ نے تاحیات نہ جانے کتنے ذی استعداد باصلاحیت علما پیدا کیے۔ آپ نے چمنستان صدر الافاضل میں فضل و حکمت، تدبر و دانائی، عشق و معرفت، نور و نکہت، فہم و فراست اور اخوت و مروت کے ایسے علمی و دینی پھول کھلائے جن کی بھینی بھینی خوشبوؤں سے لاتعداد دل معطر ہو گئے۔ ان کی خوشبوؤں نے نظر و فکر کو سیراب کر دیا آپ کے درس و تدریسی فیض نے بلاشبہ گم گشتہ

بادیہ ضلالت کو ہدایت کے سراج منیر دکھائے۔ راہ حق کے متلاشی کو حقیقت کا سراغ فراہم فرمایا۔
کاروان شوق و ذوق کو عشق و محبت کا پیغام دیا طریق درس کی دشوار گھاٹیاں طے کرنے والے طلبہ کی رسائی منزل مقصود تک ہوئی یہ آپ کے ہی درس کی برکت تھی کہ جو طلبہ راہ مولی کی جستجو میں سرگرداں تھے ان کو صراط مستقیم دکھاکر بارگاہ لم یزل کے آداب و طریق سکھا دیے۔ آپ کے ہی درس و تدریس نے عشق کے بیمار کو مسیحاے روزگار بنایا۔ امید و پیہم کی حاجت میں مبتلا انسان کو مزدہ جانفزا سنایا۔ دیدہ بیتاب کو جلوہ شاداب کی ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ آپ کے ہی درس نے ظلمت کدہ عالم کے لیے آفتاب و مہتاب جیسے علما عطا فرمائے۔ دین کے اندھوں کے لیے عصا کا کام کرنے والے مفتیان کرام عطا کیے۔ یقیناً آپ کے درسگاہی ارشادات متقیوں کے لیے ہدایت علما کے لیے مشعل راہ اور ہم سب کے لیے خداے لم یزل کی طرف سے تحفہ نایاب ثابت ہوئے

حضور مہتمم صاحب قبلہ اپنے وقت کے عاشق رسول:۔

راقم السطور نے ۱۳ شوال ۱۴۲۴ ھجری مطابق ۸ دسمبر ۲۰۰۳ بروز پیر ۱۳ سال کی عمر میں جماعت اعدادیہ میں داخلہ لیا اور ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ کو جماعت تخصص فی الفقہ سے فراغت ہوئی ان گیارہ سال کے عرصے میں فقیر نے جماعت اعدادیہ جماعت رابعہ اور سابعہ کی کئی کتب حضور مہتمم صاحب سے پڑھیں دوران درس بیشمار نصیحتیں بہت سارے ارشادات میرے لیے برکتوں کا گنجنہ ثابت ہوئے درسگاہ میں آپ کے عشق رسول ﷺ کی جو سب سے عمدہ بات میں نے سالوں سال دیکھی وہ یہ کہ کثرت سے ع

یا رسول عربی تم پے لاکھوں سلام

کا ورد فرماتے اور بھی متعدّد مقامات پر آپ کے ورد زبان یہ سلام جاری رہتا۔ سیکڑوں مرتبہ آپ کی کفش برداری کے موقع کے ساتھ ساتھ مجھے آپ کے ساتھ سفر کا موقع ملا۔ ہر جگہ میں نے آپ کو سرکار ﷺ کی سنتوں پر عامل پایا۔ بہت مرتبہ جامعہ نعیمیہ میں آپ کی قیام گاہ پر آپ کو صبح کا ناشتہ بنا کر دینے کا موقع شام میں کھانا وغیرہ بنانے کا موقع اور سر پیر دبانے کے موقع کے ساتھ

ساتھ آپ کو اپنے ہاتھ سے تیمم وغیرہ کرانے کی سعادت ملی۔ ان لمحوں میں بھی آپ کی زبان پر بس یہی ہوتا کہ مولانا محنت کرو دین کا کام کرو!

اور آپ نصیحت فرماتے ہوئے بار بار ''یا رسول عربی تم پہ لاکھوں سلام'' کا ورد فرماتے۔ مہتمم صاحب قبلہ کا یہ ورد یقیناً عشق رسول ﷺ کی پہچان ہے۔ اسی کے ساتھ آپ کی زندگی پاک کے اکثر لمحات سیدنا حضور صدر الافاضل عم فیضہ الشامل الی یوم الرجف والزلازل کے مشن کو چہار دانگ عالم میں پھیلانے کے لیے گزارے۔ آپ نے حضور صدر الافاضل کی کتب کو از نو سرے سے شائع فرما کر ملت اسلامیہ کو ان کی زیارت نصیب فرمائی۔ آپ کی سعی جمیلہ سے بہت ساری کتب منصہ شہود پر جلوہ بار ہوئیں۔ آپ کے اندر اسلاف کی کتب کو شائع کرانے ان کو گھر گھر پہچانے کا جزبہ وافر مقدار میں موجود تھا۔ کسی کو تصنیف و تالیف کا کام کرتے دیکھتے تو حد درجہ خوش ہوتے۔ مجھے حضور مہتمم صاحب قبلہ کی وہ محبت زندگی بھر یاد رہے گی جب برادر اکبر مولانا راشد نعیمی نے ۲۰۰۷ میں جامعہ نعیمیہ سے اک رسالہ ''ضیاے نعیم '' کے نام سے شائع کرنے کا عزم کیا اور اس کی رسم اجرا کا وقت قریب آیا جامعہ نعیمیہ کے تمام اساتذہ اور شہر کے دانشوران مدعو ہوئے اور حضور مفتی محمد ایوب خان نعیمی طال اللہ عمرہ کی درسگاہ میں رسم اجرا منعقد کی گئی، تب حضور مہتمم صاحب قبلہ نے تصنیف و تالیف رسائل و جرائد کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی۔ اور اس قدر خوشی کا اظہار فرمایا کہ رسالہ ''ضیاے نعیم'' کو اپنے دست کرم میں لیکر گھوم گھوم کر تمام لوگوں کو دکھایا۔ اور فقیر کو زور سے آواز دے کر سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے گیارہ سو روپے بطور انعام عطا فرمائے اور بہت ساری دعاؤں سے نوازا۔ رسالہ ''ضیاے نعیم'' کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے ہر بار محبت و شفقت سے کچھ نہ کچھ عطا فرمایا طلبہ کی تصنیفی خدمات کو بہت سراہتے اور بہت مسرت کا اظہار فرماتے۔ یقیناً یہ اک اللہ کے ولی کی صفت ہوتی ہے کہ وہ دینی کام کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

ہمارے کرم فرما مناظر اہل سنت، محقق وقت، ماہر نعیمیات، حضرت مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی رضوی مفتی اعظم کاشی پور حفظہ النور عن کل شرور نے تصنیفات صدر الافاضل پر بہت کام کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ فقیر نے حضور مہتمم صاحب قبلہ کو اپنے ہاتھ سے مفتی صاحب کے لیے

چاے بناتے، دستر خوان لگاتے اور کھانا لگاتے دیکھا۔ فرماتے تھے کہ جو اسلاف کی کتب پر کام کرتا ہے جی کرتا ہے اس کو اپنا سب کچھ کھلا پلا دو۔ فرماتے کہ مفتی ذوالفقار ماہر نعیمیات ہیں۔ اللہ پاک ان کو اور سارے نعیمیوں کو دارین میں بھلائی بخشے۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ کا ایک خوبصورت وصف یہ بھی تھا کہ کبھی کسی طالب علم سے ایک پیسہ کسی بھی طرح لینا گوارا نہی فرماتے۔ خود ہی طلبہ کو کھلاتے پلاتے صوم وصلاۃ کی پابندی کا یہ عالم کہ نماز پر شدت سے عمل کراتے اگر کوئی طالب علم کسی وجہ سے نماز کے اوقات میں کمرے میں ہوتا تو پھر اس کی خیر نہ ہوتی۔ بارہا آپ کو دیکھا گیا کہ آپ سخت سردی میں اپنے گھر سنبھل سے فجر سے پہلے مدرسہ آجاتے اور طلبہ کو نماز کے لیے جگاتے۔ حضور مہتمم صاحب کا فجر کے وقت وہ چھتوں پر ہاتھ میں ڈنڈا لیکر گشت فرمانا نہایت پیار بھرا اور کبھی شدت بھرا ہوتا، آپ کی اس محبت و شدت نے ہزاروں طلبہ کو نماز کی پابندی کا خوگر بنا دیا۔

زیارت حرمین سے شرفیابی:۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ نے دو مرتبہ حج ادا فرمایا آپ پہلی مرتبہ ۱۵ رجب ۱۳۹۷ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۷۸ کو پانی کے جہاز سے حرمین طیبین حاضر ہوئے اور فریضہ حج ادا فرمایا پھر دوسری بار ۲۴ شوال ۱۴۰۰ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۸۰ بروز جمعہ بذریعے ہوائی جہاز عازم مکہ معظمہ زادھا اللہ شرفا ہوئے۔

آپ کے پیرو مرشد:۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ نے سلسلہ اشرفیہ میں شہزادہ رسول اولاد غوث اعظم ولی وقت قطب دوراں حضرت سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی المعروف سرکار کلاں روح اللہ روحہ وعاطر ضریحہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی حضور سرکار کلاں نے آپ کے علم وعمل زہد و تقوی کو دیکھتے ہوئے سلسلہ اشرفیہ کی خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا تادم آخر آپ نے اپنے سرکاروں کی خوب خدمت فرمائی۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ نے بہت ساری علمی ودینی یادگار چھوڑی ہیں جن میں سرفہرست آپ کے وہ شاگردان ہیں جن کی علمی وعملی زندگی ہمارے لیے کسی لعل و گوہر سے کم نہیں، ملک و

بیرون ملک میں ہزاروں شاگرد موجود ہیں جن کے اسما کو یہاں ذکر کرنا مضمون کی طوالت کی وجہ سے مناسب نہیں۔ فقیر کے علم میں آپ کے کچھ شاگرد جو اپنے وقت کے عالم و عامل ہونے کے ساتھ ساتھ عاشق رسول معین دین رسول بھی ہیں جن میں کچھ کا وصال ہو گیا کچھ بھی بقید حیات ہیں۔۔

تاج الفقہاء حضرت مفتی محمد سلیمان نعیمی برکاتی نائب مفتی اعظم مراد آباد

پیکر زہد و تقوی حضرت علامہ اکبر علی نعیمی رضوی مدرس جامعہ نعیمیہ مراد آباد

ماہر درسیات حضرت علامہ غلام یسین نعیمی مصباحی علیہ الرحمہ سابق مدرس جامعہ نعیمیہ

ممتاز الفقہاء حضرت مفتی محمد زاہد سلامی مصباحی مدرس جامعہ اشرفیہ مبارک پور

شارح کتب درسیات حضرت مفتی شبیر حسن پور نوی بہار

استاذ القراء حضرت مولانا رفیق احمد نعیمی مدرس جامعہ نعیمیہ

پیکر اخلاق حضرت علامہ عبد السبحان نعیمی رضوی دہلی خلیفہ حضور تاج الشریعہ

محقق وقت حضرت مفتی محمد شعیب رضا نعیمی رضوی علیہ الرحمہ داماد حضور تاج الشریعہ

جامع العلوم حضرت مفتی محمد منظم نعیمی ازہری ککرالوی فاضل جامعہ ازہر

ماہر رضویات و نعیمیات حضرت مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی رضوی ککرالوی مفتی اعظم کاشی پور و خلیفہ تاج الشریعہ و محدث کبیر

ماہر زبان و قلم حضرت علامہ غلام مصطفی نعیمی رضوی ایڈیٹر سواد اعظم دہلی

فقیہ وقت حضرت علامہ رفیع خان نعیمی رضوی بانی مدرسہ فیضان عبد اللہ مراد آباد

پیر شریعت حکیم زماں حضرت علامہ عرفان احمد نعیمی اشرفی کانپور

صوفی و صفا حضرت علامہ انوار احمد نعیمی رضوی اجمیر شریف

برادر اکبر حضرت مولانا محمد راشد نعیمی ککرالوی بانی مدرسہ گلشن رضا بلرامپور اختصار کے پیش نظر یہ چند اسما میں نے ذکر کیے۔ ہزاروں کا ذکر کرنا طوالت کو جگہ دینا ہے۔ راقم السطور محمد ارشد نعیمی قادری ککرالوی کی بھی یہ بہت خوش نصیبی ہے کہ مجھے بھی حضور مہتمم صاحب قبلہ سے تقریباً ۱۱ سال شرف تلمذ حاصل رہا۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی میری خوش نصیبی رہی کہ جب برادر اکبر مولانا

راشد نعیمی ککرالوی نے سر زمین ککرالہ میں ایک عظیم الشان اجلاس بنام اصلاح معاشرہ بتاریخ ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ بروز بدھ کو منعقد کیا، جس میں تقریباً ۵۰ کے قریب علمائے کرام مفتیان کرام اور جامعہ نعیمیہ کے اکثر اساتذہ نے شرکت فرمائی حضور مہتمم صاحب قبلہ بحیثیت سر پرست اس اجلاس میں تشریف فرما ہوئے اور فقیر کے غریب خانے پر قیام و طعام کا انتظام دیکھ کر بہت مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور بجائے اس کے کہ نذرانہ قبول فرماتے الٹا گھر پر چھوٹے بہن بھائیوں کو نذرانہ دیکر گئے۔

اسی طرح دوبارہ ۵ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۳ نومبر ۲۰۰۹ بروز پیر سر زمین ککرالہ میں برادر اکبر نے انجمن عاشقان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بینر تلے ایک شاندار اجلاس بنام فضیلت علم و علما کانفرنس منعقد کی، اس میں بھی بہت سارے علمائے اسلام سعادات عظام مفتیان کرام اور خصوصیت کے ساتھ جامعہ نعیمیہ کے تمام اساتذہ نے حضور مہتمم صاحب قبلہ کی سر پرستی میں شرکت فرمائی۔ حاجی اصغر اسکول کے میدان میں آپ مسند رسول پر جلوہ بار ہوئے اور اپنے نصیحت آمیز مواعظ حسنہ سے ملت اسلامیہ کو مستفیض کیا۔ بعدہ گھر پر تشریف لائے اور علمائے کرام کے نذرانے کے متعلق مجھ سے فرمایا کہ کچھ پریشان لگ رہے ہو میں نے عرض کی حضور آپ سب کے نذرانے کو لیکر فکر مند ہوں فرمایا فکر مت کر جامعہ کے اسٹاف کا نذرانہ میں دے دوں گا۔ یہ تھی حضور مہتمم صاحب قبلہ کی محبت دین و علم کے لیے کہ جس کو دین کا کام کرتے دیکھتے اپنی جیب سے خرچ فرماتے۔ سر زمین ککرالہ پر دو مرتبہ آپ کی آمد ہوئی اور دونوں مرتبہ بہت ساری شفقتیں عنایتیں ہم سب کو عطا فرمائیں۔

فقیر قادری حضور مہتمم صاحب قبلہ کے جملہ شاگردوں کی بارگاہ میں عرض کناں ہے کہ حضور مہتمم صاحب قبلہ نے مذہب و ملت کے خیابانوں کو اپنے خون جگر سے سیراب کیا اس کے گلستان کی آبیاری کرکے انہیں پروان چڑھایا، ہمارے لیے ضروری ہے کہ اس کی مست خرام ہواؤں رنگ برنگ پھولوں اور مشام جاں کو معطر کرتی ہوئی فضاؤں سے اپنے دل کو بہلاتے ہوئے نہ رہ جائیں بلکہ حضور مہتمم صاحب قبلہ کا اپنے اوپر علمی احسان، دھیان رکھیں کہ اس علمی فیضان کی مہک

آپ کی زندگی میں شامل ہے یہ مہک آج ہمارے لیے وجہ سکون دل اور نشاط ذہن و دماغ تو ہے لیکن ہمیں مکمل بیداری کے ساتھ حضور مہتمم صاحب قبلہ کے مشن و ارشادات پر بھی دھیان رکھنا ہے کہ حضور مہتمم صاحب قبلہ نے جہالت و ندالت کے جھونکھوں سے ہم کو نجات عطا فرما کر ہمارے جہل و دجل کو علم و فضل کا ہرا بھرا چمنستان بنادیا۔ ہم سب کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ ہم سب سکوت و جمود کے تعطل کو توڑ کر ایک دوسرے سے کاندھا جوڑ کر حضور کے علمی و عملی فیضان تحریری و تقریری اور اشاعتی خدمات کو زیادہ سے زیادہ منظر عام پر لائیں تاکہ ملت اسلامیہ اپنے اس محسن و مربی کی حیات و خدمات سے خوب مستفیض ہو سکے۔

آپ کا وصال پر ملال:۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ نے تقریباً ۵۰ سال شجر اسلام کی آبیاری فرمائی ہر آن دین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کمر بستہ رہے۔ زندگی کی ہر سانس خدمت دین کے لیے وقف فرمادی پھر ایک دن وہ بھی آیا کہ دین اسلام کے یہ سچے سپاہی خدا اور رسول کے پیارے غوث و خواجہ نعیم و رضا کی عطا ملت کے نگہبان، ہم سب کو داغ مفارقت دے کر روتا بلکتا چھوڑ کر ۲۸ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۱ اپریل ۲۰۲۱ بروز اتوار رات ۱۲ بجکر ۵۴ منٹ پر ۸۲ سال ایک مہینہ دو دن کی عمر پاکر اس دار الحزن سے دا القرار کی طرف روانہ ہوئے۔

آپ کے وصال کی خبر عام ہوتے ہی چاروں سمت سے آپ کے محبین و مخلصین تلامذہ و اقربا آپ کے آخری دیدار کے لیے آنا شروع ہو گئے۔ راقم السطور کو یہ خبر رات دو بجے موصول ہوئی باقی رات بہت بے چینی سے گزری۔ نماز فجر کے بعد رنج و اضطراب کے ساتھ آپ کے دولت کدہ کی طرف سفر شروع کیا اور آپ کا آخری دیدار اشک بار آنکھوں سے کرتے ہوئے آپ کے ساتھ گزرے ہوئے سب پل یاد آ گئے۔ بعد وفات بھی لوگوں نے آپ کا چہرہ دیکھا کہ نور کا گنجینہ بنا ہوا تھا۔ بعد نماز ظہر آپ کو آپ کے آبائی قبرستان لے جایا گیا جہاں پر آپ کی نماز جنازہ آپ کے شاگرد خاص ممتاز الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان صاحب نعیمی برکاتی نائب مفتی اعظم مرادآباد نے ادا فرمائی۔ بے

شمار افراد نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ تقریباً پونے چار بجے آپ کو نمناک آنکھوں سے سپرد خاک یہ کہہ کر کیا گیا

علم و فن کا ماہ تاباں چلا گیا
فکر و فن کا گوہر افشاں چلا گیا
حسن کرم کے پھول کھلائے گا کون اب
وہ کیا گئے ہیں جشن بہاراں چلا گیا
اخلاق میں عظیم مروت میں بے مثال
شیریں کلام بزم محباں چلا گیا

حضور مہتمم صاحب قبلہ علیہ الرحمہ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان کے ارشادات، دل پزیر باتیں، ناصحانہ جملے، مدبرانہ مشورے، نافع تعلیمات اور اچھے نقوش یہ ایسے روشن باب ہیں جو ہمارے نظریات و خیالات کو سنوارنے کے لیے کافی ہیں۔ اللہ لم یزول ولم یزال حضور مہتمم صاحب قبلہ کے درجات میں بلندی فرماکر بے حساب مغفرت فرمائے آپ کے فیضان سے ہم کو مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

طالب دعا

محمد ارشد نعیمی قادری لکرالوی حفظہ اللہ عن کل شرائر المزوی

۱۹ ذی الحج شریف ۱۴۴۲ ھجری

مہتمم جامعہ نعیمیہ کی مخلصانہ جدوجہد

مفتی غلام محمد رضوی نعیمی۔ دار لعلوم ضیاء الاسلام لورن کشمیر

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین۔

اما بعد! دین اسلام وہ مقدس مذہب مہذب ہے جو آفاقی اور ہمہ گیر ہونے کے ساتھ ساتھ انسانوں کی فطرت کے مطابق ہے جس میں نسل آدم کے ہر شعبے کی راہنمائی موجود ہے۔ جس کے حدود و قیود، اصول و ضوابط متعیّن شدہ ہیں۔ اس مقدس مذہب کو قیامت تک آنے والی نسل انسانیت تک پہنچانے کے لیے سلسلہ نبوت ورسالت خاتم الانبیاء والمرسلین آقاے دوجہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری وساری رہا۔ اب چوں کہ باب نبوت صبح قیامت تک بند ہے لحاظہ اس بار عظیم کو وارثین انبیا یعنی علماے کرام کے کاندھوں پر ڈالا گیا جنہوں نے بغیر کسی کم وکاست کے اس امانت کو من وعن ہم تک پہنچایا۔ جب کہ اس دین حنیف کو مسخ کرنے کے لیے مختلف ہتھکنڈوں کو استعمال کیا گیا اور حکومت کے ٹکڑوں پر پلنے والے علماے سو نے حکومت کے ایما پر جس منصوبہ بندی کے تحت معاملات اہل سنت والجماعت کو شرک وکفر کی مشین گن چلا کر اتحاد امت کو انتشار و افتراق میں مبتلا کرنے کی مذموم کوشش کی اگر اس طوفانی یلغار کو روکنے کی سعی جمیل نہ کی ہوتی تو اہل سنت خس وخاشاک کی طرح بہہ گئی ہوتی۔ اس نازک دور میں علماے حق اہل سنت والجماعت نے میدان عمل میں تشریف لاکر جماعت مرتدین کے تمام تر منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ انہیں ہستیوں میں ہندوستان کی بڑی عبقری شخصیت مصدر فیوض برکات آقاے نعمت حضرت سیدنا صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین علیہ الرحمہ بانی الجامعہ النعیمیہ ہیں، جنہوں نے اہل سنت کو شان دار گلدستہ کی شکل میں الجامعہ النعیمیہ دیا ہے۔ یقینا اس کی بنیادوں میں آپ کا خلوص اور بے پایاں قربانیوں کا لہو شامل ہے۔ جن امور خیر کی بنیادوں میں خلوص وللّٰہیت موجود ہو، اس چمن کو وقت کی آندھیاں متزلزل نہیں کرسکتیں، مگر افسوس اس چمن رسالت کے مہکتے پھول تشنگانِ علوم نبویہ کو سیراب کرنے والے حضرت علامہ مولانا محمد یامین صاحب قبلہ اس دنیا میں نہ رہے۔

میں اپنے اس شفیق و مہربان استاذ کی بار گاہ میں چند جملے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جن کی زندگی کا اکثر حصہ عزم بالجزم اور استقامت و استحکام کے ساتھ مسلک و ملت کے نام گزرا ہے، جن کے کردار و گفتار میں سلف صالحین کا رنگ جھلکتا تھا، قناعت پسندی جن کی گھٹی میں شامل تھی، جن کے لب و لہجے میں پیار و محبت کے پھول بکھرتے تھے، جن کا غیظ و غضب اور پیار و محبت کا معیار الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کی عملی تفسیر تھی، جن کے فکر و نظر کا شباب متعلمین جامعہ نعیمیہ کو بہترین سپاہ سالار بنانے کی طرف مبذول رہی، جن کی بار گاہ میں مجھ جیسے حقیر و فقیر نے شرف تلمذ حاصل کیا ہے، مجھے اچھی طرح یاد ہے جب آپ علیہ الرحمہ قلیوبی کا درس دیتے تھے جو کہ عبرت آموز حکایات وقصص پر مشتمل ہے سب سے پہلے ذہنی طور پر طلبہ کو تیار کرتے پھر کلاس میں کسی بھی طالب علم کی طرف عبارت پڑھنے کے لیے اشارہ کرتے، ترجمہ کر کے جو حکایت کا ماحصل ہوتا اسے اس انداز میں بیان فرماتے یوں لگتا تھا کہ آپ کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ کبھی کبھار آپ پند و نصائح سے اس طرح نوازتے کہ گھر کی جدائی کا سارا غم کافور ہو جاتا۔

یہ کہنا بہت آسان ہے کہ بندے کو اپنی ذمہ داری امانت و دیانت داری کے ساتھ وقت مقررہ پر انجام دینا چاہیے مگر عملاً اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا بہت بڑی قربانی ہے۔ صرف بات کرنے اور نعرہ لگانے میں آگے آگے ہونا اور عملی میدان میں پیٹھ دکھانا بزدل قوموں کا وطیرہ ہے، کامل اور مخلص لوگ گفتار کے کم کردار کے غازی زیادہ ہوتے ہیں۔ حضرت علامہ مولانا یامین صاحب قبلہ اہتمام کے اتنے پابند تھے کہ عرصہ دراز تک آپ درد فالج میں مبتلا رہے اور اسے ہٹ کر گھریلو ہجوم کار کے باوجود آپ علاقے سنبھل سے تشریف لا کر اپنی منصبی ذمہ داری کو جس عمدگی کے ساتھ انجام دیتے یقیناً یہ انہیں کا حصہ تھا۔ آپ کے زیر اہتمام دنیائے سنیت کی مشہور و معروف دانش گاہ جامعہ نعیمیہ چل رہا تھا۔

الحمدللہ آپ کے تلامذہ میں سے درجنوں افراد درس و تدریس تحریر و تقریر کے میدان میں اپنا لوہا منوا چکے ہیں، یہ سب آپ کے خلوص و وفا کا نتیجہ ہے۔ بلاشبہ اس دور قحط الرجال میں آپ جیسے مشفق و مہربان استاذ کا خلا ضرور محسوس ہو گا۔ جہاں آپ نے ابنائے جامعہ نعیمیہ کو داغ مفارقت دیا

وہیں آپ کے زیر اثر جامعہ کے لائق و فائق اساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی ممتاز احمد نعیمی اور حضرت علامہ مولانا غلام یاسین مصباحی علیہما الرحمہ ہزاروں دلوں کو ویران کر کے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اللہ تعالیٰ ان سب کے درجنوں کو بلند فرمائے اور ان مشن کو تاقیامت قیامت جاری و ساری فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

العبد المذنب: غلام محمد رضوی نعیمی

خادم دار لعلوم ضیاء الاسلام لورن ضلع پونچھ جموں و کشمیر

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

مفتی احمد شبیری الازہری۔ نائب قاضی ادارہ شرعیہ کشن گنج

آہ حضرت مہتمم صاحب!

لاریب دنیا سرائے فانی ہے۔ اور آخرت دار بقا۔ فنا سے بقا کی طرف ہر کس و ناکس کو لاجل مسمیٰ کے تحت کوچ کرنا ہے۔ اغلبیت بعد ارتحال "اللہ الذی یتوفی الانفس حین موتھا" ان کا اثر ناپید اور ان کی یادیں دلوں سے رفتہ رفتہ محو ہوجایا کرتی ہیں۔ اور مرحوم گمنامی کی المناک وادیوں میں پیچ و تاب کھانے لگتا ہے، مگر کچھ ایسی چنندہ تقدس مآب و تاریخ ساز شخصیتیں ہوتی ہیں کہ بعد رحلت بھی عرصہ دراز و مدت مدیدہ تک ان کی یادیں لوگوں کے قلوب میں روح پذیر آشیانہ بنا کر حکومت کرتی ہیں۔ انہیں ذوات مقدسہ ونفوس کریمہ میں سے عظیم المرتبت یادگار اسلاف استاذ الاساتذہ حضرت علامہ یامین علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی ہے، جن کی رحلت نے علمی دنیا کو سوگوار و پژمردہ کر دیا۔

موت العالم مصیبة لا تجبر و ثلمة لا تسد، موت قبیلة أیسر من موت عالم (الحدیث)

حضرت مہتمم صاحب کی رحلت کی خبر جیسے ہی سوشل میڈیا پر گردش کی، چہار جانب سے ترحم و ترجع کے کلمات کمینٹس کی شکل میں آنے لگے۔ علمی حلقے میں ماتم سا چھا گیا۔ میری آنکھوں کو یقین نہ ہوا تو معتمد ذرائع کی طرف رجوع کیا تو پتہ چلا کہ خبر مخبر عنہ کے عین مطابق ہے۔ اللہ رب العزت ان کو غریق رحمت اور ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے۔

رحلت ایسی جو دلوں میں یادوں کے نقوش چھوڑ جائے متوفی کی عظمت کا پتہ دیتی ہے۔

واقعی حضرت مہتمم صاحب کی شخصیت ایسی ہی تھی کہ جو بھی ان کے قریب جاتا ان کی علمی گیرائی واخلاق حسنہ کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر کسی کو علمی وجاہت و حشمت، فقہی بصیرت اور حکمت و دانائی دیکھنا ہوتی تو وہ حضرت کی بارگاہ میں شرف تلمذ حاصل کرتا۔ چوں کہ حضرت بدرجہ اتم علم وفضل، طبعی اور خاندنی شرافت، اخلاق وکردار کی بلندی، معاملہ فہمی و ژرف نگاہی اور شگفتہ مزاجی جیسے کمالات کا خوب صورت مجموعہ تھے۔ اگرچہ راقم الحروف کو ان کے آخری ایام میں دیکھنے کا شرف حاصل ہوا کہ جس میں وہ فالج زدگی سے دوچار تھے۔ یہاں تک کہ وضو کرنا تو دور خود سے تیمم کرنے کی بھی استطاعت نہیں رکھتے تھے، اس عالم میں بھی ان کو میں نے متبع سنت و پابند صوم وصلاۃ پایا۔ اگر میں اسے منصہ تصدیق وجلوہ گاہے شہود پر لاؤں تو مجھے یادوں کی دنیا کی سیر اور امواج بیکراں میں متغمض و غوطہ زن ہونا پڑے گا۔

بات ان دنوں کی ہے کہ جب میں والد محترم (حضرت مفتی شبیر صاحب پورنوی حفظہ اللہ تعالی کے ہمراہ غالباً سن ۲۰۱۱ء کو جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں علمی تشنگی بجھانے کے لیے عازم سفر ہوا، جوں ہی جامعہ کی دہلیز کو عبور کیا بارگاہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ میں حاضری کے شرف سے شرفیاب ہوا، پھر حضرت مہتمم صاحب کے حجرے میں داخل ہوا۔ یہ حضرت سے میری پہلی دید شنید تھی۔ سلام مسنون و دست بوسی کے بعد والد محترم حضرت مہتمم صاحب کے ساتھ محو گفتگو ہوئے یہاں تک کہ نماز کا وقت ہو چلا تو آپ نے ایک راجستھانی طالب علم کو آواز دی، اس نے حضرت کو تیمم کرایا پھر آپ نے بیٹھے بیٹھے نماز پڑھی اور تکیہ پر سجدہ کیا۔

حاصل کلام یہ کہ ایسے عالم میں عموماً دیکھا گیا کہ لوگ بیماری کے بہانے اپنی تمام تر ذمہ داریوں سے سبکدوش وفارغ البال ہونے کے علاوہ صوم وصلاۃ سے بھی قطع تعلق کر لیتے ہیں مگر ایک حضرت کی ذات گرامی بھی کہ اس عالم میں بھی فرائض وسنن کے ساتھ ساتھ اپنی تمام متعلق بہ مفوضہ ذمہ داریوں کو باسلوب احسن وبدرجہ اتم انجام دے رہے تھے حتی کہ ان گرامی قدر شخصیات میں شمار ہوئے کہ جنہوں نے ہندو پاک میں اپنی خداداد صلاحیتوں کے کے پھریرے اڑائے اور قلم

وکتاب کا جہاں روشن کر کے شہرتوں کی دنیا بسائی۔ فجزاہ اللہ علی ما بذل من مساع جمیلۃ اتم لجزاء واحسنہ۔

صاحب صدق و صفا تھے حضرت مہتمم
پیکر مہر و وفا تھے حضرت مہتمم
مسند نظم و نسق کی سدا زینت رہے
صاحب خلق تھے وہ حامل شہرت رہے

آج جب حضرت مہتمم علیہ الرحمۃ کی ذات پر قلم فرسائی کر رہا ہوں تو ان سے جڑیں وہ تمام یادیں ذہن کے نقشے پر ابھر رہی ہیں جو رزمانہ تعلیم میں وقوع پذیر ہوئیں۔ حضرت کی پابندی صوم وصلاۃ کے واقعات کی کڑی میں مزید ایک ایسا واقعہ کہ جسے میں اب بھی بیان کرنے پر اپنے لیے باعث شرف سمجھتا ہوں اور مزید برآں یہ کہ اس سے مہتمم صاحب کا استقامت فی الدین میں تصلب کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ہوا یوں کہ بعد نماز عصر اور مغرب سے کچھ دیر پہلے اکثر طلبہ سیر وتفریح یا دعوت میں شرکت کے لیے باہر گئے ہوئے تھے جیسا کہ طلبہ عموماً جایا کرتے ہیں اور میں جامعہ کی قدیم چھت پر چہل قدمی کرتے ہوئے اسباق کی باریکیوں پر نظر ثانی اور ذہن نشینی کی کوشش کر رہا تھا کہ یکایک حضرت مہتمم صاحب اپنے آرام گاہ سے چھڑی کے سہارے لڑکھڑاتے ہوئے باہر تشریف لائے اور ناچیز کو آواز دی فوراً حاضر خدمت ہوا اور عرض گزار ہوا حضور کوئی حکم؟ فرمایا: بیٹا شبیری! عصر کا وقت نکلا جا رہا ہے فوراً مجھے تیمم کرا دو تاکہ میں نماز پڑھوں، لہٰذا میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تیمم کرایا پھر حضرت نے نماز پڑھی اور پھر ناچیز کو بیش قیمتی پند ونصائح سے بہرہ یاب فرمایا۔

کچھ ایسا ہی واقعہ دوران درس بھی پیش آیا کہ جب آپ قلیوبی کے درس میں فکر وفن کا جوہر لٹا رہے تھے کبھی نحو وصرف کی باریکیوں کو اقرب الی الفہم کر کے سمجھتے تو کبھی علم بلاغت کی سماوات رفیعہ کی سیر کراتے اور کبھی علم تاریخ کی اتھاہ گہرائیوں میں جا کر اصح روایات کا انتخاب کرتے وغیرہ۔

تبھی آپ نے جملہ طلبہ سے عبارت خوانی کا حکم دیا اتفاقاً سب کے سب مخطی ہوئے۔ پھر آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا اب عزیزم شبیری پڑھے گا اور مجھے یقین کہ وہ صحیح پڑھے گا۔

اس طرح کے اور بھی واقعات ذہن کے دریچے میں اب بھی گھوم رہے ہیں۔

حضرت مہتمم صاحب علیہ الرحمہ کو اللہ رب العزت نے عزت و شہرت، دولت و ثروت سے بہرہ مند فرمایا تھا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے محمد ضیاء اشرف جو مکتبہ نعیمیہ دہلی کے منیجر اور دوسرے صاحبزادے محمد سلیم اختر جو ضلع کنا کمشنر آفس مرادآباد میں گورنمنٹ ملازم ہیں، آپ چاہتے تو گھر بیٹھے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے مگر آپ کو چمن حضرت صدر الافاضل جامعہ نعیمیہ سے اس قدر دلی وابستگی تھی کہ آپ نے اپنے آخری ایام میں بحالت علالت بھی چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ اور بحسن خوبی جامعہ کے نظم و نسق میں ہمیشہ کوشاں اور ارتقا و ازدہار میں اہم کردار ادا کیا۔ اور آخری لمحہ تک منصب اہتمام پر فائز رہے۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم!
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

احمد شبیری الازہری عرف ازہری بابو

صدر شعبہ فقہ وادب و نائب قاضی ادارہ شرعیہ ضلع کشن گنج واتر دیناج پور

علامہ محمد یامین نعیمی ایک مینارہ نور

سید محمد علقمہ شبلی خانقاہ مظہریہ اورنگ آباد بہار

شمع بزمم یک شبے گشت وبدلہا شعلہ زد
اہل محفل را سحر چوں شمع گریاں کرد و رفت

حضرت نور اللہ مرقدہ کے انتقال پر ملال کی خبر مجھے آپ کے بڑے صاحبزادے عزیز القدر جناب محمد ضیاء اشرف نے سنائی۔ حضرت کے وصال کی خبر سن کرنا قابل تحریر صدمہ ہوا۔ اور اس حادثہ فاجعہ سے ہمارے دل و دماغ پر عجب اثر ہوا۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ کلمات تعزیت پیش کروں۔ بہر کیف بقیۃ السلف حضرت علامہ یامین نعیمی علیہ الرحمہ صلاح و تقوی کا گل سر سبد، علوم و معارف کا سمندر، سادگی و اخلاص و محبت کا مرقع، حق گوئی و صداقت و عزیمت کا پیکر، اسلام و سنیت

کے فروغ کے لیے جاں سپاری و سرفروشی کا کوہ گراں ،بد عقیدوں کے لیے کلک رضاؔ ،احقاق حق ،ابطال باطل وظیفہ حیات، متبحر اور صاحب فکرو نظر عالم دین تھے۔ آپ کی پاکیزہ شخصیت، بے داغ زندگی اور اسلامی خدمات خاص کر جامعہ نعیمیہ کی نظامت واہتمام اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لیے جدوجہد مسلسل اور لوگوں میں بزرگوں کی محبت کا چراغ روشن کرنے کی فکر پیہم کے نقوش جمیل از مرادآباد و دیگر صوبہ جات خورشید سحر کی طرح تابناک ہیں۔

آپ عدیم النظیر جرات وجسارت کے حامل تھے۔ بے غرض خادم قوم وملت کی حیثیت سے آپ نے قوم وملت کی گراں قدر خدمات کی ہیں۔ آپ کی خداداد صلاحیت، خلوص، ایثار وتحمل نے دنیاے سنیت کو خوب سے خوب تر توانائی بخشی۔ حضرت علیہ الرحمہ ایک تاریخ ساز اور عہد ساز شخصیت کے حامل تھے۔ اپنے دور کے ممتاز ترین علما میں ایک آفاقی اور صاحب بصارت وبصیرت و تقویٰ شعار عالم دین تسلیم کیے جاتے تھے۔

آپ نے اپنی زندگی کے اکثر ادوار گلشن اسلام کی آبیاری اور اس کی حفاظت میں پوری صیانت ودیانت وایمان داری کے صرف کیا۔ متانت وسنجیدگی وشائستگی کو آپ نے تبلیغ اسلام وعشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنی پوری زندگی میں ملحوظ رکھا۔ توازن واعتدال اور اصول کی پابندی کی روش کے قائل تھے۔ خاص جامعہ نعیمیہ آپ ہی کی سعی پیہم اور جہد مسلسل سے اس بام عروج کو پہنچا بلکہ اس کی آج کی ترقی آپ ہی سے عبارت ہے۔ آپ اس کی ترقی کے لیے جان کی بازی لگاتے رہے۔ راہ خدا میں صدقہ وخیرات اور دینی وملی ومسلکی خدمات کے لیے مال وزر لٹانے کی فقید المثال آپ کی ذات والا صفات تھی۔

علوم عقلیہ ونقلیہ کے بحر بیکراں تھے جس بے شمار تشنگان علم نے اپنی اپنی وسعت سے اپنی پیاس بجھائی۔ بہتوں نے تو شرف تلمذی سے مشرف ہوکر کئی مدرسوں اور خانقاہوں کو زینت بخشا۔ اور مسلک ومشرب کی ترویج کے لیے شب و روز سرگرداں ہیں۔ خیر علوم ومعارف کا سارا اثاثہ چھوڑ کر مرد حق شناس حق بیں حق نگر وصل الحبیب الی الحبیب کے مصداق شمع علوم ومعارف تو بجھی مگر روشنی پھیلا کر واصل بحق ہوا۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
بوے گل سیر نہ دیدم کے بیار آخر شد

سید شاہ محمد علقمہ شبلی قادری ابوالعلائی

سجادہ نشین خانقاہ مظہریہ ابوالعلائیہ آستان منزل رحمت کراپ شریف رفیع گنج اورنگ آباد بہار۔

مہتمم صاحب کی ایک عظیم شخصیت

مولانا باقر علی نعیمی استاد شعبہ عصری جامعہ نعیمیہ مرادآباد

نحمدہ و نصلی علی حبیب الکریم!

ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد کامیابیوں ترقیوں سے ہمکنار ہو۔ میں اپنے والدین کی اسی خواہش کی تکمیل کے لیے ۱۹۹۹ء میں ملک کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں استاذ الحفاظ حضرت حافظ و قاری شفاعت علی صاحب و تایا حاجی شاہدین کے ساتھ حاضر ہوا۔

میرے ساتھ میرے بھائی مفتی محمد حسیب نعیمی اشرفی بھی تھے۔ جامعہ میں داخلہ کی کارروائی چل رہی تھی۔ تب تک اہلیتی امتحان کے لیے تایا حاجی شاہدین نے اپنی موجودگی میں تیاری کروائی۔ خیر وہ لمحہ آیا جس کا ہر کسی کو انتظار تھا اور جامعہ میں تعلیم کے لیے مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۹۹ء کو درجہ اعدادیہ میں داخلہ نمبر ۲۲۳۳ حاصل ہوا۔

نمونہ اسلاف، پیکر علم و فن حضور مولانا یامین صاحب مہتمم جامعہ نعیمیہ و حضور مفتی محمد سلیمان نعیمی صاحب قبلہ ہمارے سرپرست و نگراں تھے۔

معمول کے مطابق تعلیم کا آغاز ہوا اور عظیم ادارے کی درسگاہوں میں درس حاصل کرنے کا موقع ملا۔ جو الحمدللہ فیضان صدر الافاضل آج تک جاری ہے۔

جیسے جیسے درجات میں اضافہ ہوتا رہا حضور مہتمم صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی سختی میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ حضور مہتمم صاحب قبلہ کا ہمیشہ ایک قول تھا کہ علم کے ساتھ ساتھ تحریر اور تقریر پر

بھی ملکہ حاصل ہونا چاہیے۔ اگر کوئی تحریر و تقریر میں کمزور رہتا ہے تو عوام کے سامنے وہ اپنی صلاحیت کے جوہر نہیں دکھا سکتا۔ اگر آپ کے اندر تحریری و تقریری صلاحیت ہے تو عوام آپ کی قدر و قیمت کو محسوس کرے گی۔ اسی کے مد نظر ہر بدھ کو حضرت مولانا اکبر علی نعیمی صاحب مدرس جامعہ نعیمیہ کی سرپرستی میں ایک انجمن بنام رضائے مصطفیٰ کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں مجھ ناچیر نے بھی اپنے نام کو درج کروایا۔ اسی ادارے کی انجمن سے نکلنے والے مقررین پورے ہندوستان میں دین متین کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

تحریر پر آپ کی گہری نظر تھی اسی لیے آپ مولانا کاتب حبیب احمد نعیمی مرحوم و مغفور کو اپنی نگرانی میں مرادآباد کے مشہور کاتبوں سے کتابت سیکھنے کے لیے لے کر گئے۔ اور الحمد للہ ایک وقت وہ آیا کہ آپ کی محنت رنگ لائی اور مولانا کاتب حبیب احمد نعیمی نے آپ کی کوشش کو رائیگاں جانے نہیں دیا۔ اور ایک بہترین کاتب کی شکل میں فن کتابت میں مہارت حاصل کی۔ ان کی اسی محنت کا صلہ جامعہ میں بحیثیت کاتب طلبا کو کتابت سکھانے کے لیے مقرر کیا۔ اور چند ہی ایام میں پورے ہندوستان میں آپ کی کتابت کے چرچے ہونے لگے۔ یوپی کے ساتھ صوبہ راجستھان، جموں کشمیر، مہاراشٹر، دہلی وغیرہ کے اشتہارات آپ کے پاس کتابت کے لیے آنے لگے۔ جس سے جامعہ میں نشر و اشاعت کے شعبہ میں اضافہ ہوا۔

مہتمم صاحب کی باریک بینی نے مجھ ناچیز کو بھی کتابت سیکھنے کا موقع دیا۔ مجھ سے قبل و میرے ساتھ کئی علما نے اس فن کو سیکھا جو قابل ذکر ہیں۔ مولانا کاتب اشفاق نعیمی صاحب راجستھانی، مولانا کاتب صادق الاسلام نعیمی بنگال، کاتب ریاض الاسلام نعیمی بنگال، مفتی کرامت علی نعیمی مدرس جامعہ نعیمیہ، مولانا کاتب مستفیض احمد نعیمی دہرہ دون، مولانا مقبول نعیمی راجستھانی، ڈاکٹر مولانا خورشید احمد نعیمی، مفتی علی رضا نعیمی، مفتی اقرار نعیمی، مولانا شمشیر نعیمی وغیرہ نے اس فن میں مہارت حاصل کی۔ حضرت مہتمم صاحب نے نہ صرف تحریر پر زور دیا بلکہ ساتھ میں جملہ طلبہ کو املا سکھانے کے لیے درجہ تخصص یا درجہ فضیلت کے طالب علم کا تقرر فرماتے جو کہ خارجی وقت میں حضور مہتمم صاحب کی موجودگی میں املا لکھواتے۔ اور ہر ایک غلطی کی سزا ایک ڈنڈا مارنے کی شکل میں

دی جاتی تھی ۔ساتھ ہی ان کی محبت اور شفقت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ املا کا وقت مکمل ہونے کے بعد سبھی کو اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی چاے پلاتے ۔اور اس چاے کا اثر یہ ہوتا کہ دوپہر میں جو سستی محسوس ہوتی وہ اس چاے سے ختم ہو جاتی۔ حالاں کہ دوپہر کے وقت میں جوانی کی نیند بھی اپنا شباب دکھاتی تھی اور دماغ میں نیند کا خمار ہوتا جس کی وجہ سے حضور مہتمم صاحب کا نیند سے اٹھانا بہت ہی ناگوار گزرتا، لیکن ڈنڈے کے ڈر سے تو شیطان بھی بھاگتا نظر آتا ہے، یہی حال ہم سب کا تھا۔ لیکن اس وقت کی شفقت بھری سختی کا ہر کسی کو آج احساس ہوتا ہے، کہ حضور مہتمم صاحب قبلہ کو ہم سب کی کتنی فکر ہوتی تھی جو اپنے وقت کو بھی قربان کر کے ہم سب کے بہتر مستقبل کے لیے کوشاں رہتے تھے۔

مولانا رفیع خاں صاحب نے محلہ باڑہ صفا مرادآباد میں جب مدرسہ قائم کیا اور مرادآباد شہر میں اصلاح معاشرہ کے پروگرام کا آغاز کیا تو آپ نے مفتی کرامت علی نعیمی صاحب و مولانا رفیع خاں صاحب کو بلا کر دعاؤں سے نوازا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ مزید اصلاح معاشرہ کے پروگرام کے لیے آپ نے فی سبیل اللہ کتابوں کو پیش کیا، تاکہ تقریر کے ساتھ ساتھ تحریری طور پر بھی عوام الناس کی اصلاح ہو سکے۔ کوئی بھی دینی کام کرتا آپ اس کو ہر چند آگے بڑھانے کی کوشش فرماتے۔

جامعہ میں تعلیمی و دیگر خدمات:۔

آپ نے فراغت کے بعد کچھ سال تک بلاری ضلع مرادآباد میں اپنی خدمات کو انجام دیا۔ اسی دوران آپ نے چاے اور گڑ کا کاروبار بھی کیا۔ تاکہ درس کے ساتھ ساتھ اپنے گھریلو حالات کو بہتر کر کے بچوں کو بہتر تعلیم دی جا سکے۔ اور الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے کامیابی بھی عطا فرمائی۔ بڑے صاحبزادے صاحب دہلی میں مکتبہ نعیمیہ کی شکل میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جب کہ چھوٹے صاحبزادے محمد سلیم اختر مرادآباد شہر ہی میں گناو بھاگ میں ملازم ہیں۔

لیکن کچھ ہی سال بعد حضور مہتمم صاحب کا جامعہ میں بحیثیت مدرس تقرر ہو گیا جو کہ آپ آخری وقت تک بخوبی اپنی ذمہ داری کو نبھاتے رہے۔ ساتھ ہی آپ اپنی درس گاہ میں طلبہ کو بہت ساری نصیحتوں سے نوازتے رہے۔ اکابر علما کے تعلق سے آپ بہت ساری باتیں طلبہ کو بتاتے تاکہ طلبہ ان سے نصیحت حاصل کریں۔

اسلاف کے حیات و کارناموں سے دل چسپی رکھنے والے طلبا بعض مرتبہ حضور مہتمم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ و دیگر علما کے حالات پر کچھ نصیحتیں اور پرانی یادوں کو تازہ کرنے کے لیے اصرار کرتے۔ بعض مرتبہ بزرگوں کے حالات کو بیان کرتے کرتے آپ رونا شروع کر دیتے۔

پھر آپ کو حضور سیدی وسندی پیر طریقت رہبر شریعت سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی (حضور سرکار کلاں) کچھوچھہ مقدسہ (صدر انتظامیہ کمیٹی جامعہ نعیمیہ) نے آپ کو جامعہ کے اہتمام کے لیے منتخب فرمایا۔ جس کو آپ نے بڑی ایمانداری کے ساتھ نبھایا۔ جب آپ کے وصال کے بعد جامعہ کی امانت کو حضور قائد ملت سید محمد محمود اشرف اشرفی الجیلانی صاحب قبلہ کی سپردگی میں دیا گیا تو ۱۹۱۱ء کے قبض الوصول والے رجسٹر بھی موصول ہوئے جس میں حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے دستخط موجود ہیں ساتھ حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے دستخط کے ساتھ یہ بھی تحریر ہے کہ آپ لوجہ اللہ مدرسے میں طلبہ کو درس دیتے تھے۔

مزید آپ نے جامعہ کے تمام ضروری کاغذات کو بڑی حفاظت سے رکھا۔ جامعہ کی جائیداد کے مقدمات کی فائلیں الگ الگ نام سے تیار کر رکھی تھیں۔ تاکہ بوقت ضرورت ڈھونڈنے میں کوئی دشواری پیدا نہ ہو۔ حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی زیر سرپرستی جو سنی کانفرنس بنارس میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس کی جو نیوز وغیرہ کے اخبارات تھے ان کی فوٹو کاپی بڑی حفاظت سے آپ نے رکھ رکھی تھی۔ مزید آپ کو کہیں سے بھی کوئی ضروری کاغذ حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ یا دیگر حضرات کے متعلق پتہ چلتا تو فوراً اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔

جامعہ کی ترقی کے لیے آپ جامعہ کے اساتذہ کے ساتھ بھی کوئی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ اگر کوئی استاد ۵ منٹ بھی لیٹ ہو جاتے تو آپ ان کو بلا کر وجہ معلوم کرتے۔ دیری ہونے پر مجھ ناچیز کو بھی تنبیہ فرماتے اور آئندہ وقت پر آنے کی تاکید فرماتے۔

جامعہ کی فکر کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور مفتی محمد سلیمان صاحب نعیمی کے لیے ہندوستان کے ایک مشہور ادارے سے سرکاری نوکری کا آفر ملا آپ نے

میرے سامنے حضور مہتمم صاحب سے ذکر کیا تو حضور مہتمم صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا مفتی صاحب زندگی میں سب کچھ پیسہ ہی نہیں ہوتا ہے۔ جامعہ اور جامعہ سے انسیت رکھنے والوں نے آپ کو بہت عزت سے نوازا ہے۔ ساتھ ہی فرمایا میں جانتا ہوں کہ آپ کی قابلیت اور تعلیمی لیاقت کی وجہ سے آپ کو کئی آفر ملیں گے۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ آپ جامعہ کو نظر انداز کر کے دوسری جگہ جائیں۔ ساتھ ہی یہ دعا فرمائی کہ ان شاء اللہ فیضان حضور صدر الافاضل آپ کے اوپر ہمیشہ جاری و ساری رہے گا۔ اسی نصیحت کو سن کر مفتی صاحب نے اس آفر کو حضرت مہتمم صاحب کے کمرے تک محدود رکھ کر سرکاری ملازمت کے خواب کو دفن کر دیا۔ کچھ ایسی ہی باتوں کی ناچیز کو بھی نصیحت فرماتے تھے۔

آپ فجر کی نماز کے بعد فوراً مدرسہ کی صاف صفائی کا مکمل اہتمام فرماتے۔ جامعہ کے تمام اساتذہ کی درسگاہوں کو قبل از تعلیم تیار کروا دیتے۔ تعلیم سے ۱۵/ منٹ قبل ہر ایک کمرے میں جا کر طلبہ کو گھنٹی کے لیے روانہ فرماتے۔ اور آپ کی سادگی کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بوقت ضرورت خود بھی صاف صفائی کرنا شروع فرما دیتے۔ یہ صرف صفائی ہی نہیں تھی بلکہ طلبہ کو نصیحت بھی تھی کہ کبھی بھی انسان کو صفائی سے دور نہیں بھاگنا چاہیے بلکہ صفائی تو ایمان کا حصہ ہے جسے ہم کر کے نہ صرف اپنی صاف صفائی کا اہتمام کرتے ہیں بلکہ ایمان کے بتائے ہوئے نقش قدم کو بھی اپناتے ہیں۔

نشر و اشاعت:۔

حضور مہتمم صاحب کا ایک عظیم کارنامہ کنزالایمان مع خزائن العرفان کو نعیمی پریس، جامعہ نعیمیہ میں پرنٹ کرانا جو کہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھا جانے والا قرآن شریف ہے۔ اس وقت پرنٹنگ کے لیے زیادہ ذرائع نہیں تھے لیکن حضور صدر الافاضل کو تحفہ میں ملی پریس پوری دنیا میں مشہور و معروف تھی۔ جس سے سنیت کی بقا کے لیے تحریری طور پر بہت عظیم کام حضور مہتمم صاحب قبلہ کی سرپرستی میں مکمل ہوا۔ اسی نسبت سے آپ نے ایک کتب خانہ بنام مکتبہ نعیمیہ، دہلی اور یک کتب خانہ بنام مکتبہ اشرفیہ جامعہ نعیمیہ، مرادآباد عمل میں قائم کیا، تاکہ ان کتب خانوں سے اہل سنت

والجماعت کی کتابوں کو شائع کیا جائے۔ علما کو بھی تاکید فرماتے کہ خدمت دین و ذریعہ معاش کے لیے ایک بہترین ذریعہ ہے۔ لہذا بہت سے علمانے حضرت کی بات پر عمل کیا اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں کتب خانے عمل میں آئے۔ جس سے دین و سنیت کی تبلیغ و اشاعت جاری و ساری ہے۔

آپ کے شاگردوں کے تصنیفی کام:۔

الحمدللہ آپ کے شاگردوں میں ڈاکٹر محمد احمد نعیمی، مفتی ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی، مفتی غلام مصطفےٰ نعیمی، مولانا توفیق نعیمی وغیرہ نے مختلف موضوعات پر بہت سی کتابیں لکھیں اور انہیں منظر عام پر لائے، جس سے عوام و خواص سبھی استفادہ کر رہے ہیں۔ اور الحمدللہ آپ حضرات کی تحریرات کو سبھی نے سراہا ہے۔ نیز آپ حضرات نے اپنا ایک اہم مقام بنایا۔ اور الحمدللہ حضور مہتمم صاحب کے متعلق جو ہندوستان و بیرون ہندوستان سے آپ کی وفات کے بعد تاثرات موصول ہوئے اس کو کتابی شکل میں مفتی ذوالفقار خاں نعیمی و مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی اپنے اپنے انداز میں انجام دے رہے ہیں۔ جس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور مہتمم صاحب اپنے شاگردوں میں کس قدر مقبول تھے۔

اگر کسی کو پڑھنے لکھنے کا شوق و ذوق ہوتا اور ان کے پاس کتاب خریدنے کے لیے روپے نہیں ہوتے تو آپ اپنے کتب خانے سے ان کو وہ کتابیں مہیا کرواتے۔ اور اگر خود کے پاس نہیں ہوتیں تو خریدنے کے لیے روپے کا انتظام فرماتے۔ یہاں تک کے اگر کوئی مہمان آپ کے پاس آتا آپ ان کی مہمان نوازی کرنے کے بعد تحفہ میں حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ و دیگر ضروری کتابوں کو پیش فرماتے اور دعاؤں میں یاد رکھنے کے لیے کہتے۔

جامعہ کے عمارتی کام:۔

حضرت مولانا یونس علیہ الرحمہ جو کہ جامعہ کے پہلے مہتمم تھے آپ کی حیات و خدمات پر ایک رسالہ نظر کے سامنے گزرا جس میں یہ تحریر تھا کہ حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان آپ کو انجینئر کہہ کر پکارتے تھے۔ کیوں کہ آپ کی عمارتی کام میں بہت وسیع نظر رہتی تھی۔ اس لیے

آپ کو انجینئر کہہ کر پکارتے تھے۔ اپنے تایا کی اسی کوشش کو برقرار رکھتے ہوئے آپ نے بھی جامعہ و جامعہ کی برانچوں کے کئی تعمیری کام انجام دیے۔ چاہے وہ جامعہ کی سامنے والی جدید عمارت، مہمان خانہ یا مطبخ وغیرہ ہو۔ساتھ ہی آپ نے اپنی کوشش سے کرولہ مرادآباد میں جامعہ کی شاخ قائم کر کے عمارتی کام کو مکمل کروایا۔ نیز رامپور دوراہہ، مرادآباد میں بھی جامعہ کی شاخ قائم کر کے عمارتی کام کو مکمل کروایا۔ جو دونوں ادارے مرادآباد کی الگ الگ جہت میں موجود ہیں تاکہ الگ الگ جہت کے لوگ استفادہ کر سکیں۔

صوبہ راجستھان سے خصوصی لگاو:۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ کو صوبہ راجستھان سے شروع دور سے ہی ایک الگ لگاو تھا۔اور آپ اپنے دورے کے دوران عوام کو علم دین سیکھنے کی ترغیب دیتے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے طلبہ علم دین کی پیاس کو بجھانے کے لیے جامعہ نعیمیہ کا رخ کیا۔اور ہر سال طلبہ میں اضافہ ہوتا رہا۔علم دین سے سیراب ہونے والے چند راجستھانی شاگروں کے نام قابل ذکر ہیں۔

بالخصوص حضرت حافظ و قاری شفاعت علی نعیمی صاحب، حضرت حافظ و قاری مولانا مقصود عالم صاحب نعیمی اشرفی، حضرت حافظ و قاری مفتی ولی محمد صاحب باسنی، حضرت حافظ و قاری مولانا حبیب اللہ صاحب نعیمی اشرفی، حضرت مولانا نذر نعیمی صاحب، حضرت مولانا ارشاد القادری نعیمی صاحب، حضرت مولانا سید یعقوب شاہ صاحب نعیمی ، حضرت مولانا رمضان نعیمی بٹھنڈہ پنجاب، حضرت حافظ و قاری شان احمد نعیمی صاحب، مفتی حسیب احمد نعیمی، مولانا مقبول نعیمی، مفتی احمد ضیاء نعیمی، مولانا مشتاق نعیمی، مولانا محمد علی نعیمی ، مولانا رمضان نعیمی ، مولانا رحمت اللہ نعیمی ، مولانا اکرم نعیمی ، مولانا شاہنواز نعیمی، مولانا ممتاز نعیمی بیکانیر ، مولانا انور نعیمی ، مولانا محمود نعیمی ، مولانا عبد الحفیظ نعیمی، مولانا رضوان نعیمی، مولانا سلیم نعیمی، مولانا شہباز نعیمی، مولانا امانت نعیمی وغیرہ

جو اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھا کر دینی، ملی، سیاسی و سماجی خدمات کو انجام دے کر صوبہ راجستھان کے الگ الگ حصوں میں دین متین کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں۔

راجستھان کی ایک عظیم ہستی جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے فارغ شدہ حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری ابوالفتح صاحب نعیمی اشرفی نے بذریعہ مولانا انور جامعی بتایا کہ حضرت مہتمم صاحب نے دار العلوم اسلامیہ حنفیہ کی کمیٹی میں بحیثیت نائب سرپرست بھی خدمات انجام دی ہیں ۔ساتھ ہی دار العلوم کی ترقی کیلیے مجھے مفید مشوروں سے نوازا ۔اور ہمیشہ میرے ساتھ دارالعلوم کی بقاکیلیے شانہ بشانہ کھڑے رہے۔

عصری علوم کے لیے جدوجہد:۔

حضور مہتمم صاحب قبلہ نے مستقبل کے حالات کو بہت پہلے ہی بھانپ لیا تھا کہ اگر دین متین کی تبلیغ واشاعت کرنی ہے تو مدمقابل کو جواب دینے کے لیے عصری علوم کا ہونالازمی ہے۔کیوں کہ جب تک مدمقابل کے سوال کو صحیح سے نہیں سمجھیں گے تو جواب دینے میں دقت پیش آسکتی ہے۔ موجودہ دور میں دنیاوی تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے۔تاکہ کوئی بھی عالم دینی ودنیاوی تعلیمی لیاقت سے مدمقابل کو اپنے جواب سے متفق کرسکے۔اور مذہب اسلام کا پرچم بلند کرسکے۔

اسی کے مدنظر حضور مہتمم صاحب نے جامعہ میں بھی شعبہ عصری علوم قائم کیا۔حکومت کی جانب سے عصری علوم کے لیے ۳/ اساتذہ جناب ڈاکٹر محمد آصف حسین صاحب (پی،ایچ،ڈی)، جناب ماسٹر نظام علی خانصاحب اور مجھ ناچیز کو منتخب کرواکر اس ذمہ داری کو سونپا۔یہ حضور مہتمم صاحب ہی کی کوشش تھی کہ مجھ ناچیزاور مدرسہ کے سبھی طلبہ کو مدرسہ کی تعلیم کے دوران انگلش اسپیکنگ کورس وکمپیوٹر کورس کے لیے نصیحت فرماتے۔جب کہ اس وقت ہندوستان میں کمپیوٹر کی تعلیم کا آغاز ہی ہوا تھا۔کچھ طلبہ نے آپ کی نصیحت کو قبول کیا اور انگلش وکمپیوٹر کی تعلیم کو سیکھنے کے لیے مرادآباد کے مختلف کمپیوٹر سینٹر میں اپنا داخلہ کروایا اور کامیابی حاصل کر کے اس ٹیکنالوجی کا استعمال کرکے دین متین کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہیں۔نیز خارجی اوقات میں اس ٹیکنالوجی کو استعمال کرکے اپنا ذریعہ معاش بھی بنائے ہوئے ہیں۔

آپ کے مخصوص شاگردوں میں جودین متین کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیز وکالج وغیرہ میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں ان میں مولاناڈاکٹر محمد احمد نعیمی، مولانا

ڈاکٹر مشتاق نعیمی، مولانا ڈاکٹر عبد الحق نعیمی کشمیری، مولانا ڈاکٹر خورشید احمد نعیمی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

سنی کانفرنس مرادآباد:۔

۳؍ جنوری ۲۰۱۰ کو زیر صدارت حضور قائد ملت سید محمد محمود اشرف اشرفی الجیلانی، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ حسنیہ سرکار کلاں و حضور اشرف ملت سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ کی زیر سرپرستی میں ہونے والی سنی کانفرنس میں آپ نے دن رات جدو جہد کر کے علاقہ میں جاکر اپنے شاگردوں و متعلقین کے درمیان میں کانفرنس کو کامیاب کرنے کیلیے دورے کیے۔

الحمدللہ فیضان مخدومی و نعیمی کہ ٹھنڈی کے موسم اور رحمت خداوندی کے درمیان اہل سنت والجماعت کے شیدائیوں کا ہجوم سیلاب کی طرح امڑا۔ مرادآباد کا تاریخی کمپنی باغ کا میدان مکمل بھرا ہوا تھا جب کہ چاروں سمت میں ہزاروں گاڑیاں جام میں پھنس گئیں تھیں اور وہ اس مقام تک پہنچ بھی نہیں سکیں تھیں کیوں کہ شہر میں گاڑیوں کی کئی کلومیٹر تک قطار لگ گئی تھی۔ مرادآباد شہر ہی نہیں بلکہ ہندوستان کی تاریخ میں اتنی عوام ایک جگہ ابھی تک اکٹھی نہیں ہوئی تھی۔ جو کہ کانفرنس کی کامیابی کی علامت ثابت ہوئی تھی۔

آپ کی ذات گرامی بہت سی خوبیوں کی حامل تھی۔ جسے قلم بند کرنے کے لیے کثیر وقت درکار ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مزید آپ کی شخصیت پر کسی موقع پر تفصیلاً تحریر کرنے کی کوشش کروں گا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ اور آپ کا روحانی فیض ہم سب پر جاری و ساری رہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ صاحبہ و صاحبزادگان محمد ضیاء اشرف و محمد سلیم اختر و دیگر تمام عزیز و اقارب، جملہ شاگردوں کو صبر عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جامعہ نعیمیہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ فیضان صدر الافاضل کا چمن اسی طرح بلندیوں کو چھوتا رہے۔ فقط والسلام۔

محمد باقر علی نعیمی اشرفی

استاذ شعبہ عصری علوم، جامعہ نعیمیہ، دیوان بازار مرادآباد، یوپی ۹۸۹۷۰۳۸۸۲

مہتمم صاحب کی بے لوث خدمات

مولانا محمد علی نوری نعیمی۔ جامعہ نوریہ مڑوال بینگلور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم!

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ انسان کا مقصد تخلیق صرف خالق کائنات مالک ارض و سما کی بندگی و غلامی ہے۔ اور عبادت کا اصل مفہوم یہی ہے کہ انسان شریعت کے تابع رہتے ہوئے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کو بھی پوری ذمہ داری اور دیانت داری کے سر انجام دے۔ خدا سے عشق و محبت کے دعوے دار تو بہت ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا سچا عاشق و محب در اصل وہی ہے جو اللہ کے بندوں سے والہانہ پیار و محبت رکھتا ہو اور خصوصًا ان کی دینی صلاح و فلاح کی خاطر اپنی زندگی تمام تر گوشوں کو وقف کر دے جیسا کہ اس کی عکاسی شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے کی ہے۔

خدا کے پیارے تو ہیں ہزاروں
بنوں میں پھِرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو
خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

بلا شک و شبہ جامعہ نعیمیہ نعیمی یونیورسٹی کے مہتمم حضرت مولانا محمد یامین صاحب بھی انہیں منفرد و مخلص شخصیات میں سے تھے، کہ جنہوں نے ہندوستان کی یگانہ روزگار درس گاہ الجامعۃ النعیمیہ نعیمی یونیورسٹی کے نظم و نسق کی باگ ڈور کو سنبھالا اور اپنی حیات کے نہایت قیمتی شب و روز کو جامعہ کی عروج و ارتقا کے لیے وقف کر دیا۔

میں نے خود حضرت والا کے زیر اہتمام تقریبًا پانچ سال رہ کر عالمیت کی تعلیمات حاصل کیں۔ اور یوں تو آپ کی بہت خصوصیات کا مشاہدہ کیا جن کو احاطہ تحریر میں لانے کے لیے کثیر صفحات درکار ہیں۔ یہاں صرف مشتے نمونہ خروارے کے طور پر مذکور ہیں۔

ان میں سب سے قابل فخر لائق ستائش خوبی یہ رہی کہ کبھی آپ نے جامعہ کے تعلیمی و تدریسی معیار کو تنزل و انحطاط اور زوال کی آلائشوں سے ملوث ہونا گوارا نہ کیا بلکہ جب بھی جامعہ سے

کسی علمی وفنی شخصیت نے رخت سفر باندھا تو ان کی جگہ صرف خانہ پری بلکہ اعلیٰ و قابل ترین شخصیات کی تقرری کے لیے حتی الامکان اپنی سعی پیہم سے جامعہ کی تعلیمی ترقی کے پیش نظر اس کی شایان شان شخصیات کا تقرر فرما کر مسندوں کو زینت بخشی۔

مثلاً محقق دوراں ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کے بعد ماہر جملہ علوم وفنون حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ ارشفی کو مرکز اہل سنت بریلی شریف سے حضور ریحان ملت کو جامعہ کی سخت ضرورت کا احساس دلا کر ان کا تقرر کرنا پھر مفتی غلام مجتبیٰ علیہ الرحمہ کے چند اہم وجوہات کی بنا پر امروہہ دار العلوم محمدیہ حنفیہ تشریف لے جانے کے بعد جب جامعہ کی یہ اہم ترین مسند خالی ہوگئی تو پھر آپ نے دنیاے علم وفن کے یکتاے روزگار ویکتاے زمانہ شخصیت بقیۃ السلف ولی کامل حضرت علامہ حاجی مبین الدین صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کہ جنہوں نے تقریباً بیس پچیس سال تک تاج دار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں چلنے والے دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں شیخ الحدیث کی مسند کو زینت بخشی ان کی تقرری میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ان کا تقرر فرما کر جامعہ کے تعلیمی معیار کی رفعت وبلندی پر مزید چار چاند لگا دیے۔ پھر اتنا ہی نہیں بلکہ آپ کی وہ علمی خداداد صلاحیتیں جو قدرت نے ان میں ودیعت فرمائی تھیں اور جو صرف انہیں کا حصہ خاص تھیں ان کو جامعہ و عوام وخواص کی صلاح وفلاح کے مد نظر بروے کار لانے کا اہم ترین فریضہ انجام دیا۔

مثلاً جب بدعقیدہ وہابیوں کے مشہور ادارے حیات العلوم کے شیخ الحدیث نے یزید پلید کو جنتی ثابت کرنے کے لیے حدیث قسطنطنیہ کے حوالہ جات محرم نامی کتاب عوام کو گمراہ کرنے کے لیے لکھی جس کا جواب لکھنے میں تمام سنی ادارے مہر سکوت لگائے ہوئے تھے لہٰذا پھر مہتمم صاحب کے جذبات نے انگڑائی لی اور آپ سے جواب لکھنے کی پیش کش کر کے یہ عظیم کارنامہ بھی دین وسنیت کی ترقی وجامعہ کی فلاح وبہبود کے لیے بھی آپ نے انجام دلوایا۔ لہٰذا ”شہید معظم جواب بجواب محرم“ نہایت تحقیقی انداز میں تحریر فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ نے اس بدعقیدگی سے لبریز فتنے کا سدباب کر دیا۔ بعد ازاں قرآن کریم کا ترجمہ کنزالایمان اعلیٰ حضرت کا تحریر کردہ جو زمانہ قدیم سے قابل تصحیح تھا جس میں بہت سی کتابت کی غلطیاں تھیں اور جا بجا بے شمار محذوفات تھے اور انہیں

اغلاط و محذوفات کے ساتھ وہ چھپتا چلا آرہا تھا۔ ہند و پاک میں سنیوں کے کثیر مکاتب ہونے کے باوجود کسی نے اس کی طرف التفات نہیں فرمایا۔ مہتمم صاحب نے موقع غنیمت جان کر یہ عظیم کارنامہ بھی اپنے زیر اہتمام حضرت سے انجام دلوایا، جو رہتی دنیا تک جامعہ کی شہرت و نیک نامی کا باعث ہے۔ مرکزی ادارہ جات میں جہاں قابل و باصلاحیت اساتذہ کی تقرری اہم کام ہے وہیں ان شخصیات سے دین و سنیت کے اہم کارناموں کو انجام دلانا اس سے کہیں زیادہ برتر و بالا ہے۔ جس کا مہتمم صاحب نے ہمیشہ بھرپور خیال رکھا۔ اور اکثر اہم مواقع پر جامعہ کے عروج وارتقا و قوم و ملت کی صلاح و فلاح کی خاطر نہایت مفید ترین و عمدہ کارنامے انجام دیتے رہے۔

آپ کا اخلاص:۔

ہر دور میں مرکزی اداروں میں بھی یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ ان کے بعض معاونین و متعلقین میں حتی کہ اساتذہ و طلبہ میں بھی افراد فتنہ پرور و خود غرض ہوتے ہیں جو ادارے مخلص اراکین و منتظمین کو بدنام کرنے کی بے جا کوششیں کرتے ہیں حتی کہ اداروں میں کچھ عرصے کے لیے تالے لگ جاتے ہیں ایسے شر پسند و فتنہ پروروں سے ٹکرلینا اور بے نیل مرام ان کو شکست دے کر ان کو کیفر کردار تک پہنچانا ہر مہتمم کا حصہ نہیں! مگر بحمدہ تعالیٰ جامعہ کے مہتمم صاحب میں یہ خوبی و حکمت عملی بھی بدرجہ اتم و بطریق اکمل موجود تھی کہ جس کے سبب انہوں نے ایسے مخالف عناصر سے ٹکرلی اور ان کو ان کے مقاصد خبیثہ مفسدہ میں ناکام کر کے جامعہ کی ہر قسم کی رسوائی سے بھرپور حفاظت فرمائی۔ کیوں کہ آپ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کے مطابق ”انما الاعمال بالنیات اور ولا یخافون لومۃ لائم“ صرف اور صرف رضائے الٰہی و خالصاً لوجہ اللہ کے جذبے سے سرشار ہو کر ہی اصلاح معاشرہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اعلاء کلمۃ الحق کا اہم فریضہ انجام دیتے رہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضور والا کی تمام خدمات کو درجہ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں بلندی درجات سے مالامال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

فقط محمد علی نوری رضوی نعیمی

خادم الجامعۃ النوریۃ مڑوال بینگلور نمبر ۶۸۔ کرناٹک۔

مہتمم صاحب ایک عبقری شخصیت

قاری مقصود نعیمی جامعہ مدینۃ العلوم محلہ تیلیان شہر چورو راجستھان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ احمدہ و اصلی علی رسولہ الکریم !

کل من علیھا فان۔

دنیا کی ہر شے فانی ہے ، مٹنے والی ہے ، یہاں جو بھی آتا ہے رہنے کے لیے نہیں بلکہ جانے کے لیے آتا ہے۔ چمکتے سورج کی کرنیں اور چودھویں کے چاند کی حیات افروز روشنی کا گہن کی زد میں آجانا، دن کے اجالوں کا رات کی تاریکی میں سما جانا، غرض یہ ساری تبدیلیاں ، قدرت کی واضح نشانیاں دیکھنے کو ملتی ہیں جو انسان کو دنیا کی چیزوں کا ناپائداری کا ثبوت دیتی ہیں۔

شاہ و گدا تک کی زندگیوں کو موت کے چنگل سے آزاد ہوتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، لیکن بایں ہمہ کچھ ہستیاں ایسی بھی ہیں جن کی حیاتِ مبارکہ مذکورہ ضابطے میں قدرے ترمیم چاہتی ہے۔ ؎

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

یہ خوش نصیب وہ لوگ ہیں ، جن کی زندگی کا مقصد پوری ملت کی ایمانی زندگی میں یقین وعمل کی روح پھونک دینا ہے۔ یہی وہ حضرات ہیں جو ہماری ظاہری نگاہوں سے پردہ کرنے کے بعد بھی اپنے نیک عمل اور صالح کردار سے ہمیشہ زندہ و تابندہ رہتے ہیں ، یہی تو وہ لوگ ہیں جو صرف اور صرف آنے کے لیے ہی آتے ہیں اور ان کا نیک عمل صالح کردار ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ ؎

مر کے ٹوٹا ہے کہیں تار حیات
فرق اتنا ہے کہ زنجیر بدل جاتی ہے

انہیں نیک ہستیوں میں سے نادر الوجود ہستی نمونہ اسلاف، پیکر اخلاص و عمل، استاذ العلماء استاذی و مربی حضرت علامہ الحاج محمد یامین نعیمی اشرفی و خلیفہ حضور سرکار کلاں علیہما الرحمہ والرضوان مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد کی رحلت سے حلقہ احبابِ اہلِ سنت میں صف ماتم بچھ گئی ہزاروں اہلِ سنت کے علما و اساتذہ کو روتا، بلکتا چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے۔

یوں تو میرے استاذ و مربی بیشمار خوبیوں اور کمالات کے حامل تھے مگر جن اوصاف کو سر فہرست نمایاں طور پر دیکھا جاسکتا ہے، وہ تھا آپ کا تقویٰ، پرہیزگاری، بے پناہ سادگی، بے لوث مادر علمی جامعہ نعیمیہ کی خدمات، وہ سلف وصالحین کی زندہ و تابندہ روایت تھے، وہ علما و صالحین امت کے پاسدار تھے۔ وہ اولیاء اللہ کی برکات وفیضان کے امین تھے، وہ فقر و فاقہ اور غنا کے دستور حیات کے عامل تھے۔ ان کی نورانی صورت و سیرت، حقانیت و صداقت کی ایسی روشن و تابناک کتاب تھی جسے پڑھ لینے کے بعد دلوں کے دروازے خود بخود کھل جاتے تھے۔ وہ اسلام و سنت کا ایک مہکتا ہوا گلشن تھے۔ آہ وہ عظیم شخصیت ۱۲/اپریل ۲۰۲۱ء بمطابق ۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بارہ بج کر چون منٹ پر ہم سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میکدہ بند ہے رند مدہوش ہیں
ساقیِ جام الفت کو نیند آگئی
زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سوگئے داستاں کہتے کہتے

آپ کی ولادت:۔

۲۷/جولائی ۱۹۳۹ء ہے آپ کے والد گرامی کا نام نامی حافظ اصغر حسین صاحب اور دادا کا نام ابرار حسین ہے۔

تعلیمی سفر:۔

آپ نے ۲۹/ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں جامعہ نعیمیہ میں داخلہ لے کر ۱۹۶۱ء میں عالم وفاضل کی دستار سے نوازے گئے اور ۱۹۷۳ء میں جامعہ نعیمیہ میں مدرس ہوئے اور تا حیات اپنی خدمات کو انجام دیتے رہے۔

اساتذہ کرام:۔

آپ کے اساتذہ کی فہرست طویل ہے تاہم مشہور اساتذہ کرام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا یونس صاحب علیہ الرحمۃ جو آپ کے بڑے ابا جان تھے۔
۲۔ حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ
۳۔ حضرت مولانا شیخ طریق اللہ صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ
۴۔ حضرت مولانا وصی احمد صاحب سہسرامی علیہ الرحمۃ

بیعت وارادت:۔

آپ کو سرکار کلاں مخدوم المشائخ حضرت علامہ الحاج سید مختار اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے بیعت وخلافت حاصل ہے۔

اولاد:۔

آپ کے دو صاحب زادے اور پانچ صاحب زادیاں یادگار ہیں۔

حج بیت اللہ:۔

آپ نے پہلا حج ۸۷ء میں اور دوسرا حج ۸۰ء میں کیا۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیرِ کارواں تجھ پر

مولانا یامسین نعیمی عمل واخلاص کا پیکر

مولانا عبدالحمید رضوی نعیمی: مہتمم دارالعلوم ضیاء الاسلام لورن کشمیر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے جو لائق حمد وثنا ہے اور درود و سلام ہو اللہ کے محبوب دانائے غیوب پر جن کے ذریعے سے ہمیں معرفت ربّی حاصل ہوئی اور ان کی آل واصحاب پر جن کی بدولت اسلام کی شمع تابع چار دانگ عالم میں پھیلی خدائے ذوالجلال کی کروڑوں رحمتیں ہوں ہمارے سلف صالحین پر جن کی سعی جمیلہ سے شمع اسلام آج بھی درخشاں ہے اللہ تعالی ہمیں ان کا مطیع وفرماں دار بنائے آمین۔

بعد حمد و ثنا کے عرض ہے کہ دین اسلام کی سالمیت و تحفظ میں ہمیشہ علمائے کرام کا اہم کردار رہا ہے اور آئندہ بھی اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور ہر نازک دور میں علمائے کرام نے اس کے لیے قربانیاں دیں ساری دنیا کی طرح ہند میں بھی جب اسلام کا نور پہنچا تو یہاں بھی علمائے اسلاف نے اس کی نشر و اشاعت میں انتھک محنتیں کی مدارس کھولے درسگاہیں قائم کیں۔ غلبہ دین کے لیے اپنی کاوشوں کو جاری رکھا تا وقتیکہ تن کے گورے اور من کے کالے اپنے لومڑی جیسے مکاری سے اس ملک پر قابض ہوئے یہاں تک کہ راجواڑوں سے لے کر سلطان تک اور عوام سے لے کر افواج تک ان کی مکارانہ چالوں کے سامنے ڈھیر ہوگئے مگر علمائے حق اہل سنت و جماعت ان کی ہر سازش کو ناکام بناتے رہے اور لوگوں کو اس اندھیرے میں بھی ایمان و اسلام پر مضبوط رکھا گوروں نے پادریوں اور راہبوں کے ذریعے لوگوں کے ایمان کو سلب کرنا چاہا مگر ناکام رہے۔ پھر شدھی تحریک جیسی اندرونی فتنوں کے ذریعے گمراہی پھیلانا چاہیے مگر منہ کی کھانی پڑی جب علمائے حق نے ان کو دنداں شکن جواب دیا تو اپنی کمینی حرکتوں پر اتر آئے، علمائے حق کو قید و بند اور تختہ دار پر پہنچایا، مدارس کو مسمار کیا، یہاں تک کہ دہلی میں قریب ایک ہزار مدارس کو شہید کیا، علمائے کرام ہزاروں میں شہید کیے۔

الغرض اس ہولناکی میں بھی کئی ایک فتنوں کی پرورش کی جن کو لباس علما کا پہنایا، جبے قبے میں ملبوس کیا، توحید کی آڑ میں توہین رسالت اور اسلاف سے رشتہ توڑنے کی کوشش کی، ایک طرف اہل سنت کے علما کالا پانی اور قید و بند کے سزائیں کاٹ رہے تھے تو دوسری طرف فتنہ پرور گمراہوں کے مدارس کو تحفظ اور ان کی کتابوں کی اشاعت کے لیے فنڈ اور ان کے مولویوں کو ماہانہ مشاہرہ تک دیا جارہا تھا، ایسے نازک دور میں اہل طریقت خانقاہوں میں محدود ہوگئے مگر اللہ کا وعدہ ہے حق ہمیشہ غالب رہے گا اس کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا۔

اس پر آشوب دور میں جہاں ایک طرف مجدد اعظم امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے سر پر کفن باندھا اور ہر فتنے کی سرکوبی کے لیے سینہ سپر ہوئے وہیں دوسری طرف ہندوستان کے مردم خیز صوبہ اتر پردیش کے مراد آباد ضلع

میں امام الوقت ولی کامل حضرت مولانا گل محمد صاحب کابلی کی درسگاہ سے خاندان نبوت کے چشم و چراغ امام الہند راس المفسرین حضور سیدی و سندی سرکار سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمہ علوم نبوت سے آراستہ ہو کر دنیائے سنیت میں جلوہ بار ہوئے۔ اور امام اہل سنت کے ہر محاذ پر دست و بازو بنے اور تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ادارے کی بنیاد رکھی جو کہ ہندوستان میں ہی نہیں بلک پورے برصغیر میں ام المدارس کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس ادارے نے برصغیر کے کونے کونے کو علم و ادب کے عظیم شہ پارے اور عظیم مدارس عطا کیے جو بروقت تحفظ دین و سنیت اور ابطال باطل میں مصروف رہے۔ دور حاضر میں بھی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ حضور سیدنا سرکار سید نعیم الدین رضی اللہ عنہ جنہیں سرکار اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے صدر الافاضل فخر الاماثل کے معزز لقب سے نوازا اور اسی خطاب سے آپ کی شہرت ہوئی۔

آپ نے صرف علما نہیں بلکہ اپنے وقت کے عظیم امام الفن پیدا کیے، جنہوں نے بروقت قادیانیت، وہابیت، دیوبندیت اور نیچریت، انکار حدیث جیسے فتنوں کا نہ صرف مقابلہ کیا بلکہ ان باطل نظریات کا قلع قمع کیا ہے۔ جامعہ نعیمیہ کا کردار ہمیشہ افراط و تفریط کے درمیان رہا ہے۔ اہل سنت میں رحم دلی اور باطل کے لیے شمشیر برہنہ کا کردار ادا کیا۔ جامعہ کے شیوخ، پر اگر بات ہو تو دفتروں کے دفتر کم پڑ جائیں مگر آج کی اس تحریر میں ایک عظیم شخصیت، جن کی شاگردگی کا مجھے شرف ملا ہے اور حال ہی میں وہ ہمارے درمیان سے عالم برزخ کی جانب روانہ ہوئے ہیں، میری مراد گرامی وقار حضرت علامہ مولانا محمد یامین نعیمی علیہ الرحمہ مہتمم جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مراد آباد۔

حضرت گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے اور کبھی اپنے فرض سے غافل نہ ہوئے۔ مئی جون کی شدید گرمی میں دوپہر کو جب آرام کا وقت ہوتا تو حضرت ادارے کے کاموں کے لیے نکل جاتے ہیں کبھی کورٹ کچہری میں جامعہ کی پراپرٹی کے تحفظ کے لیے تو کبھی ادارے کے مکانوں کا کرایہ وصول کرنے کے لیے۔ اتفاق سے چند بار مجھے بھی آپ کے ساتھ جانا نصیب ہوا۔ میں نے دیکھا اس بڑھاپے کی عمر میں اور گرمی کی شدت میں پیدل چلتے اور شہر کے کونے تک بھی جہاں جانا ہوتا رکشہ کے بغیر جاتے میں نے عرض کی حضرت رکشا کر لیتے تو فرمایا بیٹا ایک دن کا کام ہو تو کر لیں یہ روزانہ کی روٹین ہے۔

الغرض جامعہ کے کاموں کے لیے اپنے آپ کو حضرت نے اس طرح وقف کر دیا تھا کہ دیوانہ وار بغیر تھکے ہارے رات و دن مگن رہتے۔ آپ کا دولت خانہ سنبھل میں تھا جب گھر جاتے تو صبح وہاں سے آکر ادارے کے طلبہ کو نماز فجر کے لیے جگاتے۔ مجھے یاد ہے جب میں خامسہ میں زیر تعلیم تھا تو کہیں سے تقویت الایمان ہاتھ لگ گئی اس کے مطالعے نے ذہن میں عجیب کیفیت پیدا کی دوسرے دن جامعہ میں حاضر ہوا کیوں کہ تمام اساتذہ میں مہتمم صاحب کی ذات گرامی ایسی تھی جہاں ہم اکثر اپنے مسائل کو بلا جھجھک بیان کر دیتے تھے، حضرت کے ساتھ تقویۃ الایمان کے چند ابواب پر گفتگو کی کتاب کا نام نہیں لیا ادھر سے ہی سے جواب دیتے ہوئے فرمایا بیٹا لگتا ہے تقویۃ الایمان پڑھ کر آئے ہو؟ میں نے اقرار کر لیا تو اپنے پاس سے اطیب البیان عطا کی اور فرمایا اس کو پڑھو اور سنوں گا بھی کیا پڑھا ہے۔ میرے لیے اس کتاب نے وہی کام کیا جو درد سے تڑپنے والے مریض کے لیے دوا شفا کا کام کرتی ہے۔

سرکار صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کی اس عظیم کتاب اطیب البیان نے ذہن میں ابھرنے والے تمام اشکالات کا حل عطا کیا اس کے بعد آپ اکثر علماے اہل سنت اور خاص کر اکابرین کی کتب کے مطالعے اور کتابیں خریدنے کی ترغیب دیتے اور فرماتے بیٹا جو پیسے صبح کھاؤ گے شام تک یاد بھی نہیں رہیں گے، لیکن کتاب زندگی کا سب سے بڑا ساتھی ہے جو تمہیں ہر موڑ پر کام دے گا۔ ہم نے دوران درس حضرت کے پاس قلیوبی پڑی ہے دوران درس قلیوبی کی حکایات پر جو خوبصورت خلاصہ اور اس سے حاصل سبق اور مزید واقعات کا بیان کرنا آج بھی آپ علیہ الرحمہ کے خیال کے ساتھ ذہن کی دہلیز پر ابھر آتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ قبلہ مہتمم صاحب نے ان گنت نقوش چھوڑے ہیں جنہیں تاریخ کے صفحات ہمیشہ اپنے دامن میں سنبھال کر رکھیں گے اور آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہوں گے، آپ کے بے لوث کارنامے بھلائے نہیں جاسکتے۔ طویل عرصے تک جامعہ کے مالی معاملات سے لے کر اندرونی معاملات کو خوش اسلوبی سے نبھایا ہے۔ کسی شاعر نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے کہ

ؔ

نشان منزل مقصود ہے تری تربت
نشاں یہ چھوڑتا ہوں اہل کارواں کے لیے
فنا کے بعد بھی ہے باقی شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے! امیر کارواں تجھ پر

یہ چند بے ربط جملے آج مورخہ ۵ جولائی بروز ہفتہ بوقت صبح گیارہ بجے دارالعلوم ضیاءالاسلام بس اسٹینڈ لورن کی نجم الہدیٰ لائبریری میں بیٹھ کر تحریر کیے، اس امید پر کہ ذکر صالحین کے سبب اللہ جل مجدہ الکریم ہمیں بھی اپنے اس مقبول بندے کا بہتر خلف بنائے اور دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم علیہ تحیۃ و تسلیم

عبدالحمید رضوی نعیمی

مہتمم دارالعلوم ضیاءالاسلام لورن امام و خطیب مرکزی جامع مسجد
شریف غوث الوری و بس اسٹینڈ لورن جموں و کشمیر الہند

یادگار اسلاف حضرت علامہ محمد یامین نعیمی

مولانا محمد اکمل احمد اشفاقی مصباحی سنبھل

نمونہ اسلاف، اسیر صدرالافاضل، مدبر قوم و ملت، مفکر اہل سنت، حضرت علامہ مولانا محمد یامین نعیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدق و امانت کی چلتی پھرتی تصویر، اخلاص و للّٰہیت کے پیکر اور استقلال و مداومت کی عمدہ مثال تھے۔ تمام امور کو مکمل جدوجہد سے انجام دینا، ادارے کے لیے ایثار و قربانی، اعزہ و اقربا سے ہمدردی، اخلاق کی پاکیزگی، معاملات میں دیانت داری، طبیعت میں شرافت، وقت کی پابندی، تواضع اور منکسر المزاجی آپ کے ممتاز اوصاف میں سے تھے۔

ولادت:۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ جولائی ۱۹۳۹ میں ایک دین دار اور شریف گھرانے میں ہوئی۔

خاندانی حالات:۔

آپ کی والدہ محترمہ پاکیزہ مزاج، صوم صلوٰۃ کی پابند، اور صبر و شکر کی پیکر تھیں۔ آپ کے دادا محمد ابرار صاحب اچھے قاری قرآن اور آپ کے والد گرامی جناب اصغر حسین صاحب حافظ قرآن تھے۔ وہ مساجد میں امامت فرمایا کرتے تھے، بوقت تہجد بیدار ہو کر تلاوت قرآن فرمایا کرتے تھے۔ مسلک و مذہب میں بھی بہت متصلب تھے۔ انھوں نے کئی سال پالی کی جامع مسجد میں امامت فرمائی۔ آپ سے پہلے اس مسجد پر سنی وہابی مقدمہ چل رہا تھا لیکن آپ نے اس مقدمے میں فتح پائی اور جب تک آپ وہاں امامت کرتے رہے اہل سنت و جماعت کا غلبہ رہا۔

ان کے بھائی (مولانا یامین صاحب کے تایا جان) شہنشاہ تدبر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد یونس نعیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی شرافت میں اپنی مثال آپ تھے۔ وہ ایک جید عالم دین تھے، تفکر و تدبر میں بڑے ممتاز تھے۔ آپ بیک وقت جامعہ نعیمیہ مرادآباد اور مرکزی مدرسہ اجمل العلوم کے مہتمم تھے۔ کچھوچھہ اور بریلی دونوں ہی سے آپ کے خاندان کے بڑے گہرے روابط تھے۔ سرکار کلاں علیہ الرحمہ آپ پر بہت اعتماد فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ کچھوچھہ مقدسہ کے عرس کی نظامت بھی آپ ہی کے سپرد فرمادیا کرتے تھے۔ جب بھی سرکار کلاں کو جامعہ اشرفیہ امتحان لینے کے لئے دعوت دی جاتی ہے تو حضرت مولانا یونس صاحب کو ساتھ لے جاتے، خود پیچھے بیٹھ جاتے اور طلباء سے امتحان کے لیے مولانا یونس صاحب کو آگے بڑھا دیا کرتے تھے۔

آپ کے وصال پر ملال پر حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو آپ کے چھوٹے سے کچے مکان کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور آپ کے جنازے کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا مولانا آپ نے بے شمار مدارس و مساجد کی بنیاد رکھی، کبھی اپنے گھر کی بنیاد بھی رکھ لی ہوتی۔

تعلیم:۔

حضرت مولانا محمد یامین نعیمی علیہ الرحمہ ۱۹۴۵ء میں جامعہ نعیمیہ سے منسلک ہوئے۔ آپ نے اول تا آخر اسی ادارے میں رہ کر اپنی تعلیم کی تکمیل فرمائی۔ ۱۹۶۱ء میں بزرگوں کے ہاتھوں آپ کے سر پر دستار فضیلت رکھی گئی۔

خدمت دین کا آغاز:۔

تکمیل درس کے بعد آپ کو آپ کے تایا جان نے بلاری بحیثیت امام بھیجا اور یہ نصیحت فرمائی: "یکدر گیر محکم گیر" "پتھر بھی ایک جگہ پڑا رہتا ہے تو لوگوں کے لئے رہنمائی کا سبب بنتا ہے۔" آپ نے ان کے حکم کے مطابق اپنی پوری توجہ بلاری کی جانب مبذول فرمادی اور کسی بھی جگہ منتقل ہونے کے قصد کو یکسر ترک فرمادیا۔

جامعہ میں بحیثیت استاد و مہتمم:۔

کئی سال تک آپ بلاری ہی میں رہ کر خدمات دین انجام دیتے رہے۔ لیکن ۱۹۷۳ء میں پھر اپنے تایا جان ہی کے حکم سے جامعہ نعیمیہ آئے اور بحیثیت مدرس خدمت انجام دینے لگے۔ ۱۹۷۵ء میں جامعہ نعیمیہ کے ارباب حل و عقد نے جامعہ کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دے کر آپ کو مہتمم مقرر کردیا۔

آپ نے ادارے کے نظم ونسق کی عمدگی اور تعلیم و تربیت کی بہتری کے لئے انتھک کوشش کی۔ رات کو کبھی عشاء کے بعد اور کبھی مغرب کے بعد تشریف لاتے لیکن علی الصباح قبل فجر ہی گھر سے مراد آباد کے لیے روانہ ہوجاتے اور مدرسہ پہنچ کر نماز فجر کے لیے طلبہ کو بیدار کردیا کرتے تھے۔ مسلسل آپ کا یہی معمول چلتا رہا یہاں تک کہ جب آپ پر فالج کا اثر ہوا اس وقت بھی آپ نے معمول میں فرق نہ پڑنے دیا اس معذوری کے بعد بھی گھر پر خالی بیٹھنا گوارا نہ ہوا، ادارے میں آمد ورفت کے سلسلے کو جاری رکھا۔

فالج زدہ ہونے کی وجہ سے سفر میں بے شمار مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا لیکن جامعہ کی محبت میں آپ سب برداشت کرتے رہے اور جامعہ کی فلاح و بہبود کے لیے کوشاں رہے۔

جب جامعہ کے اہتمام کی ذمہ داری آپ کو ملی اس وقت جامعہ کے مختلف امور میں جامعہ پر تقریبا ۴۰ مقدمات تھے۔ آپ نے ذات وحدہ لاشریک پر توکل کیا اور ایک ایک کرکے ہر مقدمے کو حل کرنے کے لیے اپنی پوری توانائی صرف فرمادی۔ بارہا آپ کو الہ آباد، لکھنؤ اور اس کے علاوہ بہت

سارے مقامات کے سیکڑوں اسفار کا سامنا ہوا۔ لیکن آپ کے قدم میں کبھی کوئی لغزش نہ آئی۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ بعض اوقات مجھے ایسے مشکل ترین دور سے گزرنا پڑا کہ کئی کئی شب میں جامعہ میں نہ سو سکا، رات کو خفیہ طور سے بعض احباب کے یہاں جاکر رات گزارنی پڑی بہر حال اللہ کی مدد شامل حال رہی، آپ کسی بھی مقدمے کی عقدہ کشائی سے پیچھے نہ رہے۔ اپنی وفات سے چند روز پہلے آپ فرمارہے تھے کہ "الحمد اللہ میں نے آج تک کسی مقدمے میں شکست کا سامنا نہیں کیا، فضل مولا سے ہر مقدمے کا فیصلہ جامعہ کے حق میں ہوتا رہا، یہاں تک کہ ۳۹ مقدمات میں فتح یاب ہو چکا ہوں اب صرف ایک مقدمہ باقی ہے اللہ نے چاہا تو اس میں بھی کامیابی ہی ملے گی"۔

جامعہ کے لیے آپ کی یہ ایسی عظیم خدمت ہے جس کی مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔ مقدمات کے لیے تگ و دو میں انسان کی جسمانی، مالی ہر طرح کی قوت صرف ہوتی ہے اور سب سے زیادہ انسان کی ذہنی توانائی کا امتحان ہوتا ہے۔ اپنے ذاتی مفاد کے لیے تو بہت سارے لوگ اس طرح کے معاملات میں اقدام کر لیتے ہیں لیکن کسی دینی ادارے کے لیے قربانی دینے والے لوگ ایسے موقعے پر کمیاب ہوتے ہیں۔

جامعہ کی باگ ڈور جب آپ کے ہاتھوں میں آئی اس وقت جامعہ کے پاس کافی جائداد تھی جس کو جامعہ کے منتظمین نے کرائے پر اٹھا رکھا تھا تاکہ اس کے کرایے سے جامعہ کے اخراجات پورے ہوتے رہیں لیکن عموماً جتنے مکان اور دکان جامعہ کے نام تھے ان میں سے اکثر زبوں حالی کے شکار تھے اسی وجہ سے ان سے جامعہ کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہو پا رہا تھا ان کا کرایا پانچ روپیہ، دس روپیہ، پچاس روپیہ تھا۔ آپ نے تمام مکانوں اور دکانوں کی تعمیر نو کا بیڑا اٹھایا اور ان کا وہ کرایہ مقرر کیا جو بازار میں رائج تھا۔ اس سے جامعہ کا ایک عظیم مالی تعاون ہوا۔

ایک صاحب نے جامعہ کے نام تقریباً سو گز زمین اپنے بیٹے کے ایصال ثواب کے لیے وقف کی اور کمیٹی کے سپرد کر دی لیکن کئی سال گزر جانے کے بعد بھی وہ زمین کسی بھی طرح کی تعمیر و ترقی سے محروم رہی۔ اس واقف کو کسی نے حضرت مولانا یامین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جانب رہنمائی کی۔ وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا۔ آپ نے علی الفور اس زمین کی طرف

توجہ فرمائی اور وہاں پر مکتب کی ایک بہترین بلڈنگ تعمیر کرائی۔ آپ کی ہمدردی، خلوص اور حوصلہ افزائی سے متاثر ہوکر اس نے ۱۰۰ گز زمین سے بڑھاکر ۵۰۰ گز کردی اور اس بات کا پورا بھروسا دلایا کہ اس ادارے کی کارکردگی عمدہ ثابت ہوئی تو وہ مزید زمین اسی کے نام وقف کردے گا۔

یہ ایک نہیں اس طرح مرادآباد میں آپ نے جامعہ کی مختلف مقامات پر شاخیں کھلوائیں اور ان کو اپنے خون پسینے سے سینچ کر مقام عروج تک پہنچایا، ان تمام امور کی انجام دہی میں آپ کو کسی کی کوئی خاطر خواہ مدد نہ مل سکی یہ تمام امور آپ نے بذات خود انجام دیے۔ مالی تعاون کے لیے بھی آپ ماہ صیام میں مختلف مقامات کا دورہ فرماتے اور قطرہ قطرہ جمع کر کے جامعہ کی خدمت انجام دیتے۔

ایک بہترین مربی:۔

ادارے میں طلبا اور اساتذہ سے آپ کے تعلقات بہت خوشگوار رہے۔ طلبہ پر آپ اعلی درجے کی شفقت فرماتے، ہمیشہ ان کی شخصیت کے نکھار اور اعلی مقام پر پہنچانے میں کوشاں رہتے۔ آپ کی محفل سوم کے موقع پر ایک پی ایچ ڈی اسکالر سے ملاقات ہوئی، انہوں نے روہیل کھنڈ یونیورسٹی سے نعتیہ شاعری پر پی ایچ ڈی کی ہے اور اب تک ان کی کافی تصانیف بھی منظر عام پر آچکی ہیں، ان کو اس مقام پر پہنچانے میں حضرت کا بہت اہم رول ہے، تقریباً تیس سال سے حضرت سے ان کا گہرا رابطہ ہے، حضرت ہی کے مشوروں سے وہ اس مقام پر پہنچے اور حضرت نے صرف مشوروں پر بس نہ کیا بلکہ ابتدائی مراحل میں جب ان کو کتابوں کی حاجت ہوتی تو ان کے لیے کتابوں کا انتظام بھی فرمایا کرتے۔

خاندان میں عزت و وجاہت:۔

آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بڑے مشفقانہ انداز میں رہا کرتے تھے، ان کی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دیتے، خلاف شرع امور پر سختی فرماتے اور گھر کے ماحول کو خالص اسلامی دیکھنا پسند کرتے تھے۔ اہل خانہ بھی آپ کا ادب کرتے، آپ کو اپنا مربی تسلیم کرتے اور آپ کے احکام کی بجا آوری کیا کرتے تھے۔ گھر میں جو بھی اہم معاملے ہوتے ان میں آپ سے مشورہ لیا جاتا، آپ کے فیصلے کو آخری فیصلہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ گھر میں کسی کو بھی یہ قدر و منزلت اسی وقت ملتی ہے جب کہ

انسان کا کردار پاکیزہ ہو، وہ مکارم اخلاق کا پیکر ہو، لوگوں کے لیے اس کے دل میں خیر خواہی اور ہمدردی ہو، اپنے مفاد پر دوسروں کے مفاد کو ترجیح دیتا ہو۔ اگر کوئی شخص ان صفات سے عاری ہو تو خواہ دنیا میں اس کی کیسی ہی عزت کیوں نہ ہو، وقت کا کتنا ہی بڑا علامہ ہو لیکن گھر میں اس کو عزت و وقار نہیں مل سکتا اور الحمد للہ مولانا یامین صاحب ان تمام صفات حمیدہ کے پیکر تھے۔

مکتبہ نعیمیہ اور کنز الایمان کی اشاعت:۔

آپ نے کتابوں کی اشاعت کے لیے ایک مکتبہ بنام "مکتبہ نعیمیہ" قائم فرمایا جس سے اہل سنت کے بہت سے لٹریچر کی اشاعت فرمائی۔ یہ مکتبہ اگرچہ آپ کا ذاتی تھا لیکن آپ کا مقصود اشاعت کتب دینیہ تھا۔ حاجی معین الدین اشرفی صاحب نے بتایا کہ آپ فرمایا کرتے تھے میرا مقصد صرف اہل سنت کی کتابوں کی اشاعت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا موقف تھا کہ کتابیں سستی سے سستی بِک جائیں، آپ کتابوں سے زیادہ نفع حاصل کرنے کی خواہش نہیں رکھتے تھے بلکہ آپ کا مقصد اہل سنت کے لٹریچر کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا تھا۔

اشاعت کے معاملے میں آپ کا نمایاں کارنامہ "کنز الایمان مع خزائن العرفان" کی اشاعت ہے کنز الایمان کی پہلی اشاعت صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے کی تھی۔ آپ کے بعد اس کی اشاعت کا سلسلہ ہندوستان میں موقوف ہو گیا تھا، ہندوستان میں اس کی تجدید اشاعت کا سہرا مولانا یامین صاحب ہی کے سر ہے۔

جب آپ نے کنز الایمان کی اشاعت کی تو آپ کی خواہش ہوئی کہ غیروں تک بھی اس کو پہنچایا جائے تاکہ وہ لوگ بھی اس کو پڑھیں اور اس کی اہمیت سے واقف ہوں۔ آپ نے بعض دیوبندی مکتبے والوں کو بھی اس کے کچھ نسخے دیے لیکن انہوں نے لینے سے یہ کہ کر انکار کر دیا کہ اس کو کون خریدے گا۔ آپ کے ارادوں میں مضبوطی تھی، آپ نے کہا کہ تم اس کو صرف اپنی دکان پر رکھ لو اگر فروخت ہو جائے تو پیسے دے دینا، پیسے کی وصولی میں کسی طرح کا اصرار نہیں ہو گا۔

یہ وہ طریقہ ہے جو کتب فروشوں کے مزاج کے بالکل خلاف ہے کیونکہ وہ ایسی کتابوں کی اشاعت کرتے ہیں جس کی مارکیٹ میں زیادہ مانگ ہو اور جب اس کو ریٹیلر تک پہنچاتے ہیں تو اس

کے پاس بکے یا نہ بکے اشاعتی ادارے جلد از جلد اپنی رقم وصول کرنا چاہتے ہیں تاکہ اگلے اشاعتی کام میں حاصل شدہ رقم کو لگا سکیں یہ طریقہ ان لوگوں کا ہے جن کا مقصد مال و زر کا حصول ہے۔ آپ کا مقصد اشاعتِ کتب دینیہ تھا اس لیے آپ اس طرح کی فکر سے پاک تھے۔

آپ کے اس طرز عمل کا یہ فائدہ ہوا کہ جب کنزالایمان کی ڈیمانڈ مارکیٹ میں بڑھنے لگی تو خود بعض دیوبندی کتب خانے والوں نے بھی مال و زر کی طلب میں اس کی اشاعت کی۔ اسی وقت ایک دیوبندی کتب خانہ والے نے حضرت سے کہا کہ مولانا آپ نے اعلی حضرت کو دوبارہ زندہ فرما دیا۔

آپ نے ہی صدرالافاضل علیہ الرحمہ کی کتابوں کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور جن کتب پر کچھ کام کی حاجت تھی اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر اس کی اشاعت کی۔ اگر آپ اس طرف قدم نہ بڑھاتے تو شاید آپ کے بعد صدرالافاضل کا اکثر لٹریچر ضائع ہو جاتا اور قوم صدرالافاضل علیہ الرحمہ کی تصانیف سے محروم رہ جاتی۔ اگرچہ آپ سے پہلے بھی بعض تصانیف شائع ہو چکی تھیں۔

حیات صدرالافاضل کے چند نقوش مولانا یامین صاحب کی زبانی:۔

حضرت مولانا یامین صاحب کو بزرگوں سے بڑی عقیدت و محبت تھی جب بھی آپ کے پاس جا کر کوئی بیٹھتا تو اس کو بزرگوں کے واقعات سنانے لگتے اور بہت مرتبہ ایسا ہوتا کہ آپ کی آنکھیں نم ہو جاتیں۔

آپ نے صدرالافاضل علیہ الرحمہ کے جو واقعات مجھ کو سنائیں ہیں میں ان کو بھی یہاں قلم بند کر دیتا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ کسی کتاب میں لکھے گئے ہیں یا نہیں لیکن میں ان کو حضرت سے روایت کر رہا ہوں کیوں کہ حضرت نے حضور صدرالافاضل کی زیارت کی ہے اور آپ کے معاصرین کی تو کثرت سے زیارت بھی کی ہے اور ان سے اکتساب فیض بھی کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں حضور صدرالافاضل علیہ الرحمہ مدرسے سے کچھ نہیں لیتے تھے آپ نے اپنا ذریعہ معاش حکمت کو بنایا تھا بلکہ آپ اپنی حکمت کی آمدنی سے مدرسہ کے اخراجات پورے کیا کرتے تھے، آپ نے مدرسے کو چندے پر موقوف نہیں کیا تھا۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے آپ کو ایک کیمیا لا کر دیا اور عرض گزار ہوا یہ جس چیز پر بھی ڈالیں گے وہ سونا ہو جائے گی۔ اولاً تو آپ کو اس کی بات پر اعتماد نہ ہوا لیکن جب اس نے چند مرتبہ مشاہدہ کرا دیا تو آپ نے اس کو تسلیم کر لیا۔ اس نے وہ شیشی آپ کو دی اور عرض کیا جب بھی آپ کو حاجت ہو اس کو استعمال کر لیں۔ آپ نے اس کو لے کر ایک طاق میں رکھ دیا۔ ایک عرصہ کے بعد وہ شخص پھر آیا اور دیکھا کہ وہ شیشی اسی طرح طاق میں رکھی ہوئی ہے۔ اس نے پوچھا حضور آپ نے اس کو استعمال نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی حاجت ہی پیش نہیں آئی۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر عرض کیا حضور مجھے دست غیب دکھائیں۔ آپ منع کرتے رہے وہ اصرار کرتا رہا۔ بالآخر اس کو ایک دریا کے درمیان ایک چھوٹے سے ٹیلے پر لے گئے، وہاں پر آپ نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور کچھ پڑھنا شروع کیا، جیسے ہی آپ پڑھ کر فارغ ہوئے آپ کے ہاتھ میں کچھ چاندی کے سکے آگئے۔ آپ نے اس شخص کو دیئے اور حکم دیا کہ ان کو صدقہ کر آؤ اور کسی سے بتانا مت۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے اس راز کو ظاہر فرمایا۔

ایک مرتبہ بارش ہو رہی تھی مدرسے کی چھٹی ہوئی تو سب بچے چھتری لے کر گھر چلے گئے ایک بچہ رہ گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: بیٹا! تم گھر نہیں گئے۔ اس نے عرض کیا: میرے پاس چھتری نہیں ہے۔ آپ نے اس کے ارد گرد اپنی انگشت مبارک سے ایک دائرہ کھینچ دیا اور فرمایا: اب جاؤ۔ وہ گھر پہنچا تو دروازے پر اس کی ماں بیٹھ کر انتظار کر رہی تھی، ماں نے جیسے ہی بیٹے کو بارش میں آتے دیکھا تو کھڑی ہو گئی اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ بارش میں بچہ آرہا ہے اور اس کے اوپر پانی کے ایک قطرے کا بھی اثر نہیں۔ معلوم کیا تو بچے نے بتایا کہ آج استاد صاحب نے ایک دائرہ کھینچ کر دم کیا تھا یہ اسی کی برکت ہے۔

صدر الافاضل کا حلقہ اثر پورے ملک ہند کو محیط تھا، غیر منقسم ہندوستان میں جگہ جگہ پہنچ کر آپ نے تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا۔ میں (مولانا یامین صاحب) ایک مرتبہ لاہور گیا، وہاں ایک غیر مقلد کا بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ میں باہر کھڑے ہو کر ہی کتابیں دیکھنے لگا، اس کو محسوس ہوا کہ میں مسافر ہوں۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے جواب دیا: مراد آباد۔ اس نے

پوچھا: مولانا نعیم الدین صاحب کو جانتے ہوں گے ؟ میں نے مزید اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا: میں انہیں کے ادارے کا مدرس ہوں۔ اتنا سنتے ہی اس نے مجھ کو دکان میں بلایا، میرے لئے خورد و نوش کا انتظام کیا اور بتانے لگا کہ میں خود تو غیر مقلد ہوں لیکن مولانا نعیم الدین صاحب سے بہت متاثر ہوں۔

ایک مرتبہ میں ایک سنی مسجد سے گزر رہا تھا اس میں جلسہ چل رہا تھا۔ جب میرا گزر مسجد کے سامنے سے ہوا تو مولانا نعیم الدین صاحب کا اعلان ہونے لگا۔ حضرت کا تذکرہ تو میں پہلے ہی سے سن چکا تھا لیکن کبھی حضرت کے خطاب کو سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ جیسے ہی حضرت کے نام کا اعلان سنا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ آج مولانا نعیم الدین صاحب کو بھی سن کر دیکھتے ہیں۔ میرے کچھ احباب بھی ساتھ تھے، میں نے ان سے بھی کہا لیکن ان لوگوں نے میری بات پر توجہ نہ دی اور چلے گئے۔ حضرت کے سحر انگیز خطاب کو سننے کے بعد حضرت کی عظمت کا سکہ میرے دل میں بیٹھ گیا اور میں حضرت کا معتقد ہو گیا۔

وصال پر ملال:۔

جامعہ نعیمیہ کا یہ چمکتا ستارہ تقریباً نصف صدی تک اپنی تابانی بکھیر تا رہا جامعہ کی تعمیر و ترقی میں آنے والی ہر آندھی کا مقابلہ سینہ سپر ہو کر کرتا رہا بالآخر گلشن نعیمی کا یہ نگہبان لوگوں کی نگاہوں سے بتاریخ ۲۸ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۱ اپریل ۲۰۲۱ء بروز اتوار رات ۱۱:۵۴ پر پوشیدہ ہو گیا۔ آپ کی نماز جنازہ جامعہ کے مؤقر استاذ حضرت علامہ مولانا مفتی سلیمان نعیمی صاحب نے عقیدت مندوں کے ہجوم میں پڑھائی۔

اللہ رب العزت ہمیں حضرت کے فیضان سے مالا مال فرمائے اور آپ کی رحلت سے جماعت اہل سنت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اسے آپ کا نعم البدل دے کر پر فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد اکمل احمد اشفاقی مصباحی: دیپا سرائے سنبھل یوپی

۸ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ۔ ۲۰ اپریل ۲۰۲۱ء

آہ حضور فقیہ العصر بھی چلے گئے

مولانا ارشاد القادری، نعیمی مدرسہ غوثیہ، ہنومان گڑھ، راجستھان

جو بیچتے تھے دوائے درددل
وہ دکان اپنی بڑھا گئے

۱۹۷۹ء مجھے اب بھی یاد ہے جب حضور والا گرامی، واستاذی حافظ شفاعت علی علیہ الرحمہ والرضوان نے عید الفطر کے چند دن بعد مجھے مرادآباد جامعہ نعیمیہ میں درس نظامیہ کی تعلیم کے لئے حضرت علامہ استاذی و مرشدی فقیہ العصر مولانا یامین صاحب قبلہ نعیمی علیہ الرحمہ کے سپرد فرمایا اور میں نے حضرت کی سرپرستی میں جامعہ نعیمیہ جیسی عظیم الشان درسگاہ علم وعمل میں قدم رکھا پہلی نظر میں ہی مینے میرے مربی ومحسن کو پیر علم وعمل اور ایک عظیم رہنماہ درویش صفت اور منکر المزاج پایا بے نفسی اور ریاکاری سے کوسوں دور تھی میرے حضور آیا دیگر اسلاف تھے آپ کیونکہ آپکو چناں تھا اور آپ متبنی تھے حضرت علامہ مولانا یونس علیہ الرحمہ کی نگاہ کے آپ انتخاب تھے حضور سیدی ومرشدی حضرت علامہ الحاج سید مختار اشرف علہ الرحمہ سجادہ نشین استاذ عالیہ حسینیہ سرکارکلاں کے اتنے سادہ درویش صفت کے ریا کا نام ونمود نہ تھا اتنے بڑے ادارہ کی اہتما والی پوسٹ لیکن دیکھنے میں ایک مرد قلندر واقع ہوئے تھے کہنے والے جو کہا اس کے مصداق تھے آپ کہ

درویش نہ آنست کہ مشہور جہانست۔ درویش آنست کہ بے نام ونشان است

مینے تقریباً ۱۰ ار برس تک حضور کی ذات ستودہ صفات کو سفر وحضر میں بہت قریب سے دیکھا اسلئے کہ میری خوش قسمتی تھی کہ میں حضور کے پاس بحیثیت متبنیٰ رہتا تھا آپ نہایت سخی تھے اکثر مہمان جو مدرسے میں آتے آپ اپنی جیب سے خرچہ مدرسہ کے خلاف کسی بات کو گوارہ نہ فرماتے اور کہتے یہ وہ ادارہ ہے جو میرے صدرالافاضل کی یادگار ہے اس ادارہ کی بقاکیلئے ہمارے بزرگوں نے نہ جانے کتنی قربانیاں دی یہ ادارہ وہ ادارہ ہے جو اسلاف کی یادگار ہے تبھی انہوں نے اسے اپنے خون پسینے سے سینچا آپ کو مینے ادارہ کی نالیاں اور لیٹرنگیں صاف کرتے بارہا بار دیکھا آپ فرماتے ارشاد بیٹے

امام عشق و محبت اعلحضرت عظیم البرکت نے کبھی کسی ادارہ کو چندہ دینے کیلئے لوگوں سے گذارش نہیں کی یہاں تک کہ اپنے ادارہ منظر اسلام کیلئے اپیل نہیں فرمائی لیکن یہ جامعہ نعیمیہ وہ عظیم ادارہ ہے جسکے چندہ کیلئے حضور فاضل بریلوی نے اپیل لکھی کہ لوگوں جامعہ نعیمیہ کی نصرت و حمایت دین متین کی نصرت ہے اور پھر وہ گرامی نامہ میرے حضور نے مجھے دکھایا اللہ اکبر کبیرا۔

جامعہ نعیمیہ کی رسید بکس میں ہر رسید پر لکھا ہے کہ خاموش کام ہمارا دستور عمل ہے حد تو یہ تھی بے نفسی کی کہ آپ کبھی پریس کیئے کپڑے زیب تن نہ فرماتے جبہ و ستار تسبیح مرقعہ ان ریاکاریوں سے مینے ہمیشہ آپکو دور نہایت دور سادگی کا پیکر دیکھا

دلقت بچہ کار آمد و تسبیح و مرقعہ۔ خود راز عملہائے نکوہیدہ بری دار

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ پر عامل آپکی ذات ستودہ صفات تھی

مینے مدرسے کی پائی پائی کیلئے آپکو مدرسہ کے کرایہ داروں کے ساتھ لڑتے دیکھا مدرسہ کا فالتو خرچہ نہ ہوا سکے لئے آپکو کڑھتے دیکھا حتیٰ کہ مدرسہ کی لائٹوں اور پنکھوں کو طلبہ کے فالتو جلانے پر آپکا طلبہ کو پھٹکارنا دیکھا مدرسہ کے تعلیمی انتظام و انصرام پر مدرسین کے ساتھ طلبہ کے و طلبہ کے ساتھ الجھتے دیکھا اکثر طلبہ کو کتابت و خطابت پر زور دلاتے دلاتے دیکھا اکثر گھر نہ جاتے اور اگر کبھی سنبھل گھر تشریف لیجاتے تو ادارہ کے سارے کام نپٹا کر جاتے مغرب کے بعد سنبھل جانا اور فجر سے پہلے واپس آکر طلبہ کو نماز فجر کیلئے اٹھانا دیکھا بارہا آپ کو اپنے منصب کے تئیں الجھنوں میں ڈالا گیا مگر مدرسہ کا حساب ہو یا ذمہ داریوں کا احساس ہو مینے آپکو کمیٹی اور سرپرستوں کے سامنے ہر معامہ میں اپنی پاکدامنی کیوجہ سے سرخرو ہوتے دیکھا مینے آپکو نماز باجماعت کا پابند دیکھا جھوٹ، بعض انانیت، غیبت، فریب تکبر سے دور اور یہ جانتے ہوئے کہ فلاں شخص مجھ سے متنفر ہے پھر بھی اسکے لئے عفو در گذر پر کاربند دیکھا۔

اسلاف کی صحبت میں رہکر آپنے شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے ان اشعار کر خود کو مصداق بنالیا تھا کہ

جہاں آے برادر نہ ماند بکس۔ دل اندر جہاں آفریں بند وبس

مکن تکیہ برملک دنیاو پشت۔ کہ لبار کس چوں توپرور دوکت

جو آہنگ رفتن کند جان پاک۔ چہ بر تخت مردن چہ برروئے خاک

بطور دلیل کہ واقعتًا آپکی زندگی ان اشعار کی مصداق تھی دوران تعلیم ایک دفعہ مجھے صبرو شکر کے عامل رہنے کیلئے اپنی گذشتہ زندگی کے متعلق ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ جب میری شادی ہوچکی تھی میں ڈلاری کے مدرسہ میں پڑھاتا تھا میری تنخواہ بہت کم تھی مدرسہ میں آمد نہ ہونے کیوجہ سے مجھے تنخواہ نہ مل سکی شام کو پڑھاکر جب گھر پہنچا تو تمھاری امی نے کہا کہ گھر میں پکانے کھانے کیلئے کچھ نہیں مینے اور تمھاری امی نے صبر کا دامن نہ چھوڑا باوجود اس کے کہ تمھاری امی کے میکے والے نہایت مالدار تھے لیکن تمھاری امی نے میکے میں کوئی رابطہ نہ کیا تاکہ میرے شوہر کی بے عزّتی نہ ہووہ شریعت کے حکم پر کاربندرہیں یہ مجھ پر میرے مولیٰ کا فضل تھا بہر حال مینے اپنے دور طالب علمی کی درسی کتابوں کو بازار میں فروخت کیا اور آٹا وغیرہ خرید کرلایا جب روٹی بنی اسوقت مینے اور تمھاری امی نے اللہ کا شکر ادا کیا اور آج اللہ نے اتنا نواز دیا حق ہے ان اللہ مع الصابرین۔

آج عمر کے اس پڑاؤ پر تمام پہلوؤں پر غور کررہاہوں اورآنکھوں سے آنسو جاری ہیں یہ سوچکر کہ مولیٰ تیری اس دنیامیں ایسے بھی نیک بندے اور بندیاں ہیں جنکی زندگی ہمارے مشغل راہ ہے۔

کسی نے برمحل کہاہے۔ جنون بے خودی میں پائے استقلال رکھاہوں۔ صراط عشق سے لغزش نہیں کرتاقدم میرا

جمعرات کے روز مدرسہ کی چھٹی کے بعد آپ سنبھل گھر تشریف لیجانے کیلئے مرادآباد کے بس اڈہ پر تشریف فرماتھے کہ اور بارش ہورہی تھی سوئی قسمت کہ آپکو دائیں جانب لقوہ کا اٹیک ہوااور کمر تک کا پورا حصّہ مکمل فالج زدہ ہوگیا آپکو یہ اٹیک معذور کرگیا حضرت کی وہ ذات جو نہایت خودداری

کے قائل تھے نہ جانیں کتنی مجبوریوں کے شکار ہوگئے۔ آپکے شاگرد، ہمنواں، ساتھی تمام خویش و اقارب سب کو نہایت دکھ ہوا مگر حکم مولیٰ از چہ اولیٰ کے تحت آپنے اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کیا۔۔

مگر جب آپکی صحت کے دور میں جو کام آپنے سرانجام دیئے وہ آب زر سے لکھنے سے قابل تھے ان تمام کا احاطہ مضمون کو نہایت طویل کردے گا اسلئے مشیت نمونہ از خروارے یہ کہ دیگر قابل ترین مدرسین کے علاوہ یادگار اسلاف، شاگرد حضور صدر شریعہ حضرت مفتی امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت، خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج حافظ و قاری شیخ التفسیر والحدیث حضور مبین الدین صاحب رضوی امجدی کا جامعہ میں تقرر جنکے لئے حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا تھا کہ اگر کسی کو زندہ ولی دیکھنا ہو تو وہ حاجی مبین الدین کو دیکھ لے جنکو آپ بری شریف سے جامعہ لائے۔

میں حضرت کی بارگاہ میں تا حین مرگ رہا آپکے تشریف لانے کے بعد جامعہ میں راجستھان، گجرات، یوپی، بہار، بنگال کے طلبہ ک ایک جم غفیر رہتا تھا جو آپ سے استفادہ کرتا تھا۔ حضرت حضور مہتمم صاحب سے بہت لگاؤ رکھتے تھے اور فرماتے مولانا یامین صاحب بہت جفاکش ہیں کتنے معاملات کو سنبھالتے ہیں چاہے نظام جامعہ ہو یا ادارہ سے متعلق سیکڑوں جایدادوں کا رکھ رکھاؤ انکی مقدمیں بازی ہو یا مکتبہ نعیمیہ

جائدادوں کے تنازعات میں بارہا مجھے روانہ فرماتے چونکہ میں ہندی، انگریزی سے واقف تھا مکتبہ نعیمیہ ۱۹۴۷ کے بعد معدودے چند میں سے ایک حضرت مہتمم صاحب تھے۔ جنھوں نے بالعموم اھلسنت کی کتابوں اور بالخصوص حضور صدرالافاضل کی کتب مثلاً اطیب البیان۔ نعیمی خطبات، جاء الحق، خطبات برطانیہ، اسلامی زندگی ہندی، شمع سبستان رضا، فتاویٰ رضویہ جلد دوم، وجلد سوم انکے علاوہ کئی اور کتب مکتبہ نعیمیہ کیطرف سے بارہا چھپکر ملک وبیرون ملک میں ہر طرف چھاگئیں حضرت کو سندوں میں مسلک اھل سنت کی کتابیں اردو میں

سنہ ۱۹۴۷ کے بعد سب سے پہلے منظر عام پر پورے ملک میں دستیاب کرنے کا شرف حاصل تھا جبکہ آف سیٹ وغیرہ کچھ نہ تھا بلکہ کتابت کے اور پلیٹ بنکر کئی مرحلوں سے گذر کر کتاب

منظر عام پر آتی تھی نیز ہندی میں اھلسنت کی کتب چلن کرنے میں بھی سب سے پہلے حضرت کو اوراس فقیر کو حاصل ہوااسلامی زندگی ھندی می چھپ کر مکتبہ نعیمیہ کیطرف سے منظر عام پر آئی جسکو ھندی پڑھنے والے طبقہ نے نہایت پسند کیا آپکی طلبہ پر یہ شفقت تھی کہ تمام طلبہ کو بغیر کسی بھی فائدے کے کتابیں عطافرتے یہاں تک کہ انھیں مفت عطافرمادیا کرتے۔ آپکے کہنے پر حضور حاجی مبین الدین صاحب محدث امروہوی نے شہید معظم کتاب دیبانیہ کے رد میں لکھی جو نہایت مستند کتاب ہے مکتبہ نعیمیہ سے منظر عام پر آئی نیز بیضاوی شریف کے دو پارے کی شرح حضرت حاجی صاحب قبلہ نے لکھی جسمیں تحریر اس فقیر کی ہے لیکن ابھی تک وہ چھپ کر منظر عام پر نہ آسکی۔

انوکھی وضع سارے زمانے سے نرالی ہے۔ الٰہی عاشق کونسی بستی کے رہنے والے ہیں۔

آپنے دوبار حج کرنے کی سعادت حاصل فرمائی۔ دوران تعلیم کبھی مزاحیہ کلام بھی فرماتے فرمایا کہ حضرت اجمل شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اور حضرت علامہ مولانا یونس صاحب قبلہ ودیگر اسٹاف تشریف فرماتھا کہ چائے پیش کی گئی حضرت علامہ اجمل شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ چائے تین طرح کی ہونی چاہیئے۔ لب سوز، لب دوز، لب ریز۔ لب سوز یعنی خوب گرم۔ لب دوز یعنی اتنی میٹھی کہ دونوں ہونٹ آپس میں پیتے وقت ایک دوسرے سے چپک جائیں۔ اور لب ریز یعنی پیالہ خوب بھرا ہوا ہو فوراً حضرت مولانا یونس صاحب نے فرمایا کہ حضرت ایک قسم رہ گئی وہ لب دھڑ ایعنی اور پر خوب ملائی ہونی چاہیئے جسے سنکر تمام محفل پر ضحک طاری ہوگیا۔ ہمارے طالب علمی دور میں ٹیلی ویژن کے سلسلے میں جو شیخ الاسلام اور اظہری میاں علیہ الرحمہ کا جو اختلاف بنام اشرفی ورضوی ہوا جوکہ سراسر اپنی دوکانداری چمکانے والوں نے اشرفی، رضوی اختلاف بنادیا تھا جبکہ حقیقت بلکل اسکے برعکس تھی اس معاملہ میں حضور کے سامنے جب بھی طلبہ یا علماء یہ ذکر کرتے آپ نہایت جلال میں آجاتے اور فرماتے یہ اختلاف فی المسائل ہے نہ کہ اختلاف فی العقائد ہم سب اھل سنت والجماعت ہیں لوگوں نے یہ اشرفی رضوی کی کیارٹ لگارکھی ہے جبکہ ہمارے اسلاف چاہے بریلی شریف کے ہوں یا کچھوچھہ شریف کے سب ہمیشہ شیر و شکر کی طرح رہے ہم سب سنی ہیں اور

بس ہمارے بزرگوں نے یہ طے فرمادیا ہے جو اشرفی ہے وہ رضوی ہے اور جو رضوی ہے وہ اشرفی ہے جو اس بات کو تسلیم نہ کرے وہ نہ اشرفی ہے اور نہ رضوی جامعہ کا جو سالانہ دستار بندی کا جلسہ ہوتا اسمیں آپ بریلی اور کچھوچھہ کا سنگم رکھتے بریلی اور کچھوچھہ دونوں جگہ کے بزرگ موجود رہتے جنکے مقدس ہاتھوں سے دستار بندی ہوتی

ایک ہنگامہ محشر ہو تو اسکو بھولوں

ہزاروں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے

جب لقوہ ہو چکا تھا اور ایک وقت ایسا آیا کہ لگنے لگا شاید حضور اس دار فانی سے کوچ فرمانے والے ہیں میرے محب گرامی برادر خورد مفتی محمد سلیمان صاحب قبلہ نے بتایا کہ حالات ایسے تھے کہ حضور حیات کے آخری مرحلہ میں ہیں مجھے چھوٹا صندوق کھولکر الگ الگ مد کی رقم جو الگ الگ پوٹلی میں بندھی تھی عطافرمائی ہم لوگ دیکھ کر حیرت میں تھے کہ آپکی ذات میں کتنی امانتداری تھی لیکن مرضئ خد مولا کہ پھر سے حضرت کی طبیعت صحیح ہوگئی اور آپ عرصہ دراز تک زندہ رہے بلکہ راجستھان ہمارے علاقہ میں دورہ ہوا آخر کار آپ نے جب جامعہ میں بھی تشریف لیجانا چھوڑدیا۔ اور نقاہت بے حد ہوگئی بہر حال گذرتے وقت کے ساتھ آخر وہ وقت بھی آیا کہ آپ موت کی آغوش میں سو گئے اور عالم دنیا سے عالم برزخ کو چل دیئے وہ عالم قبر جہاں صرف اور صرف خاموشی ہے

ہزاروں آ، آئے تھے آباد کرتے ہیں۔

مگر اے قبرستان تیرا سرناٹا نہیں جاتا۔

دعاء ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل اپنی رحمت کے پھول انکی مرکد پر برسائے

اور انکی اھل خانہ واھل قبیلہ کو صبر جمیل عطافرمائے آمین بجاہ حبیب الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

سگ پائے حضور ارشاد القادری نعیمی مدرسہ غوثیہ

ہنومان گڑھ راجستھان۔

مہتمم صاحب کی شفقت و نوازش

مولانا ساجد خان نعیمی: مدرسہ اسلامیہ غوثیہ شہباز نگر شاہجہانپور

حضرت علامہ و مولانا محمد یامین صاحب ایک عظیم شخصیت تھے۔ طلبہ پر شفقت فرمانا آپ کا بڑا کارنامہ تھا۔ ہر وقت طلبہ کی اصلاح اور دین کی بلندی کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ میں نے حضرت کو طلبہ پر بہت شفقت فرمانے والا دیکھا۔ ایک مرتبہ میں نے حضرت مہتمم صاحب کی شفقت اور نوازش کو دیکھا کہ میں جب جامعہ نعیمیہ میں زیر تعلیم تھا میرے کمرے میں پنکھا نہیں تھا اور گرمی کا موسم تھا۔ میں پڑھنے کے لیے سب سے پہلے اٹھتا تھا اور مہتمم صاحب خاموشی سے میرے کمرے میں آتے اور دیکھ کر چلے جاتے۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد مجھ ناچیز کو ہاتھ پکڑ کر دیوان بازار لے گئے۔ اور دکان سے پنکھا خرید کر دیا اور کہا کہ یہ کمرے میں لگوا لینا۔ بعد مغرب بجلی ماسٹر کو بلوایا اور پنکھا لگوایا۔ حضرت کی میرے لیے بہت بڑی شفقت اور نوازش تھی حضرت امانت دار عالم اور شفقت فرمانے والے شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی انوار و تجلیات کی بارش فرما کر ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے فیض سے ہم سب کو مستفیض فرمائے۔ اور جامعہ نعیمیہ کو اور ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

راقم: محمد ساجد خاں نعیمی

صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ غوثیہ شہباز نگر شاہجہانپور

مقبولِ اکابر دُرِ یکتا مِرے یامین

مولانا سعادت علی جامعی ثانیؔ، ہنومان گڑھ، راجستھان

عہدِ رواں کے کثیر الفتن ماحول میں صفاتِ صالحین سے متّصف کسی شخصیت کی تلاش ہزار ہا تصاویر سے بھرے ہوئے نگار خانے میں کوئی مخصوص تصویر تلاش کرنے کے مترادف ہے علی الخصوص کہ جب عام معاشرتی نظام پر مخربِ حالات، منتشر الطبع، دجالی و شیطانی فکر کا اقتدار ہو لیکن دنیا کا نفوسِ قدسیہ سے خالی ہو جانا ناممکنات سے ہے کہ تا قیامت ہر زمانے میں اولیاء اللہ کا وجود ضرور رہے گا۔ اور ان کے فیوض و برکات امت مسلمہ کی ناخدائی کرتے رہیں گے۔ ایک بے داغ صاف و شفاف آئینے میں نظر آنے والا عکسِ جمالِ خدا ہماری ترستی نظروں سے اوجھل ہوا۔

آیاتِ قرآنیہ و صاحبِ آیاتِ قرآنیہ کی سیرت پہ کھرے اترنے والے مہتمم صاحب، استاد، استاذ الاساتذہ، صاحبِ اوصافِ حمیدہ و اخلاقِ کریمہ، حضرت، صوفی محمد یامین صاحب قبلہ بلاشبہ صاحب خلق عظیم کے حقیقی پیروکار تھے۔ کسی کو مجالِ انکار نہیں کہ استاد شفقت، دلگیری، محبت، الفت، مہربانی، کرم، بخشش، جود و سخا، رحم دلی، نرمی، شگفتہ مزاجی، انکسار و عجز، مہماں نوازی، عفوو درگزر اور آپسی اخوت و مروت کے سراپا نشان تھے۔ مشائخ کرام و علماے عظام کا آپ کو جامعہ نعیمیہ کا نظام سونپ دینا آپ کی معلمانہ و مدبرانہ صلاحیتوں کی سند ہے۔

حضرت کی طویل زندگی نظروں کے سامنے ہے جو بے شمار خوبیوں کے ساتھ ہنرمندی سے پر ہے۔ تمام گوشہ ہاے حیات پر تبصرہ دشوار ہے البتہ راقم کے ذہن پر جو واقعات بھرپور تاثر کے ساتھ مسلط ہوئے پیشِ خدمت ہیں:-

دور طالب علمی میں ناچیز ایک شادی کے لیے رخصت لے کر گھر گیا۔ اتفاقاً اسی ہفتے شادی کی دو مزید تقریبات رشتے داریوں میں طے تھیں اس سبب سے پورا ہفتہ جامعہ میں حاضر نہ ہو سکا۔ حضرت کی خصوصی نظر اس ناچیز پر رہتی تھی۔ آٹھ روز کے بعد جب درسگاہ میں حاضر ہوا تو حضرت دیکھ کر حسبِ عادت مسکرائے اور فرمایا: ہوگئی شادی؟ عرض کی: جی حضور! فرمایا: اتنے دن کیوں غائب رہے؟ عرض کی: حضور تین تین شادیاں تھیں، ان میں شرکت کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ سوالیہ

انداز میں فرمایا: تین شادیاں تھیں؟ عرض کی: جی حضور! ایک مہمان حضرت کے حضور حاضر تھے کہنے لگے: شاید یہ لڑکا جھوٹ بول رہا ہے۔ حضرت نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: یہ لڑکا جھوٹ نہیں بولتا۔ مہمان صاحب چونکے تو حضرت نے دوبارہ ارشاد فرمایا "یہ لڑکا کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔" اس جملے نے مجھ پر اتنا گہرا اثر ڈالا کہ پہلے کی زندگی میں جھوٹ نہ بولنے کا دعویٰ نہیں البتہ وہ دن اور آج کا دن کہ جھوٹ نہ بولنے کا تہیہ اور اس پر عمل پیرا رہنے کا عزم اب بھی الحمدللہ برقرار ہے۔

سبحان اللہ؛ کیا انداز ہے تربیت کا۔ افواہ عام ہے کہ آج کل مدارس میں صرف تعلیم ہوتی ہے تربیت نہیں ہوتی لیکن یہ واقعہ اس افواہ کو غلط ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

حضرت کی آرام گاہ اور کتب خانہ دونوں کے لیے ایک ہی کمرہ تھا۔ ناچیز ایک مرتبہ حاضر ہوا اور سلام کیا؛ حضرت نے جواب عنایت فرما کر سوالیہ نظریں اٹھائیں۔ عرض کی: حضور کچھ کتابوں کی ضرورت ہے۔ فرمایا: چن لو! چناں چہ ورد و وظائف کی سات آٹھ کتابیں منتخب کر کے حضرت کے حضور پیش کیں؛ دیکھ کر مسکرائے۔ اور فرمایا: صوفی بنو گے؟ میں نے نظریں جھکائیں اور مسکرانے لگا۔ حضرت نے فرمایا: لے جاؤ! میں نے نظریں اٹھا کر عرض کی حضور قیمت؟ بے انتہا شفقتوں بھرے لہجے میں پھر سے فرمایا: لے جاؤ! یہ ناچیز حضرت کے قدموں میں دل بچھا چکا تھا اور خیالوں میں اپنی جان حضرت کے لیے نچھاور کر چکا تھا سلام کر کے باہر نکل آیا۔ کیا سخاوت تھی کہ حضرت کا ذریعۂ معاش تجارت تھا اور تجارت میں ایسی داد و دہش کہ عقل حیران ہو جائے۔ یقیناً "ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء"

ایک مرتبہ حضرت بطور مہمان ہمارے گاؤں گڑیا، ہنومان گڑھ، راجستھان میں گھر پر تشریف لائے ہوئے تھے (یہاں حضرت کا اکثر آنا جانا تھا) میں اور والد صاحب حضرت صوفی شفاعت علی علیہ الرحمہ حضرت کی بارگاہ میں حاضر تھے، دعوت سے متعلق گفتگو جاری تھی۔ میں چوں کہ بچہ تھا دیہاتی زبان بول رہا تھا۔ حضرت نے نصیحت فرمائی: بیٹا! زبان کو معیاری بناؤ! اور اسی وقت کچھ الفاظ کی اصلاح بھی فرمائی پھر والد صاحب نے ہمیشہ میری زبان کی طرف توجہ دی اور وقتاً فوقتاً اصلاح فرماتے رہے۔ اردو ادب کی طرف توجہ کی خاطر یہ نصیحت ایک ٹھوس بنیاد تھی۔

سینکڑوں واقعات ہیں جو کمال انسانیت، مروت، اخوت، محبت، شفقت اور بے شمار خوبیوں سے مزین ہیں جنہیں قرطاس وقلم رقم نہیں کر سکتے۔

خراجِ عقیدت:

اسلاف کے کردار کی صورت ہوئے یامین
مقبولِ اکابر دُرِ یکتا مِرے یامین
کیا مرتبہ ہے حضرتِ یامین کا ثانی
ہیں اہل ولایت کی صفوں میں کھڑے یامین

حضرت علامہ یامین نعیمی علیہ الرحمہ

ایک ہمہ جہت شخصیت

مولانا نازش مدنی نازش مرادآبادی: خادم التدریس: جامعۃ المدینہ، ہبلی کرناٹک

سنبھل صوبہ اتر پردیش کا ایک علمی وروحانی شہر ہے۔ جہاں علم وفن کے بڑے بڑے نیر تاباں طلوع ہوتے رہے اور عالم اسلام کو اپنی علمی وروحانی کرنوں سے ضیابار کرتے رہے ہیں۔ انہیں عبقری اور تاریخ ساز شخصیات میں عمدۃ الخلف، حجۃ السلف، اسیر صدر الافاضل، استاذ العلما حضرت علامہ مولانا یامین احمد نعیمی سنبھلی علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔ آپ کا تعلق اتر پردیش کے معروف شہر سنبھل سے ہے۔ آپ نے دینی تعلیم مرادآباد کے مرکزی ادارہ جامعہ نعیمیہ (دیوان بازار) سے حاصل کی۔ آپ استاذ العلماء مفتی یونس نعیمی علیہ الرحمہ (سابق مہتمم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ مرادآباد، وجامعہ اجمل العلوم سنبھل) کے بھتیجے اور اشفاق العلماء، حضور مفتی اعظم راجستھان مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی اجملی نور اللہ مرقدہ کے داماد الحاج ڈاکٹر غلام رسول صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ اللہ جل وعلا نے آپ کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ اصاغر نوازی، دیانت داری، اور حوصلہ افزائی جیسے خصائل آپ کی فطرت کے اہم حصہ تھے۔ حضور مفتی یونس صاحب نعیمی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد تادم حیات آپ جامعہ نعیمیہ کے مہتمم اعلیٰ رہے اور بحسن وخوبی اس اہم ذمہ داری کو سرانجام دیتے رہے۔

عاجزی وسادگی:۔

کسی بھی شخصیت کی تعمیر وترقی میں عجز وانکساری کا بھی کلیدی کردار ہوتا ہے۔ حضرت مہتمم اعلیٰ کے اندر یہ وصف بدرجہ اتم موجود تھا۔ آنے والے مہمان کا استقبال کرنا، اپنے تلامذہ کو عزت دینا، اور فضلاے جامعہ نعیمیہ کا بھرپور خیال رکھنا اور ان کی پریشانیوں کا مداوا کرنا آپ کا وطیرہ تھا۔

حضرت مولانا رئیس احمد نعیمی اجملی زید شرفہ بیان کرتے ہیں کہ:

ہم لوگ جب بھی آپ سے ملاقات کی غرض سے جاتے تو آپ علیہ الرحمہ ہم سے خندہ پیشانی سے پیش آتے، پاس بٹھاتے اور چاے اور بسکٹ سے ضیافت فرماتے۔

اسی طرح سادگی بھی آپ کے اندر بلا کی تھی ایک مرتبہ بندہ ناچیز آستانہ صدر الافاضل پر حاضری کے لیے حاضر ہوا تو دیکھا کہ جامعہ نعیمیہ کے صحن میں دو طالب علم ایک نحیف وکمزور بزرگ کو سہارا لگا کر درس گاہ کی طرف لے جا رہے ہیں جو بزرگ انتہائی سادہ لباس میں ملبوس اور دیہاتی بوڑھوں کی طرح سر پر ایک رومال باندھے ہوئے ہیں۔ پوچھنے پر بتایا کہ یہ بزرگ مہتمم اعلیٰ حضرت علامہ یامین صاحب نعیمی ہیں۔ سن کر انتہائی حیرانگی ہوئی کہ اس قدر مشہور نام اور سادگی اس قدر کہ پہلی مرتبہ دیکھنے والا پہچاننے سے قاصر رہ جائے۔

دیانت داری :۔

مہتمم اعلیٰ حضرت علامہ یامین صاحب علیہ الرحمہ انتہائی دیانت دار اور امین شخص تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ مفتی یونس نعیمی (سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ) کے بھتیجے تھے۔ مفتی یونس صاحب کی چوں کہ کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس واسطے آپ نے وصال سے چند روز قبل اپنے بھتیجے حضرت مولانا یامین صاحب قبلہ کو جامعہ نعیمیہ کی تمام تر امانتیں سپرد کر دیں۔ پھر جب آپ کا وصال ہو گیا تو حضرت علامہ یامین صاحب نے ساری امانتیں جامعہ نعیمیہ کی کمیٹی کے احباب کو سپرد کر دیں۔ آخر میں سونے چاندی کے کچھ زیورات سے بھری ایک تھیلی بھی کمیٹی والوں کو سپرد کی جن کا خود اہل کمیٹی تک کو علم نہ تھا۔ یہ امانت داری دیکھ کر اہل کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ آپ کو نیا مہتمم نامزد کیا جائے۔ لہٰذا اسی وقت آپ کو جامعہ نعیمیہ کا مہتمم اعلیٰ بنایا گیا۔ یوں آپ علیہ الرحمہ جامعہ نعیمیہ کے مہتمم مقرر

ہوئے اور تادم حیات اس فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ اگرچہ آخر کے کچھ سالوں میں آپ فالج زدہ ہونے کی بنا پر اس عہدے سے مستعفی ہو گئے تھے مگر اس کے باوجود بھی آپ علیہ الرحمہ بالکل اسی طرح ساری ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے تھے جس طرح مستعفی ہونے سے پہلے ادارہ کی خدمت کیا کرتے تھے۔

دینی کام میں تعاون :۔

آپ علیہ الرحمہ چوں کہ مکتبہ نعیمیہ بھی چلاتے تھے۔ تو نشر واشاعت اور مکتبہ چلانے کا آپ کو کافی لمبا تجربہ ہو چکا تھا۔ مگر کتمان نفع جیسی مذموم صفت سے آپ دور ونفور تھے۔ عموماً تاجروں کو دیکھا گیا ہے کہ کاروباری نفع بخش، اور سود مند باتیں دوسرے تاجر کو نہیں بتاتے مگر آپ کے اندر یہ عادت بالکل نہیں تھی اور ہوتی بھی کیوں اس لیے کہ آپ فقط تاجر نہیں تھے اور آپ کا مقصد فقط تجارت نہ تھا بلکہ دین دین متین کی خدمت اصل مقصود تھی۔ اسی لیے کتمان والی بات بھی آپ کے اندر نہیں تھی۔ جس کا اندازہ آپ مندرجہ ذیل واقعہ سے کر سکتے ہیں:

شہزادہ مفتی اعظم راجستھان الحاج معین اشرفی (بانی: فاروقیہ بک ڈپو، دہلی و سربراہ اعلی دارا لعلوم اسحاقیہ، جودھ پور و سربراہ اعلیٰ دار العلوم اشفاقیہ جویا، ضلع مرادآباد یوپی) بیان کرتے ہیں کہ: جب ہم نے ابتداءً سنبھل میں فاروقیہ بک ڈپو کا قیام کیا تو ہم تو چوں کہ اس لائن میں بالکل نئے نئے تھے اتنا تجربہ بھی نہیں تھا تو ہم بارہا اس سلسلہ میں آپ سے مشورہ کرتے تو آپ علیہ الرحمہ پریس، بائنڈنگ، اور کاغذ کے حوالہ سے مفید مشورے دیتے اور شانہ بشانہ کھڑے رہتے جب کہ تاجر عموماً اس طرح راز و نیاز کی باتیں ایک دوسرے کو نہیں بتاتے ہیں مگر آپ علیہ الرحمہ نے ہمارا کھل کر تعاون کیا۔

جامعہ نعیمیہ سے عشق کی حد تک لگاو:۔

آپ علیہ الرحمہ کی زندگی کا بیشتر حصہ جامعہ نعیمیہ کی چہار دیواری کے اندر گزرا آپ کو جامعہ نعیمیہ سے عشق کی حد قلبی لگاؤ تھا اور کیوں نہ ہو کہ یہ آپ کا مادر علمی ہے۔ ہمہ وقت جامعہ کی تعمیر و ترقی میں آپ کوشاں رہتے، اور رمضان المبارک میں ملک کے مختلف علاقوں بالخصوص راجستھان کے

کچھ شہروں میں جامعہ نعیمیہ کے چندہ کی وصولی کے سلسلے میں تشریف لے جاتے۔ اور پورے رمضان المبارک گاؤں گاؤں قریہ قریہ، نگر نگر جا جا کر ادارہ کے لیے کوشاں رہتے۔

مکتبہ نعیمیہ کا قیام:۔

نشر واشاعت کے سلسلے میں آپ علیہ الرحمہ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اہل سنت وجماعت کا جتنا لیٹریچر اور مواد ہے اس کو احسن طریقے سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں چھپوا کر سستے سے سستے داموں میں عام کیا جائے۔ اسی جذبے کے پیش نظر آپ علیہ الرحمہ نے مکتبہ نعیمیہ کا قیام فرمایا اور اس کے پلیٹ فارم سے علمائے اہل سنت کی متعدّد کتب و رسائل کو شائع کروا کر عام کیا۔

کنزالایمان کی اشاعتِ نو:۔

یوں تو قرآن کریم کے کئی تراجم ہوئے اور ہوتے رہیں گے مگر جو جامعیت اور خصوصیات امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے ترجمہ ''کنزالایمان'' کو حاصل ہے اس کی مثال آفاق عالم میں نہیں ملتی۔ پھر صدر الافاضل فخر الاماثل علامہ الشاہ سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ کے تفسیری حاشیہ ''خزائن العرفان'' نے اس پر چار چاند لگا دیے۔ کنزالایمان کی پہلی اشاعت سرکار صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے زمانہ حیات میں ہوئی۔ پھر اس کی اشاعت نو کی جانب مہتمم صاحب نے توجہ کی اور از سر نو عمدۃ الاصفیا، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ الحاج مفتی مبین الدین محدث امروہوی اور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری علیہما الرحمہ سے اس کی تصحیح کروا کر اس کی اشاعت کروائی۔ اس طرح اس نمایاں کارنامے کا سہرا بھی آپ کے سر سجا۔

(بروایت: الحاج معین اشرفی، سنبھل)

تذکرہ نعیم بزبان یامین :۔

حضرت علامہ یامین نعیمی علیہ الرحمہ کے بھتیجے اور نبیرہ سرکار مفتی اعظم راجستھان حضرت مولانا اکمل اشفاقی مصباحی زید عزہ لکھتے ہیں:

علامہ یامین نعیمی علیہ الرحمہ نے صدرالافاضل علیہ الرحمہ کے جو واقعات مجھ کو سنائیں ہیں میں ان کو بھی یہاں قلم بند کرتا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ کسی کتاب میں لکھے گیے ہیں یا نہیں لیکن میں ان کو حضرت سے روایت کر رہا ہوں کیوں کہ حضرت نے حضور صدرالافاضل کی زیارت کی ہے اور آپ کے معاصرین کی تو بکثرت زیارت بھی کی ہے اور ان سے اکتساب فیض بھی چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

حضور صدرالافاضل علیہ رحمۃ اللہ علیہ مدرسے سے کچھ نہیں لیتے تھے آپ نے اپنا ذریعہ معاش حکمت کو بنایا تھا بلکہ آپ اپنی حکمت کی آمدنی سے مدرسہ کے اخراجات پورے کیا کرتے تھے۔آپ نے مدرسے کو چندے پر موقوف نہیں کیا تھا۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے آپ کو کیمیا لا کر دیا اور عرض کیا کہ یہ کیمیا جس چیز پر بھی ڈالیں گے وہ سونا ہو جائے گی۔ اولاً تو آپ کو اس کی بات پر اعتماد نہ ہوا لیکن جب اس نے چند مرتبہ مشاہدہ کرا دیا تو آپ نے اس کو تسلیم کر لیا۔اس نے وہ شیشی آپ کو دی اور عرض کیا جب بھی آپ کو حاجت ہو اس کو استعمال کر لینا۔آپ علیہ الرحمہ نے اس کو لے کر ایک طاق میں رکھ دیا۔ایک عرصہ کے بعد وہ شخص پھر آیا اور دیکھا کہ وہ شیشی اسی طرح طاق میں رکھی ہوئی ہے۔اس نے پوچھا حضور آپ نے اس کو استعمال نہیں کیا۔آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی حاجت ہی پیش نہیں آئی۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر عرض کیا حضور مجھے دست غیب دکھائیں۔آپ منع کرتے رہے وہ اصرار کرتا رہا۔ بالآخر اس کو ایک دریا کے درمیان ایک چھوٹے سے ٹیلے پر لے گئے۔ وہاں آپ نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور کچھ پڑھنا شروع کیا جیسے ہی آپ پڑھ کر فارغ ہوئے آپ کے ہاتھ میں کچھ چاندی کے سکے آ گئے۔آپ نے اس شخص کو دیئے اور حکم دیا کہ ان کو صدقہ کر آؤ اور کسی سے بتانا مت۔آپ کی وفات کے بعد اس نے اس راز کو ظاہر فرمایا۔

یونہی ایک مرتبہ بارش ہو رہی تھی مدرسے کی چھٹی ہوئی تو سب بچے چھاتا لے کر گھر چلے گیے ایک بچہ رہ گیا۔آپ نے اس سے پوچھا: بیٹا! تم گھر نہیں گیے۔ اس نے عرض کیا میرے

پاس چھاتا نہیں ہے۔ تو آپ نے اس کے ارد گرد اپنی انگشت مبارک سے ایک دائرہ کھینچ دیا اور فرمایا: اب جاؤ۔ وہ گھر پہنچا تو دروازے پر اس کی ماں بیٹھ کر انتظار کر رہی تھی ماں نے جیسے ہی بیٹے کو بارش میں آتے دیکھا تو کھڑی ہوگئی اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ بارش میں بچہ آرہا ہے اور اس کے اوپر ایک قطرہ بھی نہیں پڑا۔ معلوم کیا تو بچے نے بتایا کہ آج استاد صاحب نے ایک دائرہ کھینچ کر دم کیا تھا یہ اسی کی برکت ہے۔

صدر الافاضل کا حلقہ اثر پورے ملک ہند کو محیط تھا غیر منقسم ہندوستان میں بھی جگہ جگہ پہنچ کر آپ نے تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیا۔

میں (مولانا یامین صاحب) ایک مرتبہ لاہور گیا وہاں ایک غیر مقلد کا بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ میں باہر ہی کھڑے ہو کر کتابیں دیکھنے لگا، اس کو محسوس ہوا کہ میں مسافر ہوں۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے جواب دیا: مرادآباد! اس نے پوچھا: مولانا نعیم الدین صاحب کو جانتے ہوں گے؟ میں نے مزید اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا: میں انہیں کے ادارے کا مدرس ہوں۔ اتنا سنتے ہی اس نے مجھ کو دکان میں بلایا، میرے لئے خورد و نوش کا انتظام کیا اور بتانے لگا کہ میں خود تو غیر مقلد ہوں لیکن مولانا نعیم الدین صاحب سے بہت متاثر ہوں۔

ایک مرتبہ میں ایک سنی مسجد سے گزر رہا تھا اس میں جلسہ چل رہا تھا۔ جب میرا گزر مسجد کے سامنے سے ہوا تو مولانا نعیم الدین صاحب کا اعلان ہونے لگا۔ حضرت کا تذکرہ تو میں پہلے ہی سے سن چکا تھا لیکن کبھی حضرت کے خطاب کو سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ جیسے ہی حضرت کے نام کا اعلان سنا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ آج مولانا نعیم الدین صاحب کو بھی سن کر دیکھتے ہیں۔ میرے کچھ احباب بھی ساتھ تھے۔ میں نے ان سے بھی کہا لیکن ان لوگوں نے میری بات پر توجہ نہ دی اور چلے گیے۔ حضرت کے سحر انگیز خطاب کو سننے کے بعد حضرت کی عظمت کا سکہ میرے دل میں بیٹھ گیا اور میں حضرت کا معتقد ہو گیا۔ دعا ہے اللہ جل وعلا حضرت مہتمم اعلیٰ کی قبر پر رحمت و نور کی بارشیں نازل فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

مہتمم صاحب کی حیات طیبہ پر طائرانہ نظر

ماسٹر رئیس عالم پیپل سانوی ثم بلاروی

کامیاب زندگی گزارنے کے لیے ذہنی سکون بے حد ضروری ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ سے بہتر خلق کا پیغام ملتا ہے جس میں اخلاق، اخلاص، مروت، قناعت وفا اور جذبہ ایثار شامل ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ انسان کا کردار آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہونا چاہیے۔

یامین لفظ کے، لغوی معنی بھی راست باز کے ہیں۔ جس میں درج بالا صفات خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہوں۔ ایسی ہی عظیم شخصیت کا نام ''الحاج مولانا مولوی محمد یامین صاحب'' ہے۔

آپ ۱۱/اپریل ۲۰۲۱ء مطابق ۲۸/شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز اتوار پیر کی شب ۱۲/بج کر ۴۵/منٹ پر مالک حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس موقع پر جناب الحاج ماسٹر ضمیر احمد ضمیرؔ سالکی ادیبی بلاروی کا وہ قطعہ جو انہوں نے حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب مفتی سنبھل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات پر کہا تھا۔ ؎

ماہ وانجم افسردہ ہیں گلشن میں روتی ہے شبنم
یہ واحد سب کا غم ہے موت العالِم موت العالَم

موصوف نے ۲۷/جولائی ۱۹۳۹ء کو سنبھل کے معزز شیخ ترک خاندان میں دنیا کی پہلی روشنی دیکھی۔ سنبھل اور اطراف میں ترکی نسل کے شیخ خاندان بکثرت پائے جاتے ہیں۔ آپ کے والد محترم حافظ اصغر حسین صاحب ولد جناب حافظ ابرار حسین صاحب مرحوم تھے۔ پہلے یہ خاندان دیپا سرائے چوک سنبھل میں اہل سنت کے معروف عالم دین حضرت الحاج الشاہ مفتی محمد اجمل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے پاس حویلی نام سے مشہور مکان میں رہا کرتے تھے۔ آپ کے والد محترم ایک اچھے حافظ اور پابند شریعت تھے۔ آپ نے کافی عرصہ تک میرن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد چمن سرائے میں امامت کے فرائض انجام دیے۔ آپ کا آبائی رہائشی مکان چھوٹا تھا۔ اور خاندان بڑا تھا۔ محلہ دیپا سرائے میں ہی انجمن روڈ پر جناب الحاج ظفر الاسلام صاحب کی کوٹھی کے

سامنے ایک قطعہ اراضی پر آپ کے دادا جناب حافظ ابرار حسین صاحب کا ایک امرود کا باغ تھا۔انہوں نے باغ میں ایک لکڑی کی ٹال رکھ لی تھی۔آپ کے والد محترم نے اسی ٹال والی جگہ پر کھانڈ کا کاروبار شروع کیا۔اور وہیں رہائش بھی اختیار کرلی۔اب جناب حافظ ابرار حسین مرحوم کا خاندان اب تک وہیں آباد ہے۔

جب مولانا محمد یامین صاحب تقریباً چھ برس کے ہوئے۔۲۹/اکتوبر۱۹۴۵ء کو جامعہ نعیمیہ میں داخلہ ہوا۔اس وقت آپ کے مشفق ومہربان تایا الحاج الشاہ مولانا مولوی محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نعیمیہ کے مہتمم تھے آپ کو انہیں کی سرپرستی میں ۹/دسمبر۱۹۶۱ء میں دستار فضیلت سے سرفراز کیا گیا۔آپ نے جامعہ نعیمیہ میں معین المدرس کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دیں۔آپ کے تایا الحاج الشاہ مولانا مولوی محمد یونس صاحب کی خواہش اور ترغیب پر ۲/اکتوبر ۱۹۶۲ء کو قصبہ بلاری ضلع مرادآباد کے مدرسہ انجمن اہل سنت قصبہ بلاری میں بطور مدرس تقرر ہوا۔مذکورہ مدرسہ اس وقت بلاری کی جامع مسجد میں واقع تھا۔مگر بعد میں آپ کی کوشش سے مدرسے کے لیے الگ سے اراضی خریدی گئی۔اس کی تعمیر میں بھی آپ نے بھرپور تعاون کیا۔

۱۹۷۳ء میں آپ کے تایا الحاج الشاہ مولانا محمد یونس صاحب انتقال ہوگیا۔ان کے انتقال کے بعد ارباب جامعہ نے آپ کو بلاری سے بلاکر ۱۴/اکتوبر ۱۹۷۳ء کو جامعہ نعیمیہ میں تدرسی منصب پر فائز کیا۔اس وقت آپ نے تدریسی کام کے علاوہ حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی غیر مطبوعہ کتب کی اشاعت کا آغاز بھی کیا، جو آخر وقت تک جاری رہا۔جامعہ نعیمیہ کی کمیٹی کے ارکان نے سرکار کلاں شیخ المشائخ حضرت علامہ سید مختار اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کو جامعہ نعیمیہ کا سرپرست بنایا۔اور انہیں کو جامعہ نعیمیہ کا مہتمم بھی تسلیم کیا۔سرکار کلاں اکثر تبلیغی دوروں پر رہا کرتے تھے اس لیے سرکار کلاں نے حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جامعہ نعیمیہ کا مہتمم اور حضرت مولانا مولوی محمد یامین صاحب کو ۲/جون ۱۹۷۵ء کو نائب مہتمم

بنایا۔اور جامعہ نعیمیہ سے متعلق اپنے سارے اختیارات بھی سپرد کر دیے۔یہ آپ کی ذات کے لیے بڑااعزاز تھا۔

جب حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ صاحب کا انتقال ہوگیا،تو۱۹۷۶ء میں آپ مہتمم کے منصب پر فائز ہوئے۔اور تادم آخر مدرسہ ھٰذا کی خدمت انجام دیتے رہے۔موصوف کے اندر جامعہ کی ترقی کی فکر جنونی حد تک کارفرما تھی جس طرح آپ کے تایا نے صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد جامعہ کے مالی انتظام کو مضبوط کرنے کے لیے احباب اہل سنت کو ترغیب دے کر جامعہ کے لیے مختلف محلوں علاقوں میں مکانات اور آراضیاں وقف کرائیں۔ان وقف شدہ مکانوں اور دکانوں کا کرایہ بہت کم تھا،مگر مہتمم صاحب اور مولانا رفیق احمد نعیمی صاحب مبلغ جامعہ نعیمیہ کی جد وجہد سے جامعہ کی آمدنی میں خاصا اضافہ ہوگیا۔

مہتمم صاحب کو سرکار کلاں نے ۱۴/ شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۳/ مارچ ۱۹۸۹ء بروز جمعرات خلافت وبیعت کی اجازت عطا کی۔خاکسار نے مہتمم صاحب کی حیات مبارکہ کو بڑے قریب سے دیکھا۔چوں کہ موصوف میرے ماموں زاد بھائی تھے۔جب اپریل ۱۹۷۶ء میں خاکسار کی اردو ٹیچر کی حیثیت سے پہلی تقرری سرکاری جونیر ہائی اسکول راجا کا سہسپور بلاری میں ہوئی۔اس وقت میں بلاری میں اجنبی کی طرح تھا۔رہائش کے تعلق سے میں بہت پریشان تھا۔اس وقت آپ نے میری رہنمائی کی۔اور مجھ سے کہا:الحاج جناب منشی عبدالوارث صاحب وثیقہ نویس اور مولانا مولوی رفیق احمد صاحب سے ملنا۔مشورہ کے مطابق میں ان حضرات سے ملا۔الحاج منشی عبدالوارث صاحب مرحوم اس وقت رضا مسجد محلہ بازار بلاری کے متولی تھے۔

مسجد کے صدر دروازے پر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔وہ انہوں نے مجھے کرایے پر دے دیا۔اس کمرے سے خاکسار کو تب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اللہ کے گھر کی تقریبًا ۳۰۔۳۵۔سال تک خدمت کرنے کا موقع ملا۔

آپ اکثر جامعہ کی معاونت کے لیے بلاری آیا کرتے تھے۔خاکسار بھی اکثر جامعہ جایا کرتا تھا۔میں نے دیکھا آپ طلبا کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے۔اساتذہ اور جامعہ کے جملہ

ملازمین کے ساتھ اخلاق و محبت کا اظہار فرماتے۔عزیز واقارب اور غریبوں سے ہمدردی رکھتے۔آپ نے بلاری میں مدرسہ انجمن اہل سنت میں تقریباً ۱۲ر سال تک خدمت انجام دی۔

آپ کا اخلاق انتہائی بلند تھا۔ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۳ء تک بلاری والوں کے ساتھ جیسے خوش گوار تعلقات رہے وہ عمر کے آخری حصے تک ویسے ہی قائم رہے۔جب جامعہ کو مالی دشواری پیش آتی آپ بلاجھجک بلاری تشریف لاتے۔اور بلاری والے آپ کا بھرپور تعاون کرتے۔بلاری والوں کی سچی محبت کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے کثیر تعداد میں لوگ میرے ساتھ سنبھل گئے تھے۔

مہتمم صاحب پر ۱۵ر ستمبر ۲۰۱۰ء کو فالج کا غلبہ ہوا۔اس دوران آپ تقریباً پانچ یا چھ مہینے مدرسے نہیں جاسکے۔حالات کے تحت آپ نے اسکوٹی لے لی تھی۔اس کے ذریعہ سے آخری وقت تک آپ جامعہ جاتے رہے۔جامعہ کا تعمیری کام آپ کے دور کی جامعہ نعیمیہ کی دوسری اور تیسری منزل واضح ثبوت ہیں۔ تعلیم کے میدان میں شہر مرادآباد و اطراف میں جامعہ کی متعدّد شاخیں دین حسن کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

آخری دور میں مدرسہ وسیمیہ رامپور دوراہا مرادآباد اور مدرسہ عالم نعیم العلوم جینتی پور مرادآباد کے قیام کے لیے بیماری اور کمزوری کی حالت میں بھی بڑی جانفشانی کا مظاہرہ کیا۔ان کی معاونت کے لیے آپ بلاری بھی تشریف لائے اور خاکسار سے کہا کرتے تھے کہ یا اللہ! انہیں میری زندگی میں پورا کرادے۔آپ کی یہ دعا اللہ نے سن لی۔پیارے آقا و مولیٰ حضور پر نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل میں دونوں مدرسوں کی تعمیر کا کام مکمل ہوگیا۔اور ان کی زندگی میں ہی تعلیم بھی شروع ہوگئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے جامعہ نعیمیہ اور مدارس اسلامیہ کی خدمات کو قبول فرماکر شافع محشر حبیب کبریا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل میں ان کی مغفرت فرماکر اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔اور مغفرت فرمادی ہو تو درجات میں بلندی عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

جامعہ ان کی خدمات کو ایک زمانے تک یاد کرتا رہے گا۔ان شاء اللہ۔

ڈاکٹر علامہ اقبال کا درج ذیل شعر ان کی زندگی کا آئینہ دار ہے ؂

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

خاکسار ماسٹر رئیس عالم پیپل سانوی نوری

رضا مسجد محلہ بازار بلاری مراد آباد

تاریخی سوانح عمری

مولانا محمد فیض عالم نعیمی مراد آباد

بصد آہ! حضرت مولانا محمد یامین نعیمی

۲۰۲۱ء

ولادت:۔

باللہ! ستائیس جولائی انیس سو انتالیس کو آپ کی ولادت ہوئی

۱۹۳۹ء

تعلیم اور فراغت:۔

احبا! الجامعۃ النعیمیہ دیوان بازار، یوپی میں تعلیم شروع ہوئی

۱۹۴۵ء

نو دسمبر انیس سو اکسٹھ عیسوی کو آپ کی تعلیم مکمل ہوئی

۱۹۶۱ء

درس و تدریس:۔

"انجمن اہل سنت بلاری" سے درس پاک دینا شروع کیا

۱۹۶۲ء

جامعہ نعیمیہ (دیوان بازار مرادآباد و یوپی ہند) میں تقرری ہوئی

۱۹۷۳ء

ازدواجی زندگی:۔

آپ نے ایک قولِ رسول اللہ علیہ السلام "النکاح من سنتی" پر عمل کیا

۱۹۶۲ء

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو دو پاکباز صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں دیں

۱۹۶۲ء

منصب اہتمام:۔

انیس سو چھیتر عیسوی سے جامعہ نعیمیہ کا مہتمم بنایا گیا

۱۹۷۶ء

انیس سو چھیتر تا دو ہزار اکیس آپ نے اس منصب بے بہا کو سنبھالا

۲۰۲۱ء

حج بیت اللہ:۔

صاحبان! آپ نے پہلا حج انیس سو ستتر عیسوی میں پانی کے جہاز سے کیا

۱۹۷۷ء

اور پھر آپ علیہ الرحمہ نے دوسری بار حج کعبہ ہوائی جہاز سے انیس سو اسّی میں ادا کیا

۱۹۸۰ء

بیعت و خلافت:۔

سنہ انیس سو نواسی میں آپ کے پیر و مرشد سرکارِ کلاں رحمہ اللہ نے آپ کو اجازت و

خلافت سے نوازا[۱]

۱۹۸۹ء = ۲ ÷ ۳۹۷۸

خدمات:۔

آپ نے یہ خدمات جلیلہ بھی انجام دیں ہیں:

۱۴۴۲ھ

آپ نے جائدادِ جامعہ نعیمیہ کی دیکھ بھال کی اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی بے بہا کتابوں

کی اشاعت فرمائی[۲]

۲۰۲۱ء = ۲ ÷ ۴۰۴۲

وصال پر ملال:۔

آہ! ستائیس شعبان / دس اپریل کو وصال ہوا

۱۴۴۲ھ

نتیجہ فکر:۔

بندہ بے کمال محمد فیض عالم نعیمی (طالب علم: جامعہ ہمدرد)

۲۰۲۱ء

[۱]و [۲]... یہ دونوں تاریخی مادے "صنعت تضعیف" میں کہے گئے ہیں یعنی جتنے عدد مطلوب تھے ان سے دُگنے عدد نکالے گئے۔ مہتمم صاحب کو سرکارِ کلاں نے ۱۹۸۹ء میں خلافت دی تھی، عدد اس کے دُگنے ۳۹۷۸/ نکالے گئے۔ اسی طرح مہتمم صاحب کی جملہ خدمات میں سے دو بڑی اہم خدمات کو آپ کے وصال والے سال ۲۰۲۱ء کے دُگنے عدد ۴۰۴۲/ سے پیش کیا گیا ہے۔

قطعات تاریخ وفات

نتیجہ فکر: جناب ضمیر سالکی ادیبی بلاروی

جناب الحاج محمد یامین صاحب مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد ساکن محلہ دیپا سرائے چوک سنبھل کے انتقال پر ملال پر بتاریخ۔ ۱۱/ اپریل ۲۰۲۱ء مطابق ۱۴/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز اتوار کی شب ۱۲/ بج کر ۵۴۔ منٹ پر مالک حقیقی سے جا ملے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

تاریخی قطعہ:۔

دنیائے دنی سے ہوئے رخصت افسوس
اک عالم دیں نازش دیں تھے یامین
کردار کی زینت تھا نمایاں تقویٰ
ہر لمحہ شریعت کے قریں تھے یامین
چہرے پہ تھا ایثار وقناعت کا جمال
دنیا کے طلب گار نہیں تھے یامین
یادوں کی قسم آج بھی ہیں جلوہ نما
سینے میں میرے کل بھی مکیں تھے یامین
آقا کی شفاعت پہ یقیں رکھتے تھے

طاعت کی قسم ماہ جبیں تھے یامین
موزوں ہوئی تاریخ وفات ایسے ضمیرؔ
ایثار و مروت کے امیں تھے یامین

(۱۱۱_۴۱۵_۱۰۱_۳۰_۶۶۴_۶_۷۱۲)

(۲۰۲۱ء)

گرامی نامے

مہتمم صاحب کے گرامی نامے

اب سے پندرہ بیس سال قبل تک خطوط نگاری، کی بڑی اہمیت تھی۔قریب نہ ہونے والے عزیزوں سے ہر چھوٹی بڑی بات خطوں کے ذریعے کی جاتی۔خط کی ہر ہر سطر خلوص کی چاشنی میں ڈوبی ہوئی ہوتی۔لفظوں میں سچے جذبات کی فراوانی ہوتی، ہمدردی، پائی جاتی۔خط جھوٹ، فریب ،دکھاوا اور ریاکاری کی سیاہی سے نہیں لکھے جاتے تھے۔مگر جب سے موبائل وانٹرنیٹ کا دور شروع ہوا ہے خط وکتابت کی رسم تقریباً ختم سی ہوگئی ہے۔

البتہ یہ بات بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ موبائل وانٹرنیٹ کے جہاں بہت سے نقصانات ہیں وہیں بے شمار فائدے بھی ہیں۔انہیں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے اس کے ذریعے براہ راست کسی سے بھی بات ہوجاتی ہے اور میل ومیسیج کے ذریعے پیغام رسانی کا کام بآسانی سرانجام پاتا ہے۔

لیکن مکتوب نگاری کی اہمیت وافادیت اپنی جگہ!!!

خیر مہتمم صاحب علیہ الرحمہ دن میں کئی کئی خطوط جواباً یا برائے رابطہ ومعاملہ لکھا کرتے تھے۔اور آپ کے پاس بھی روزانہ دو چار خط آتے ہی تھے۔مگر افسوس کہ آپ کے پاس آئے ہوئے خطوط میں سے کوئی ایک خط بھی راقم الحروف کو دستیاب نہیں ہوا۔

ہاں البتہ آپ کے لکھے ہوئے لگ بھگ سو خطوط جو آپ نے موقع بموقع پیکر علم وعمل ،نازش دوراں، مفکر مذہب ومسلک ،ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، مصلح قوم وملت، حضرت علامہ مفتی ولی محمد رضوی، مفتی اعظم باسنی، سربراہ اعلیٰ سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور دامت معالیھم، کے نام تحریر فرمائے تھے، وہ احقر کو حضرت مفتی اعظم باسنی دام ظلہ نے عنایت فرمائے۔مناسب ہوگا کہ ہم یہاں حضرت مفتی اعظم باسنی کا مختصر سا تعارفی خاکہ پیش کردیں تاکہ مکتوب نگار کی سوانح کے ساتھ مکتوب الیہ کا تعارف بھی کتاب میں شامل ہوجائے۔

تعارف مفتی اعظم باسنی

حضرت علامہ مولانا مفتی قاری ولی محمد رضوی مفتی اعظم راجستھان دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ علما و مشائخ میں آپ کی اپنی ایک الگ پہچان ہے۔ مذہب و مسلک کی خدمت کے لیے پوری زندگی وقف کر رکھی ہے۔ تبلیغی، تحریری، تقریری، مصروفیات اس قدر ہیں کہ ذاتی کاموں کے لیے بھی وقت نکال پانا ایک مشکل امر ہے۔

پیدائش:۔

صوبہ راجستھان کے مشہور شہر ناگور شریف کے قصبہ باسنی کے ایک دین دار گھرانے میں ۹ / رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ مطابق اپریل ۱۹۵۷ء کو آپ کی ولادت ہوئی۔

والدین کریمین:۔

آپ کے والد محترم جناب الحاج عبد الشکور صاحب بڑے ہی دین دار، پرہیزگار، صوم وصلاۃ کے پابند اور صوفیانہ اوصاف کے حامل تھے۔ ۲۰۰۶ء میں وفات ہوئی۔

ولیہ صفت، نیک سیرت، عفت مآب، عفیفہ، جنابہ بی بی حنیفہ، آپ کی والدہ آپ کو تین سال کی عمر یعنی ۱۳۷۹ھ میں ہی داغ مفارقت دے گئی تھیں۔

تعلیمی دور:۔

۱۳۸۱ھ میں پانچ سال کی عمر میں آپ نے بستی کے اسلامی مکتب مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ میں داخلہ لیا۔ اور ابتدائی تعلیم شروع کی۔ ۱۳۹۶ھ کو مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ میں ہی درس نظامی کا آغاز کیا۔ ۱۴۰۱ھ میں دار العلوم اسحاقیہ جودھپور راجستھان، سے قراءت کے کورس کی تکمیل کی اور مفتی اعظم راجستھان علیہ الرحمہ کے مبارک ہاتھوں سے سند و دستار سے سرفراز ہوئے۔

۱۴۰۲ھ میں خطیب مشرق، پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کے مدرسے "دار العلوم غریب نواز الہ آباد" پہنچے۔ اور دورہ حدیث میں داخلہ لیا۔ اور اسی سال اسی مدرسے سے سند و دستار سے نوازے گئے۔ اور پھر یہیں پاسبان ملت کے حکم سے حضرت علامہ مفتی

شفیق احمد شریفی کے زیر نگرانی مشق افتا شروع کی اور ۱۴۰۷ھ میں سند و دستار فقہ وافتا حاصل ہوئی۔
اس تعلیمی دور میں جامعہ نعیمیہ بھی آپ کا مادر علمی رہا ہے۔

اساتذہ کرام:۔

مولانا غلام محمد باسنی
مولانا ظہور احمد باسنی
مولانا مبین الدین محدث امروہوی
مولانا یامین نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد
مولانا مفتی بلال احمد پورنوی
مفتی شفیق احمد شریفی
مفتی طریق اللہ نعیمی
مولانا ممتاز احمد نعیمی
قاری جمال احمد نعیمی
قاری رفیق نعیمی
مولانا اکبر حسین باسنی

شرف بیعت وخلافت:۔

۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء میں شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کی۔

۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۴ء میں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے تمغہ خلافت سے نوازا۔

۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء میں مفتی اعظم راجستھان مفتی اشفاق حسین نعیمی علیہ الرحمہ نے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء میں حضور امین ملت سید امین میاں برکاتی مارہروی دام ظلہ سے شرف بیعت حاصل ہوا۔

اور ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۰۹ء میں حضرت سید محمد اشرف خطیب و امام باؤلا مسجد ممبئی، نے خلافت عطا کی۔

بارگاہ تاج الشریعہ سے سند حدیث وعہدہ قضا کی شرف یابی:۔

۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء میں شہزادہ خاندان اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری قدس سرہ نے آپ کو سند حدیث مرحمت فرمائی اور ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰۱۲ء کو پورے ضلع ناگور شریف کا قاضی شرع منتخب فرمایا۔

سنی تبلیغی جماعت کا قیام اور آپ کی قیادت:۔

۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۷ء کو خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی کے ہاتھوں اس جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت علامہ مولانا ظہور احمد اشرفی باسنی، استاد مفتی اعظم باسنی، کو جماعت کا سربراہ وچیف منتخب کیا گیا اور ان کے وصال کے بعد ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۹۹۵ء میں علمائے کرام کی موجود گی میں مفتی اعظم راجستھان نے جماعت کی قیادت آپ کے ہاتھوں میں سونپ دی۔ اور اس وقت سے اب تک آپ ہی مکمل خلوص وللّٰہیت سے اس جماعت کی قیادت وسربراہی کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس جماعت کے زیر اہتمام ضلع بھر میں تبلیغی سرگرمیاں ارباب علم و دانش سے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ راجستھان میں دیوبندی تبلیغی جماعت کے مقابلے سنی تبلیغی جماعت کی کارگزاریاں واقعی لائق تحسین ہیں۔

تدریس وامامت:۔

مدرسہ رحمانیہ باسنی، جو آپ کا اولین مادر علمی ہے فراغت کے بعد آپ نے وہیں سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور آج تک وہیں خدمت پر مامور ہیں۔ آپ اس ادارے کے مدرس ہونے کے ساتھ صدر اعلیٰ بھی ہیں۔ ۱۴۱۶ء میں آپ عہدہ صدارت پر فائز ہوئے تھے۔

باسنی کی جامع مسجد میں اولاً سات سال آپ نے نیابت امامت کے فرائض انجام دیے اور اس کے بعد ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۴ء کو آپ مستقل امام مقرر ہو گئے۔ اور آج تک اسی مسجد میں امامت

امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

رشحات قلم

امامت، تدریس، تبلیغ، تقریر کے ساتھ آپ نے مضمون و مقالہ نگاری اور تصنیفات و تالیفات کی طرف بھی خوب توجہ منعطف فرمائی۔ اور اب تک پچاسیوں مضامین و مقالات، تقریظات و تاثرات، کے ساتھ لگ بھگ دو درجن کتابیں آپ کے قلم سے معرض وجود میں آکر ارباب دانش سے داد و تحسین وصول کر چکی ہیں۔

کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) ثبوت علم غیب و توسل (۲) علمی محاسبہ (۳) تعارف سنی تبلیغی جماعت (۴) تعارف مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ (۵) حیات قائد اہل سنت (۶) آئینہ صداقت (۷) آئینہ ہدایت (۸) آئینہ حقیقت (۹) مسائل زکاۃ (۱۰) طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ (۱۱) مسلمانو! حق و باطل کو پہچانو (۱۲) مشعل راہ (۱۳) لمعات ولی (مجموعہ مقالات (۱۴) مسئلہ رفع یدین (۱۵)) مسائل عشر و زکاۃ (۱۶) ترکیب نماز (۱۷) راہ ہدایت (۱۸) تصدیقات حسام الحرمین (زیر ترتیب) (۱۹) تذکرہ علماے بانسی (۲۰) فتاوی رحمانیہ (۲۱) رہبر نامہ اردو ترجمہ سکندر نامہ (۲۲) تذکرہ یوسف و زلیخا اردو ترجمہ یوسف زلیخا (۲۳) ترجمہ اخلاق محسنی (۲۴) مفتاح الصلوۃ کا اردو ترجمہ۔

فتوی نویسی:۔

۱۴۰۳ھ سے مشق افتا کی شکل میں فتوی نویسی شروع کی تب سے اب تک آپ ہزاروں علمی و تحقیقی فتاوی تحریر فرما چکے ہیں۔ آپ کے فتاوی کے دو مجموعے بنام "فتاوی رحمانیہ اور فتاوی قادریہ طبع ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں۔ اور باقی سیکڑوں فتاوی اب بھی منتظر طباعت ہیں۔ اللہ کرے آپ کے تمام فتاوی منظر عام پر آجائیں، تاکہ ارباب ذوق مستفید و مستفیض ہو سکیں۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی:۔

آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے مخلص اور سچے داعی و مبلغ ہیں۔ صوبے بھر میں آپ کی مسلکی

سرگرمیاں جس پر شاہد ہیں۔امام اہل سنت کے افکار و نظریات کے بے باک ترجمان اور مخلص ناشر ہیں۔اعلیٰ حضرت سے عشق جنون کی حد تک ہے۔باسنی میں ہر کوچہ ہر خطہ عشق رضا کے خطبے پڑھتا نظر آتا ہے۔جس طرف دیکھو اعلیٰ حضرت کے جلوے دکھائی دیتے ہیں۔

امام احمد رضا مسجد،امام احمد رضا سوسائٹی،رضا نگر،امام احمد رضا گلی،امام احمد رضا چوک،مکتبہ رضا،تنظیم رضا،بزم رضا،رضوی کتاب گھر،کلیۃ البنات فیضان امام احمد رضا(نسواں)وغیرہ۔آپ نے بہت سے اداروں،مکتبوں،مسجدوں،محلوں،گلیوں،چوکوں کو بھی امام اہل سنت سے منسوب کر رکھا ہے۔

اوصاف جمیلہ:۔

علم دوستی،خرد نوازی،غربا پروری،قوم وملت کی نباضی و مسیحائی،مذہبی و مسلکی ہمدردی،ذوق طاعت وعبادت، شوق تبلیغ و نشر واشاعت،جذبہ احقاق حق وابطال باطل ،دولت اخلاص،حسن اخلاق،سادگی،زہد وتقوی وطہارت،بلندی فکر،صوفیانہ و درویشانہ طرز عمل،محتاط رویہ،اور بہت سے اوصاف جمیلہ وخصائص حمیدہ کے آپ مالک ہیں۔اللہ پاک آپ کا سایہ اہل سنت پر ہمیشہ قائم رکھے۔

مہتمم صاحب آپ کے مشفق استاد:۔

جامعہ نعیمیہ میں دوران طالب علمی حضرت مولانا یامین نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ کی بارگاہ سے آپ نے خوب استفادہ واستفاضہ کیا۔اور مہتمم صاحب کی بھی آپ پر خوب کرم نوازیاں رہیں۔

آپ کے علمی عروج اور تبلیغی ترقیوں میں مہتمم صاحب کا بڑا کردار رہا ہے۔مہتمم صاحب کی مشفقانہ سرپرستی ہی کارفرما تھی جس نے آپ کو تھکنے نہیں دیا بلکہ ہم محاذ پر حوصلہ افزائی کرتے ہوئے منزل کی طرف رواں دواں ہونے کی تلقین وترغیب فرماتے رہے۔

مہتمم صاحب سے آپ کا رابطہ مکاتبت:۔

یوں تو آپ مہتمم صاحب سے سال میں کئی بار شرف ملاقات حاصل کرلیا کرتے تھے مگر تبلیغی سرگرمیوں،طباعتی واشاعتی معاملات اور گاہے بگاہے خیریت وغیرہ جاننے کے لیے خط وکتابت

بھی کیا کرتے تھے۔ خطوں میں ذاتی و خانگی معاملات ،طباعتی وشاعتی کاموں کی تفصیل،تبلیغی مصروفیات کے ساتھ مذہبی ومسلکی کاوشوں،اور کارکردگیوں کا ذکر ہوتا تھا۔لیکن افسوس مہتمم صاحب کے پاس بھیجے گئے آپ کے خطوط دستیاب نہ ہوسکے۔ہاں البتہ آپ کے پاس مہتمم صاحب کے جوگرامی نامے پہنچے وہ ہمیں آپ نے مرحمت فرمائے ہیں۔جنہیں ہم آگے نقل کریں گے۔

آپ کے نام مہتمم صاحب کے جو خطوط ہیں ان کو پڑھنے کے بعد آپ پر مہتمم صاحب کی شفقتوں،نوازشوں،کرم نوازیوں،اور عنایات خسروانہ کا بخوبی اندازہ ہوجائے گا۔ساتھ ہی مہتمم صاحب کے طباعتی ونشریاتی کاموں میں بطور خدمت آپ کی شرکت،ان کے ذاتی معاملات میں پسرانہ مداخلت،اوران سے آپ کی والہانہ، مخلصانہ،عقیدت ومحبت کا بھی پتہ چل جائے گا۔

یہ لگ بھگ سو خطوط ہیں۔قارئین مطالعہ کریں اور محظوظ ہوں۔

{۱}

۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔ پوسٹر کی کتابت ہوگئی ہے کل دہلی جاکر چھپنے دے دوں گا۔

فتاوی رضویہ چہارم کی تیاری رمضان بعد ہی ہو پائے گی۔ ابھی تک رقم واپس نہیں آ رہی ہے۔ تقریبًا تین سو عدد نکلی ہے۔ سب ادھار ہی ہے۔ اب خطوط لکھے ہیں۔ دعا کریں ان شا المولیٰ تعالیٰ اشاعتی پروگرام آگے ہی بڑھتا رہے۔

محمد یامین نعیمی۔ جامعہ نعیمیہ مرادآباد

{۲}

۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی ؟

پانچ سو پوسٹر جودھپور پہنچ گئے ہیں کسی ذریعہ سے منگالیں۔ پتی لگنے سے وزن زیادہ ہوگیا ہے، اس لیے سب نہیں جا سکے ہیں۔ باقی بھی جلد کسی ذریعہ سے پہنچادوں گا۔ جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔ مفتی صاحب کشمیر چلے گئے ہیں اس بنا پر مصروفیت بہت بڑھ گئی ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی اہلیہ ا انتقال ہوگیاہے۔ بریلی شریف میں کل سوم کی فاتحہ ہے۔ ازہری صاحب کو تعزیت کردیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۱۳/ ۳/ ۸۵ء

{۳}

۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

کافی انتظار کے بعد آج خط ملا ہے۔ خط پڑھ کر خوشی ہوئی کہ میری محنت جو آپ حضرات کے تعاون سے ہی تھی آپ حضرات نے پسند فرمائی۔ مولیٰ تعالیٰ بھی اپنے حبیب پاک کے صدقے

قبول فرمائے، تو میری اور آپ حضرات کی محنت کامیاب ہے۔ اس کے فضل و کرم سے قوی امید ہے کہ قبول ہی فرمائے گا۔ حضرت مولانا محمد ظہور الدین صاحب، مولانا محمد علی صاحب، مولانا غلام محمد، مولانا اکبر صاحب اور دیگر تمام پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

۱۹/ ۳/ ۸۵ء

{۴} ۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔ کوشش کر رہا ہوں کہ باقی پوسٹر بھی جودھپور یا باسنی پہنچ جائیں۔ ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ جلد ہی پہنچ جائیں گے ۔شامی مکمل مع تکملہ اگر پاکستان سے منگالیں تو اچھی رہے گی ،وہاں چھپی ہے ۔بہت اچھی ہے اور غالبًا مکمل تاجرانہ پانچ سو روپے کی ہے۔ پرانی پھر پرانی ہی رہے گی۔ اور متفرق جلدیں کب تک فراہم ہوں نہیں کہا جاسکتا ہے۔ والد صاحب اور اراکین جماعت کو سلام کہیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۷/ ۴/ ۸۵ء

{۵} ۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

ابھی خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔ جماعت کا پوسٹر مولانا غلام محمد صاحب کے پارسل میں رکھ دیا گیا ہے۔ پہنچ گیا ہوگا۔ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ نے فتوی نویسی شروع کردی ہے۔

فتاوی شامی مولانا تسلیم کے پارسل میں رکھ دوں گا، جودھپور پہنچادوں گا۔ فتاوی رضویہ چہارم کا کام ابھی شروع نہیں ہوا ہے، اس سے پہلے کچھ لوگوں کے اصرار پر قرآن شریف کا پروگرام بن گیا۔

محمد یامین نعیمی

۲۹/۷/۸۵ء

{۶} ۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

ابھی خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔علامہ نظامی صاحب کے پروگرام کا حال سن کر خوشی ہوئی ۔پوسٹر پہنچ گئے ہیں بہت اچھا ہو گیا۔شامی جودھپور بھیج دی گئی ہے جو عن قریب باسنی پہنچ جائے گی ۔مولانا تسلیم صاحب کے پارسل میں رکھ دی گئی ہے۔

آج کل حاجی صاحب قبلہ بہت پریشان ہیں۔ابھی تک جامعہ میں پڑھانے کے لیے نہیں پہنچے ہیں۔ان کی مسجد میں وہابی بہت پریشان کر رہے ہیں۔جس وقت وہ نہیں ہوتے وہابی امام کو رکھ لیتے ہیں۔اس لیے وہ سخت پابندی امروہہ میں کر رہے ہیں۔دعا کریں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے اس پریشانی سے نجات مرحمت فرمائے آمین۔

شامی کا ہدیہ رعایتی پانچ سو روپے ہے حضرت قبلہ امیر جماعت اور دیگر اراکین کو سلام کہیں۔

محمد یامین نعیمی۔جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۱۳/۸/۸۵ء

{۷} ۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

ایک ہفتہ قبل خط ملا تھا لیکن کثیر مصروفیات کی بنا پر جواب میں تاخیر ہوئی۔نیز یہ بھی سوچا تھا ایک تعزیت کے سلسلے میں بیکانیر جانا تھا ایک گھنٹہ کے لیے باسنی بھی ہو آؤں گا، لیکن افسوس کہ وقت کی بہت کمی تھی، بیکانیر سے سیدھا دہلی ہی واپس ہونا پڑا۔عشرہ محرم کی تین روز کی تعطیل میں یہ سفر کیا تھا۔مطلوبہ کتب ان شاء المولیٰ تعالیٰ تاجرانہ رعایت کے ساتھ ارسال کردوں گا۔

حافظ اللہ بخش صاحب سے ملاقات ہوئی تھی لیکن بہت ہی مختصر تھی۔ سنبھل دعوت کر دی تھی لیکن افسوس کہ وہ بھی میری عدم موجودگی میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ شامی احتیاط سے واپس کر دیں ۔ خوب سخت طریقے سے باندھ دیں کسی زریعے سے دستی یا پارسل جیسا آسان ہو اگر آسانی ہو تو میرا نام پتہ لکھ کر دہلی اردو بازار جامع مسجد پر مدینہ بک ڈپو کی دکان پر دستی پہنچادیں۔ میں لے لوں گا ۔ حضرات علماے ملت کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی اشرفی۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد

۳/ ۱۰/ ۸۵ء

{۸}

مزاج گرامی؟

حساب کی غلطی بالکل ممکن ہے۔ جناب ٹھیک کر کے ہی رقم استعمال کریں۔ منی آرڈر ابھی نہیں ملا ہے۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ زائد رقم فوراً لوٹا دی جائے گی۔ مولانا اکبر صاحب سے کہ دیں کہ خط غلطی سے لکھا گیا ہے۔ سابقہ خط اطمینان سے نہیں پڑھا گیا تھا آج دوبارہ جب خط پڑھا تو مسئلہ ہو گیا۔ پوسٹر چھپوانے کے لیے کل سے ہی کام شروع کروں گا۔ پوسٹر کا مضمون مل گیا ہے۔ کاتب لوگ بہت پریشان کرتے ہیں۔ جماعت کا کام میرا اپنا کام ہے۔ ان شاء المولیٰ بہت اچھا ہی چھپے گا۔ البتہ کتابت کی بنا پر کچھ تاخیر ممکن ہے۔ متعلقین جماعت کی خدمات میں سلام عرض ہے۔ قرآن شریف کی طباعت کا کام شروع ہو گیا۔ بہت خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔ فی الحال کاتب غلطیاں بتا رہا ہے۔

محمد یامین نعیمی اشرفی جامعہ نعیمیہ مراد آباد

۱۸/ ۱۰/ ۸۵ء

{۹}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سلام مسنون

ابھی خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔جماعت کے وفد کو ایک روز کی دعوت جامعہ نعیمیہ کے لیے دے رہا ہوں۔اس کو ضرور ضرور قبول فرمائیں گے۔

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ جماعت کی اپنی ذاتی جگہ اور بلڈنگ ہوگئی ہے۔یہ سب اراکین جماعت کا خلوص اور دینی جذبہ ہے مولیٰ تعالیٰ اور ترقی عطا فرمائے۔آمین۔منی آڈر وغیرہ کا حساب بریلی شریف میں کرلیں۔کثرت مشاغل کی بنا پر موقع نہیں ملتا ہے۔اس لیے غلطیاں کوتاہیاں ہوجاتی ہیں۔مولیٰ تعالیٰ معاف فرمائے۔آمین۔

حضرت قبلہ مولانا محمد ظہور صاحب کو سلام کہیں۔اور عزیزی حافظ ریاست علی سلمہ کی تاریخ وفات کے لیے فرمادیں۔تفصیلی معلومات میں فراہم کردوں گا۔سال گزشتہ ہی قرات اور درس نظامی کی فراغت ہوئی تھی مجھے سخت افسوس ہے مستقبل میں بہت امیدیں تھیں اور دین کا کام کرنے کا بہت جذبہ تھا مولیٰ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

جملہ پرسان حال حضرت کو سلام کہیں۔مفتی صاحب مکان گئے ہیں اس بنا پر اور سخت ڈیوٹی ہوگئی ہے۔حاجی صاحب بخیر ہیں۔سلام دعا کہتے ہیں۔ایک ضرورت سے حاجی صاحب کے ہم راہ آج لکھنؤ جانا ہے۔کتاب اگر ساتھ ہی بریلی لے آئیں تو بہتر ہے۔

محمد یامین نعیمی اشرفی۔جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۳۱/ ۱۰/ ۸۵ء

{۱۰} ۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

پوسٹر کافی دن ہوگئے ہیں کاتب کے پاس ہے لیکن افسوس بار ہا غلط وعدے کرتا ہے۔

مرادآباد میں صرف ایک کاتب ہے، اس لیے سب باتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔اب اور مزید تقاضے شروع کردیے ہیں۔افسوس کہ مجھے وقت نہیں ملتا ہے میری مصروفیات آپ کو معلوم ہی ہیں کتابت کی منزل سے نکلکر صرف ایک دن کا کام ہے بہرحال کوشش کرکے جلد ہی تکمیل کرا

دوں گا۔ اراکین جماعت کو سلام عرض ہے۔ اگر ملاقات ہو جائے تو عزیزی حافظ مختار بجلی والے کو بھی سلام کہہ دیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۲۴/۱۱/۸۵ء

{۱۱}

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

آج وہ مبارک دن ہے کہ تراویح کا پوسٹر نصف سے زیادہ لکھا ہوا میرے پاس پہنچ گیا۔ حضرت قبلہ حاجی صاحب کو تصحیح کے لیے دے دیا ہے۔ حاجی صاحب قبلہ نے رات کو ہی تصحیح کرکے واپس کر دیا اب دوبارہ کاتب کو بھیجا ہے۔ خدا کرے اگلی منزلیں جلد طے پا جائیں اور پوسٹر بہت اچھی حالت میں چھپ کر آپ تک پہنچ جائے۔ تاخیر کی بنا پر بہت شرمندہ ہوں۔ لیکن افسوس اپنے ہاتھ کا کام نہیں ہے۔ جملہ اراکین جماعت کو سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۲۵/۱۲/۸۵ء

{۱۲}

مکرمی !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

کتابت کی منزل سے نکل کر پوسٹر کل دہلی بھیج دیا ہے۔ اور کافی تاکید بھی کر دی گئی ہے کہ بہت بہتر چھپے۔ السعی منی والاتمام من المولیٰ تعالیٰ۔

اب ان شاء المولیٰ تعالیٰ قوی امید ہے کہ ہفتہ عشرہ میں مکمل تیار ہو جائے گا۔ کس طرح ارسال کیا جائے۔؟ اگر کوئی دہلی آنے والا ہو تو جگہ متعیّن کر دیں جہاں پہنچا دوں گا۔ یا پھر کوئی پختہ

تاریخ مقرر کر دیں ہیں دہلی آکر دے دوں گا۔ جس میں آپ حضرات کو سہولت ہو ہدایت کریں۔

جملہ اراکین جماعت کو سلام عرض ہے۔ شمسی نئے سال کی مبارک باد قبول کریں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۳۱/ ۱۲/ ۸۵ء

{۱۳}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

۲/ اپریل ۸۶ء کو میری بڑی لڑکی کی شادی ہونا طے پاگئی ہے۔ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔آپ کی شرکت میرے لیے باعث افتخا ہوگی۔

محمد یامین نعیمی جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۱/ ۳/ ۸۶ء

{۱۴} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

میں نے ایک خط الہ آباد لکھا تھا۔ آپ نے لکھا تھا کہ الہ آباد جا رہا ہوں۔اب معلوم ہوا ارادہ کا کہ پروگرام منسوخ ہوگیا۔قرآن شریف کی تصحیح کا کام انتہائی تیزی اور عرق ریزی سے حاجی ......کررہے ہیں۔اور مولانا عبدالمبین صاحب چریاکوٹ اعظم گڑھ نے بھی شروع کردیا ہے اب آپ حضرات کی دعا اور دوا کا وقت قریب تر ہو رہا ہے۔کل حضرت علامہ ازہری صاحب نے پندرہ ہزار روپے کا چیک مرحمت فرمادیا ہے۔اور مزید تعاون کا وعدہ فرمایا ہے۔اور ان شاء المولیٰ تعالیٰ قاضی عبدالرحیم صاحب نے بھی معقول رقم کا وعدہ کیا ہے، جو متعیّن نہیں۔

آپ سے خصوصی التجا ہے کہ سرکار ناگور شریف کے دربار میں حاضر ہوکر اس عظیم منصوبے کی کامیابی کے لیے دعا کریں۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے پانچ ہزار ایڈیشن چھاپنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۲۸/۳/۸۶ء

{۱۵} ۸۶ء

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

فتاوی رضویہ ج ۷۔ کی فہرست زیر طبع ہے۔ اس کے بعد ہی سپلائی شروع ہوگی۔ ابھی وقت لگے گا۔ ابھی وقت لگے گا۔ نزہۃ القاری ارسال کردوں گا۔ دو ہفتے کے بعد لکھیں۔ حاجی صاحب قبلہ کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا ہے، رمضان شریف میں۔ حضرت قبلہ مولانا ظہور صاحب کی عدم ملاقات کا سخت افسوس رہا۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ موقع نکال کر جلد ہی ملاقات کروں گا۔

خبثائے زمانہ (وہابیہ) کے اجتماع کا کیا ہوا۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۲۱/۶/۸۶ء

{۱۶} ۸۶ء

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

قرآن شریف علامہ ازہری صاحب کی رقم کا تین سو پچھتر عدد موصوف کو دے دیا گیا بغیر کسی منافع اصلی لاگت پر۔ تقریباً دو سو پچاس عدد عرس رضوی میں نکلے ہیں۔ اور باقی بریلی شریف میں ہی ایک جگہ امانت میں رکھ دیے ہیں۔

کل تعداد جو بریلی گئی تھی وہ نوسوبارہ (۹۱۲) عدد تھے۔ اور باقی تقریباً ایک ہزار سے کچھ کم وبیش کل سنبھل پہنچنے کی امید ہے۔ اور تقریباً تین سو پچاس (۳۵۰) کل دہلی سے ہی بک کر دیے جائیں گے۔ اس میں پچاس عدد ناگپور شریف کے لیے بھی ہیں، جس کی بلٹی آپ کو بھیج دی جائے گی۔ اب اس کے نکالنے میں بھرپور تعاون کی ضرورت ہے۔ حضرت مولانا ظہور صاحب سے مشورہ کر کے لکھیں کہ کیا پروگرام بنایا جائے کہ جلد سے جلد یہ رقم خالی ہو جائے۔ امام اہل سنت فاضل بریلوی کا صدقہ ہے کہ آندھرا کے ایک شخص نے تیس (۳۰) ہزار روپے دیے ہیں اشاعت کتب اعلیٰ حضرت کے لیے۔

سرکار ناگور کو سلام کہیں۔ اور اشاعتی پروگرام کے لیے دعاے برکت کریں۔ یہ اپنا اصلی جذبہ ہے جس کی غیبی امدادیں برابر جاری ہیں۔

اگر فرصت مل گئی تو ایک یوم کے لیے آکر کوئی پروگرام بناؤں گا۔ مفتی صاحب مکان گئے ہیں اس لیے مصروفیت میں مزید اضافہ ہے۔

۲۶/۱۱/۸۶ء

{۱۷} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سلام مسنون

خلاف معمول پہلا خط بہت طویل ہو گیا ہے۔ اس میں فتاوی رضویہ جلد ر ۷، کا تذکرہ رہ گیا تھا۔ اس لیے دوسرا خط ارسال ہے۔ پرسوں مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ مرادآباد تشریف لائے تھے موصوف نے فرمایا کہ اس کی فہرست کی کتابت ہو رہی ہے۔ ابھی کافی وقت لگ جائے گا۔ مارکیٹ میں آنے پر ارسال کر دوں گا۔ آندھرا پردیش والی رقم سے فتاوی رضویہ جلد ۳ ر الدولۃ المکیہ اور حاشیہ الدولۃ المکیہ کا عربی میں جو خود اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا تھا اردو ترجمہ کے ساتھ اور حدائق بخشش کتابی سائز میں چھاپنے کا پروگرام ہے۔ آپ جیسے مخلص حضرات کی دعاؤں کا سخت محتاج ہوں۔ حاجی صاحب قبلہ سلام و دعا فرماتے ہیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۲۶/۱۱/۸۶ء

{۱۸}

محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

بحمدہٖ تعالیٰ سب بخیر ہیں۔علامہ ازہری صاحب کے پروگرام کا حال سن کر خوشی ہوئی ہے۔حاجی صاحب قبلہ نے تفسیر بیضاوی شریف کا ترجمہ اور شرح شروع کر دی ہے۔ان شاء المولیٰ تعالیٰ مکمل ہونے پر بہت جلد چھپ کر شائع ہو جائے گی۔عمر کی برکت کے لیے دعا کریں کہ مولیٰ تعالیٰ کمل کرادے۔آمین۔

صوفی صاحب کے عرس میں کسی کو کتابوں کی دکان کے لیے آمادہ کریں۔جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔فتاوی رضویہ سوم چھاپنے کا پروگرام بنالیا ہے۔اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت کی دیگر کتب کا ارادہ ہے۔صوفی صاحب کے حضور دعا کریں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے دین کی کچھ خدمت لے لے۔اور قبول بھی فرمائے۔میں کس قابل ہوں آپ حضرات کے تعاون نے نوازا ہے تو کتابیں چھپ رہی ہیں۔

۸/۱۲/۸۶ء

{۱۹} ۸۶ء

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

آپریشن کی خبر سن کر افسوس ہوا۔اور حج کی خبر سن کر بہت خوش ہوئی۔مولیٰ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔آمین۔

مصروفیات میں اضافہ ہی ہے۔مولیٰ تعالیٰ دین کی خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

فتاوی رضویہ ج ۷/ ابھی مارکیٹ میں نہیں آئی ہے۔آنے پر ارسال کر دوں گا۔

نزہۃ القاری بھی ابھی نظر سے نہیں گزری ہے۔ جملہ متعلقین اور اراکین جماعت کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی اشرفی۔ جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۲۲/۲/۸۷ء

{۲۰} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا تھا خیریت معلوم ہوئی۔ ایک ہفتہ سے میں باہر تھا۔ لکھنو، کانپور، کچھوچھہ شریف، وغیرہ گیا ہوا تھا۔ پرسوں سنبھل میں کچھ فضا مسموم ہونے کی بنا پر کرفیو لگا دیا گیا تھا۔ حالات بحمدہٖ تعالیٰ ٹھیک ہیں۔ امید ہے کہ جلد ہی ہٹا دیا جائے گا۔

جملہ اراکین جماعت کو سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی۔ جامعہ نعیمیہ

۱۱/۳/۸۷ء

{۲۱}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟ واپسی میں حافظ اکبر صاحب سے بھی ملاقات ہوگئی تھی۔ امید ہے کہ جلد ہی جماعت کی فنڈنگ کرکے اشاعت دین کے لیے جماعت کا تعاون ارسال فرمائیں گے۔ مکتبہ نعیمیہ دہلی کے نام سے ہی ڈرافٹ بنوا کر ارسال کردیں اور مجھے خط مرادآباد کے پتہ پر لکھیں، تاکہ میں بھی جمع کرلوں۔ نیز ڈرافٹ کے ساتھ ہی خط لکھ دیں، کہ اشاعت اطیب البیان کے لیے ہے۔

۲۵/۷/۸۷ء

{۲۲}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مولیٰ تعالیٰ کا خصوصی فضل اور کرم آپ کا شامل حال کہ حرمین شریفین کی زیارت کر کے آپ بخیر وعافیت واپس آ گئے میں مولیٰ تعالیٰ آپ کا حج قبول فرمائے۔ آمین۔

حج کی مبارک باد قبول فرمائیں۔ جماعت کا ڈرافٹ نو ہزار کا ارسال کیا تھا لیکن اس کے موصول وعدم وصول کا پتہ نہیں چلا، اس لیے تاخیر ہوتی ہے۔ ابھی گزشتہ ہفتہ مولانا محمد علی صاحب کا خط ملا تھا جس میں وصول یابی سے مطلع کیا گیا تھا فی الحال ایک ہفتہ سے موسمی اثرات،

طبیعت پر اثر انداز ہیں۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ باقی رقم بھی جلد ارسال کر دوں گا۔ اگر آپ موجود ہوتے تو شاید تاخیر بھی نہیں ہوتی۔ مولانا محمد اکمل کے نام ڈرافٹ ارسال کیا تھا اور یہ انتظار تھا کہ کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی، آسانی سے موصول ہوا یا نہیں؟ اس انتظار میں تاخیر ہوئی۔ جماعت کے اراکین کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ ۱۴/۹/۸۷

محمد یامین نعیمی جامعہ نعیمیہ مرادآباد

{۲۳}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

امید تھی کہ بریلی شریف میں عرس میں ملاقات ہوگی۔ لیکن غالبًا باسنی کا کوئی آدمی نہیں پہنچا عرس ٹھیک ہی رہا۔ البتہ بارش اور طوفان نے کچھ پریشانی میں اضافہ کر دیا۔ تمام پنڈال گر گیا اور تمام لوگوں کی کتابیں بھی بھیگ گئیں۔ جماعت کی طرف سے کوئی کتابچہ بریلی میں تقسیم ہوتا تو بہتر تھا۔

درخواست کے سلسلے میں معلوم یہ کرنا ہے کہ اگر امید ہو تو درخواست دوں ورنہ پھر خاموشی بہتر ہے۔ جماعت کی رقم جو میرے پاس رہی اس پر کیا تاثر ہے۔ اگر کسی پر بھی معمولی تاثر اچھا نہ ہو تو پھر خاموشی بہتر ہے۔

فتاوی رضویہ دوم بھی ختم ہوگئی ہے صرف ۱۵/ عدد باقی ہے۔ جماعت کا اگر کسی سے ذاتی طور پر معاملہ بطور مضاربت یا بطور قرض ہو سکے تو کیا خیال ہے ؟ اور اس کے لیے کوئی آدمی مل سکتا ہے یا نہیں ؟

ادائیگی کا وعدہ ان شاء المولیٰ تعالیٰ حتمی ہی ثابت ہوگا۔ امید ہے کہ تفصیل سے اپنی رائے اور مشورے کا اظہار کریں اپنا منشائے تجارت بالکل نہیں صرف اشاعت مقصود ہے اس کے لیے جو بھی طریقہ ہو سکے تحریر کریں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی مکتبہ نعیمیہ دیپا سرائے سنبھل

۲۵/ ۱۰/ ۸۷ء

{۲۴} ۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سلام مسنون

آپ بمبئی چلے گئے اسی لیے سلسلہ خط و کتابت بند رہا۔ مجھے بھی حیرت تھی کہ اتنی خاموشی کیوں ہوئی۔ اراکین جماعت کا مشکور ہوں کہ انہوں نے پھر مزید اعتماد کیا ہے۔ امید ہے کہ جماعت کی رقم جلد از جلد ارسال کر دیں گے۔ قرآن شریف کا معاملہ بالکل تیار ہی ہے۔

فتاوی رضویہ ۱۰ نصف آخر جلد ارسال کردوں گا۔

حضرت قبلہ حاجی صاحب سلام و دعا فرماتے ہیں۔ حاجی سعید صاحب کہاں ہیں مطلع کریں۔ اور ان کا بمبئی کا پتہ بھی لکھیں۔ اگر حاجی امین صاحب ہو تو سلام کہیں۔ قاری عبدالطیف صاحب نعیمی کی طبیعت زیادہ خراب تھی اب قدرے ٹھیک ہے۔ کوئی بمبئی جائے والا مل جائے تو حاجی سعید صاحب کو لکھ دیں، کہ اگر قاری عبداللطیف صاحب نعیمی (جو زندہ ولی ہیں) اگر ملاقات کرنے کا ارادہ ہے تو جلد ہی پروگرام بنالیں کمزوری بہت ہوگئی ہے۔ انہیں دل کا تیسرا دورہ پڑا تھا ۔لیکن ڈاکٹروں کے سخت منع کرنے کے باوجود نماز کھڑے ہی ہو کر پڑھی۔ جملہ اراکین جماعت کی خدمات میں سلام کہیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۸۸/۱/۳۰ء

{۲۵} ۷۸۶

محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

ایک بنڈل پوسٹر دہلی سے ناگور کے لیے ارسال ہے۔ حفیظ بک ڈپو کی معرفت ارسال کیا ہے۔ رسید میں حفیظ بک ڈپو کی مہر نہیں لگ سکی ہے۔ میں نے اردو کی اپنی مہر لگادی ہے امید ہے کہ کام چل جائے گا۔ کسی جانکار کو بھیج دیں اسٹیشن پر جو آتا جاتا رہتا ہو۔ محصول یابی پر مجھے ضرور مطلع کریں۔

جملہ اراکین جماعت کی خدمات میں سلام عرض ہے۔ تاخیر معاف فرمائیں۔

خرچ بکنگ وغیرہ بیس روپے ادا کردیے ہیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۸۸/۲/۶ء

{۲۶} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی:

خط ملا تھا خیریت معلوم ہوئی۔ ایک ہفتہ سے حاجی صاحب قبلہ کی بھی طبیعت بہت خراب ہے۔ دعا فرمائیں مولیٰ تعالیٰ شفاعطا فرمائے آمین۔

بحمدہٖ تعالیٰ قرآن شریف کے سلسلے میں اسی ہزار (۸۰۰۰۰) روپے کا انتظام ہوگیا ہے۔ یہ خلوص کے ساتھ جماعت کے تعاون کا آغاز تھا۔ بس اس کے بعد سلسلہ بنتا ہی گیا۔ حاجی صاحب

قبلہ نے بھی پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) کا وعدہ فرمایا تھا کہ امروہہ میں کسی سرمایہ دار سے بات کی ہے لیکن موصوف کی علالت نے تھوڑا معاملہ منجمد کر دیا ہے۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ طبیعت درست ہونے پر کام ہو جائے گا۔

نیز ایک صاحب نے سنبھل ہی میں تیس ہزار (۳۰۰۰۰) کا وعدہ کیا ہے اس کے لیے دعا کریں کہ مولیٰ تعالیٰ وہ اپنے وعدے پر قائم رہے کچھ لوگ اس کو غلط مشورہ دے رہے ہیں۔

امام اہل سنت کی روحانی توجہات ہیں کہ مجھ جیسے ناکارہ اور بے شعور آدمی سے اتنا اہم کام لے لیا۔ بس یہ مولیٰ تعالیٰ کی ذرہ نوازی ہی ہے اور آپ حضرات کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

حنفی صاحب کشمیر گئے ہیں اس کی بنا پر مصروفیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ کل یا پرسوں سے قرآن شریف کا کام شروع ہو جائے گا ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔ جملہ اراکین جماعت کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی اشرفی، جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۹/۲/۸۸ء

{۲۷} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

ایک ہفتہ سے حاجی صاحب قبلہ کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے۔ دعا کریں! آج صبح سے غشی کی کیفیت ہے۔

محمد یامین نعیمی: جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۱۱/۲/۸۸ء

{۲۸} ۷۸۶

محترم زید عنایتکم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

ابھی خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔ حاجی صاحب قبلہ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

۱۴/ ۲/ ۸۸ءدن میں تین بجے بروزاتوار حضرت امیرملت سے تاریخ کی درخواست ہے۔ جملہ پرسان حال حضرت سے سلام عرض ہے۔نیز حافظ سردار صاحب سے دو کلو شہد کسی معتمد ذریعہ سے جودھپور پہنچادیں۔کسی سے دستی منگالوں گا۔اس کی قیمت ارسال کردوں گا۔محترم سے سلام کہہ دیں۔سیرت رسول عربی کی غلطی کی معذرت کردی گئی ہے۔بمبئی کا سفر بہت کامیاب رہا۔مکان کانصف حصہ خرید لیاگیاہے اور باقی نصف کارمضان کے بعد کاوعدہ کرلیاگیاہے۔

محمد یامین نعیمی

۲۱/ ۲/ ۸۸ء

{۲۹} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

گرامی نامہ ملاحالات معلوم ہوئے۔ حضور حاجی صاحب قبلہ کے حالات ارسال کردوں گا ۔قومی جماعت کاانتخاب بہتر ہی رہا۔مولیٰ تعالیٰ دونوں جماعت کوترقی عطافرمائے آمین۔

جملہ پرسان حال حضرات کوسلام عرض ہے۔ ۲۶/ ۳/ ۸۸ء

محمد یامین نعیمی اشرفی

{۳۰}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

گرامی نامہ ملایادآوری کاشکریہ۔میں آج ایک مقدمہ کے سلسلے الہ آباد جارہاہوں۔جلد ہی واپسی ہوجائے گی۔اوراس کے بعد ہی پھر راجستھان کاارادہ ہے۔کب تک پہنچوں گا تاریخ کاتعین تومشکل ہی ہے۔بہرحال ان شاء المولیٰ تعالیٰ رمضان شریف میں ملاقات ہوگی۔جملہ پرسان حال حضرات کوسلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۱۳/ ۴/ ۸۸ء

{۳۱}

عزیز مکرم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی ؟

قرآن شریف تقریباً نصف چھپ گیا ہے۔ جولائی میں ان شاء المولیٰ تعالیٰ مکمل ہوجائے گا۔ مولانا ظہور صاحب اور مولانا غلام محمد صاحب سے معلومات کرکے لکھیں، کہ کتنا ارسال کردوں ؟ تاکہ وہیں سے ہی روانہ کردیے جائیں۔ جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔ توسل پر ایک نایاب کتاب اردو ترجمہ شواہد الحق پاکستانی آگیا ہے۔ اگر کہیں تو بھیج دوں۔ قیمت غالباً نوے روپے ہے اور حاجی امین صاحب سے معلوم کرلیں انہوں نے بھی توسل کے متعلق اپنی بیٹھک میں بات کرنے کو کہا تھا۔

محمد یامین نعیمی

۱۴/۶/۸۸ء

{۳۲}

عزیز گرامی !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔ حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ کے پروگرام کے حالات پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس طرح تمام اہل سنت کو توفیق مرحمت فرمائے۔ اور کثیر تعداد میں اپنے کسی بھی رشتہ پیری مریدی میں داخل ہوجائیں تاکہ مسلک پختہ رہے۔ اس وقت مسلک کی اشاعت کا یہ بھی زبردست ذریعہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ جملہ خادمان اہل سنت کو خوش و خرم رکھے۔ اور ان کی سعی کو مقبول فرمائے آمین۔ ابھی گزشتہ ہفتہ مرادآباد وغیرہ میں بھی اچھی بارش ہوگئی ہے۔ فصل بہتر ہے۔ تفسیر بیضاوی کے لیے کوشاں ہوں مولیٰ تعالیٰ مدد فرمائے

۔آمین۔ عند الملاقات حضرت مولانا ظہور الدین صاحب، مولانا محمد علی صاحب، مولانا غلام محمد صاحب کو سلام کہیں۔ اور جماعت کے جملہ خدام کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی

۳۰/۹/۸۸ء

{۳۳} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟ علامہ مولانا محمد ہاشم صاحب سے زبانی خیریت معلوم ہوئی تھی۔ آپ کی تحریر کے مطابق پچیس ۲۵/ قرآن شریف ناگپور کو روانہ کیے تھے۔ لیکن سوے اتفاق کہ ریلوے کلرک ناگپور کی بلٹی بنادی اور میں نے بھی غور نہیں کیا۔ بعد کو جب بلٹی مولانا غلام محمد صاحب واپس کی تو افسوس ہوا وہ بلٹی ناگپور کو بھیج دی ہے۔ دیکھیے کیا ہوتا ہے ابھی تک کوئی خیر خبر نہیں ہے ۔ مولانا غلام محمد صاحب کے لیے اور پچیس ۲۵/ عدد بھیج رہا ہوں۔ جملہ اراکین جماعت کی خدمات میں سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی

۲۸/۱۱/۸۸ء

{۳۴} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔ مولانا غلام محمد صاحب سے بہت ہی مختصر ملاقات رہی۔

صرف خیریت ہی معلوم ہو سکی۔

حضرت شیخ صاحب نے اس سال حج کا ارادہ کر لیا ہے۔ موسم بحمدہٖ تعالیٰ ٹھیک ہی ہے۔ بارش ہو رہی ہے اس لیے سردی میں بھی اضافہ ہی ہے۔ اراکین جماعت کو سلام کہیں۔ اور ملاقات

ہو جائے تو حاجی سعید حاجی امین صاحب کو بھی سلام کہیں۔ مفتی صاحب مکان گئے ہوئے ہیں، اس لیے مصروفیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

۸۹/۱/۴ء

{۳۵}　　　　　۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔ گزشتہ ہفتہ بیکانیر گیا تھا۔ افسوس کہ موقع نہیں ملا ورنہ ایک روز کے لیے باسنی آنے کا بھی ارادہ تھا۔ دو ہزار روپیہ مولانا تسلیم صاحب نے دفتر میں جمع کرا دیے ہیں۔ اور غالباً کچھ کم و بیش دو ہزار روپیہ مولانا غلام محمد صاحب بھی جمع کرا دیں گے۔

اور دو ہزار ستانوے (۲۰۹۷) روپے شکیل احمد صاحب لوہار پورہ ناگور سے وصول کر لیں۔

اس طرح کم و بیش تقریباً ۶/ ہزار روپے دفتر میں جمع ہو جائیں گے۔ اور ان شاء المولیٰ تعالیٰ باقی رقم بھی جلد ہی جمع کرنے کی کوشش کروں گا۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۸۹/۲/۱۲ء

{۳۵}　　　　　۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مرسلہ پوسٹ بذریعہ حافظ اللہ بخش صاحب موصول ہوا۔ اور ساتھ ہی رقم بھی دو ہزار روپے ملی۔ مولانا ہاشم صاحب کو جواب کے لیے کہہ دیا گیا ہے۔ موصوف کا کہنا ہے کہ بالکل کسی جاہل نے لکھا ہے اس کا جواب کیا لکھا جائے پھر بھی آپ حضرات کی خواہش کی تکمیل کی جائے گی۔ حامل رقعہ مولانا مولوی ناظر صاحب عماری رہ چکے ہیں ہر طرح قابل اعتماد ہیں اپنے میرے خصوصی لوگوں میں ہیں باسنی میں معلوم ہوا ہے کوئی جگہ خالی ہے ان کا تقرر کرا کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

اور جملہ اراکین جماعت کی خدمات میں سلام عرض ہے۔ مولانا محمد علی صاحب کو فتاوی رضویہ جلد ۵ بذریعہ ڈاک رمضان شریف کے آخر میں ہی روانہ کردی گئی ہے۔ مطلع کردیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۲۲/۶/۸۹ء

{۳۶}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟ جماعت کے پوسٹر تین ہزار چھپ کر تیار ہیں۔ایک دو روز میں ارسال

کردوں گا۔ عید اور پھر متّصلاً ہی عرس نعیمی اور پھر فوراً ہی ہمشیرہ کے یہاں دو شادیاں، اس بنا پر مصروفیت بہت رہی۔ شکیل صاحب کے پیسے نہ پہچانے کا سخت افسوس ہوا ہے۔ ان کی بھی آج بہت سخت خط لکھا ہے۔ پھر بھی آپ رابطہ رکھیں چوں کہ آپ بہت قریب ہیں اور بذریعہ ڈاک ہی ان کو لکھ سکتا ہوں۔ اراکین جماعت کو سلام کہیں۔ مکمل خرچ پوسٹر بلٹی کے ساتھ ارسال کردوں گا۔

محمد یامین نعیمی

۲۴/۷/۸۹ء

{۳۷}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

گرامی نامہ ملا۔ بہت خوشی ہوئی کہ تبلیغیوں کا پروگرام منسوخ ہوگیا۔ یہ سب کچھ جماعت اہل سنت کی خالصاً کارکردگی کا اثر ہے۔ مولیٰ تعالیٰ جماعت کو ہر طرح ترقی عطا فرمائے۔ شکیل صاحب کے رویہ پر بہت افسوس ہوا ہے۔ امید ہے کہ پوسٹر بھی پہنچ گئے ہوں گے۔ میں بھی ارسال کردوں گا ۔تین جگہ پر جامعہ کی تعمیر مرمت کا کام جاری ہے۔

۵/۹/۸۹ء

{۳۸}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

گرامی نامہ سے خیریت معلوم ہوئی۔ایک ساتھ دو ایڈیشنوں میں ہم قرآن شریف بمبئی ارسال نہیں کرسکے چوں کہ ہماری جلد ہلکی تھی، برابر بمبئی سے بڑے دکان داروں کی شکایت آرہی ہے۔اس لیے اس مرتبہ عرس رضوی کے بعد قرآن شریف کی طباعت کے سلسلے میں کوشش کی جائے گی۔اگر جماعت کی طرف سے کچھ تعاون حسب سابق ہوجائے تو بڑا اسہارا مل سکتا ہے۔یا پھر انفرادی طریقہ سے جو بھی مناسب اور ممکن ہو مطلع کریں۔شکیل صاحب نے رقم بہت دیر سے جمع کی جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔

اراکین جماعت کی خدمات میں دست بستہ سلام عرض ہے۔پوسٹر پہنچ گیا ہوگا۔

محمد یامین نعیمی

۲۲/۹/۸۹ء

{۳۹} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

خط ملا، خیریت معلوم ہوئی۔بہت دن سے انتظار تھا ادھر مصروفیات میں بھی بہت اضافہ ہے۔جامعہ میں چار جگہ عمارتی کام جاری ہے۔دولاکھ سے اوپر جمع ہوچکا ہے۔یہ جامعہ کی پہلی تاریخ ہے کہ اتنی بڑی رقم ایک مرتبہ میں خرچ ہوئی ہے۔مولیٰ تعالیٰ اپنے فضل سے پورا فرمائے۔آمین۔مولانا ظہور صاحب اور دیگر تمام پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔جامعہ میں ہر طرح خیریت ہے۔قاری رفیق صاحب سلام کہتے ہیں۔

اگر صوفی صاحب کے یہاں حاضری ہو تو سلام عرض کر دیں اور قرآن شریف کی اشاعت کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۱۲/ ۱۲/ ۸۹ء۔ ۲۵/ ۷/ ۹۸ء

{۴۰}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟ آج خط ملا۔ خیریت معلوم ہوئی۔ گزشتہ ہفتہ بیکانیر گیا تھا اور ارادہ تھا کہ چند گھنٹہ کے لیے باسنی بھی جاؤں گا لیکن افسوس ہ موقع نہیں ملا اور بیکانیر سے دہلی ہی واپس ہونا پڑا۔ سردی بہت ہی سخت ہو رہی ہے۔ جامعہ میں تعمیری کام ہو رہا ہے۔ تین لاکھ کے قریب تک پہنچ گیا ہے۔ اس وقت قدرے پریشانی ہوگئی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کوئی غیبی مدد فرمائے گا۔ اور ظہور صاحب اور اراکین جماعت کو سلام کہہ دیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۳۱/ ۱۲/ ۸۹ء

{۴۱}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

دستی رچہ ملا، تھا۔ حالات معلوم ہوئے۔ مجھے جے پور کے حالات پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ مسلمانان عالم پر خصوصی فضل فرمائے آمین۔ جامعہ نعیمیہ بھی تقریبًا بائیس یوم بند رہا۔ کل سے کرفیو ختم ہوا ہے۔ حالات اب ٹھیک ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ یہاں امن ہی رکھے۔ آمین۔

جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔ مکمل حالات ناسازگار ہونے کی بنا پر کاروبار بہت ہی زیادہ متاثر ہے۔ قرآن شریف جلد ۸/ تمام رکھا ہے۔ اور جو گیا ہے اس کی رقم واپس نہیں ہو رہی ہے۔ ہر جگہ سے یہی شکایت ہے کہ تمام لوگوں کی نظریں بابری مسجد پر لگی ہیں۔

محمد یامین نعیمی

۱۴/۱/۹۰ء

{۴۲}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا، خیریت معلوم ہوئی۔ اور یہ معلوم ہوکر افسوس بھی ہوا کہ جب الٰہ آباد آنا ہی ہوا تھا تو صرف راستہ کی تبدیلی سے بریلی اور مرادآباد بھی حاضری ہوجاتی۔ اور معمول چند گھنٹوں کا ہی فرق رہتا بہر حال آئندہ خیال رکھیں کہ جب الٰہ آباد جائیں تو مرادآباد ہوکر گزریں۔ بہت دنوں سے تمنا ہے کہ جودھپور کے جلسے میں شریک ہوسکوں۔ لیکن جامعہ کی مصروفیات حائل راہ بن جاتی ہیں۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ رمضان شریف میں ملاقات ہوگی اور غالباً ۲۰/ رمضان کے بعد ہی پہنچ سکوں گا۔ قاری رفیق صاحب امسال بمبئی جارہے ہیں قرآن شریف سنانے کے لیے۔

اور غالباً سنی جمیعت العلما کے دفتر سے پتہ لگ جائے گا کہ کہاں جگہ ملی ہے۔ ایک ہفتے سے میری

ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ یہاں پر شب براءت دوشنبہ کو منائی گئی ہے۔ امیر جماعت اور دیگر اراکین جماعت کی خدمات میں سلام عرض ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس جماعت سے اپنے دین کا مکمل کام لے۔ اور قبول فرمائے۔

محمد یامین نعیمی

۱۵/۳/۹۰ء

{۴۳}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

راجستھان کی واپسی پر مسائل کا ایک ازدھام تھا۔ اس مرتبہ خلاف معمول دو ہفتہ کی تاخیر ہوگئی تھی، جس کی بنا پر بہت پریشانی رہی۔ دو ہفتہ سے والد صاحب کی طبیعت بہت خراب ہے۔ آپ

سے اور جملہ مقتدیوں سے دعا کی درخواست ہے۔ عزیزی مولوی محمد ہارون کی معرفت جماعت کے فنڈ سے بیس (۲۰۰۰۰) ہزار روپے مل گئے ہیں۔ کل ہی دہلی بھیجی دیے گئے ہیں۔ جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔ اور والد صاحب کے لیے دعاے صحت کی درخواست ہے۔

محمد یامین نعیمی سنبھل

۹/۶/۹۰ء

{۴۴} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

بحمدہٖ تعالیٰ سب بخیر ہیں۔ آج جماعت والی رقم، پچیس ہزار روپے پہنچ گئے ہیں۔

جامعہ نعیمیہ کی مصروفیت کی بنا پر سفر نہیں کر سکا، جس کی بنا پر قرآن شریف کا معاملہ تو مشکل ہی ہو گیا ہے۔ مشورے کے بعد طباعت کے حالات سے مطلع کروں گا۔

جملہ اراکین جماعت کی خدمات میں سلام عرض ہے۔ اور سب کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ اراکین جماعت نے مجھ پر بھرپور اعتماد کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ اعتماد باقی رہے۔ اور

حتی الامکان جلد از جلد کل رقم واپس پہنچ جائے۔ آمین

محمد یامین نعیمی اشرفی

۳/۸/۹۰ء

{۴۵} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

بہت دن کے بعد خیریت معلوم ہوئی۔ بحمدہ تعالیٰ سب بخیر و عافیت ہیں۔ قرآن شریف کے ایک سو بیس فارم میں ایک سو چھپ گئے ہیں۔ اور چھپائی جاری ہے۔ ان شا المولیٰ تعالیٰ عرس رضوی میں آجائے گا۔ اس مرتبہ ایک نئی اور بہت مکمل فہرست شامل کی گئی ہے۔ نیز دیوبندی تراجم

کا مقابلہ بھی مختصر چھاپا گیا ہے۔ اور ارادہ ہے کہ فضائل قرآن کا ایک مختصر مضمون حضرت صدر لافاضل علیہ ارحمہ کا ہے وہ شامل کر دیا جائے گا۔ اس طرح اس مرتبہ پھر قرآن شریف کی ایک امتیازی شان ہوگی۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔

جامعہ میں ہر طرح خیریت ہے۔ جملہ اراکین جماعت کی خدمات میں سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۹۰/۸/۲۹

{۴۶}

عزیز گرامی قدر!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

باسنی سے رخصت ہو کر بمبئی چلا گیا تھا وہاں پر تقریباً بیس روز لگ گئے۔ بہت سے احباب سے ملاقات ہوئی۔ اور خصوصاً عزیزی محمد شوکت (بالی) (جو آپ کے بریلی شریف میں ہم سفر تھے) سے آخری وقت ملاقات ہوئی۔ موصوف نے وہ مہمان نوازی اور عزت افزائی کی کہ تحریر میں لانے سے قاصر ہوں۔ سراپا خلوص اور تحائف کا انبار موصوف نے مرحمت کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے خلوص اور خدمات کو قبول فرمائے اور اجر عظیم مرحمت فرمائے۔ آمین۔ آپ کے پڑوسی محمد اعظم صاحب نے بھی بہت خدمت کی اور بمبئی جیسے شہر بہت کثیر وقت دیا۔ ان کے لیے میں بریلی شریف سے چراغ تیار کرا کر ارسال کروں گا۔ ان کے گھر پہنچا دیں۔ اور جملہ پرسان حال حضرات کو اور خصوصاً محمد رمضان صاحب کو سلام عرض ہے۔ مولانا چراغ عام صاحب، قاری رفیق احمد صاحب، مولانا نفیس صاحب سلام کہتے ہیں۔ سب بخیر ہیں۔ کل ہی واپس ہوا ہوں تقریباً ایک ماہ کا سفر ہو گیا۔

محمد یامین نعیمی

۹۰/۹/۹ء

{۴۷} ۷۸۶

مکرمی !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی ؟ بحمدہ تعالیٰ خیر و عافیت ہیں۔

مفتی صاحب ایک ماہ ہوگیا مکان سے واپس نہیں ہوئے ہیں۔ سنبھل مرادآباد کے حالات عجیب غیر اطمینان بخش ہیں۔ ورنہ حافظ اقبال ک ے یہاں شادی میں ضرور شرکت ہوجاتی۔

آج کل سفر اس قدر دشوار ہو گیا ہے۔ کہ بس خدا ہی حافظ ہے۔ جملہ اراکین جماعت کو سلام عرض ہے۔ قرآن شریف چھپ کر سب رکھا ہے معمولی آڈر ہیں۔ اور وہ بھی سب ادھار کے ہیں۔ ملکی حالات نے تمام ہندوستان کا کام ٹھپ کرر کھا ہے۔ خصوصی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ صوفی صاحب کے یہاں حاضری پر سلام اور دعا کریں۔

محمد یامین نعیمی

۱۵/ ۱۲/ ۹۰ء

{۴۸} ۷۸٦

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

آج خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔ پھلواری اور جودھپور کی خبر سن کر بہت خوشی ہوئی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کی مساعی کو قبول فرمائے۔ اور اجر عظیم مرحمت فرمائے آمین۔

پھلواری میں سنا تھا کہ وہابیت کا بہت زور ہے۔ کبھی جانے کا اتفاق تو نہیں ہوا ہے۔

جملہ اراکین جماعت کو سلام عرض ہے۔ اور دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جملہ اراکین کو دارین کی نعمتوں سے نوازے، تاکہ ملت کی کچھ خدمت کر سکیں۔ اگر ملاقات ہو جائے تو مختار صاحب بجلی والے کو سلام کہیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۲٦/ ۹/ ۹۰ء

{۴۹} ۷۸٦

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی ۔ جلسہ کا حال پڑھ کر خوشی ہوئی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی ان مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔ اور مزید ترقی عطا فرمائے۔

مفتی محمد حسن صاحب سے زبانی خیریت معلوم ہوئی تھی۔ میرا بھی ارادہ تھا کہ باسنی آؤں لیکن جامعہ کی ذمہ داریاں حائل راہ بن گئی ہیں۔

اس علاقے میں بابری مسجد کا بہت زور ہے۔ کل لکھنو میں پھر فساد ہو گیا ہے۔ یہ تمام علاقہ ہی فسادات کی لپیٹ میں ہے۔ مولیٰ تعالیٰ فضل فرمائے آمین۔

اس مرتبہ بحمدہٖ تعالیٰ مرادآباد میں امن رہا اور انتظامیہ نے بہت چوکسی اور غیر جانبداری کا ثبوت دیا ہے۔ حاجی صاحب قبلہ کی کتاب مولانا محمد احمد صاحب مصباحی کو بھیج دی گئی تھی نظر ثانی کے لیے ، ابھی واپس نہیں آئی ہے۔ اس کے بعد طباعت کی منزل آئے گی۔ کل حاجی صاحب کا عرس تھا۔ کثیر تعداد میں طلبہ و مدرسین امروہہ گئے تھے۔ جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۱۵/۱/۹۱ء

{۵۰} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

چند روز قبل ایک عریضہ ارسال خدمت کر چکا ہوں، مل گیا؟ جماعت کا باقی حساب ان شاء المولیٰ تعالیٰ حاجی حسن صاحب کی معرفت ارسال کر دوں گا۔ اب غالباً وہ ۲۵/۵/۹۱ء کو جودھپور پہنچیں گے۔

فتاوی رضویہ جلد ۵ / ایک عرصہ سے نایاب ہے ، جیسا کہ میں نے رمضان شریف میں عرض بھی کیا تھا، اگر جماعت کچھ سہارا لگادے ، تو مسلک کا ایک زبردست کام ہوسکتا ہے۔

والدین کو حج کی خبر سن کر بہت مسرت ہوئی ہے۔ مولی تعالیٰ قبول فرمائے۔......

جملہ متعلقین کی خدمت میں سلام عرض ہے ۔ قاری رفیق ، مولانا نفیس اور حضرت شیخ صاحب بخیر ہیں، سلام کہتے ہیں۔

محمد یامین نعیمی

۲۰/۵/۹۱ء

{۵۱} ۷۸۶

مکرمی !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

گرامی نامہ ملا یاد آوری کا شکریہ۔

فتاوی رضویہ جلد ۸۔ ابھی مارکیٹ میں نہیں آئی۔ آج میں نے مبارک پور خط لکھا ہے۔

ان شاء المولی تعالیٰ جواب آنے پر مطلع کروں گا۔ جملہ پرسان حال حضرات کی خدمات میں سلام عرض ہے۔ عزیز محترم رمضان علی قادری کو بھی سلام کہیں۔

مفتی صاحب کے یہاں شادی کی تاریخ ۱۴/ جون ہوگئ ہے ی آپ کو خبر ہو ہی گئ ہوگی۔

محمد یامین نعیمی

۳۱/۵/۹۱ء

{۵۲}

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی ؟

خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔ شکریہ۔ ڈیڑھ ماہ سے علالت کا سلسلہ جاری ہے۔ کسی کام کو طبیعت بالکل نہیں چاہتی ہے۔ ادھر مفتی صاحب مکان چلے گئے تھے اس لیے مراد آباد کی حاضری

بہت سخت ہو گئی تھی ۔اب کل آئے ہیں تو ایک ہفتہ کی رخصت پر سنبھل آگیا ہوں تاکہ دوا اور پرہیز ٹھیک طریقے سے ہو سکے۔قدرے سکون ہونے پر بیکانیر کا ارادہ ہے۔تو باسنی آؤں گا۔چند حضرات کا انتقال ہو گیا ہے ان کی تعزیت بھی ہو جائے گی۔اور مکتبہ کی کافی رقم باقی ہے وہ بھی کچھ محصول ہو جائے گی۔جماعت کی رقم بھی باقی رہ گئی جس کی تاخیر کی بنا پر بہت زیادہ شرمندگی ہے۔اس کی بھی بہت زیادہ فکر ہے۔

علالت اور جامعہ کی سخت حاضری نے سارا نظام درہم برہم کر دیا ہے۔مکتبہ کا کام بھی بس عزیزی محمد سلیم اختر سلمہ کی وجہ سے قدرے چل رہا ہے۔جملہ اراکین جماعت سے معذرت اور سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی

۲۸/۷/۹۱ء

{۵۳}　　　　۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

بحمدہٖ تعالیٰ سب بخیر۔اس ہفتہ بارش کی تمام کمی پوری ہو گئی۔آج پانچ یوم سے مسلسل بارش ہو رہی ہے ۔جماعت کی باقی رقم کی بہت فکر ہے۔میں نے کوشش کی ہے کہ جودھپور سے دستی مطلوبہ رقم جماعت کو بھیج دی جائے ۔انشاء المولیٰ تعالیٰ امید ہے کہ جلد ہی حساب صاف ہو جائے گا ۔حضرت مولانا ظہور صاحب اور دیگر پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔ ایک ہفتہ سے اثرات کا اثر ہے۔بخار آ رہا ہے۔بیکانیر آنے کا ارادہ ہے۔ موسم اور طبیعت درست ہو جائے تو بہت ممکن ہے تھوڑی دیر کے لیے باسنی بھی آؤں۔سب سے ملاقات ہو جائے گی۔

محمد یامین نعیمی

۲۸/۸/۹۱ء

{۵۴} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔اور عرس رضوی میں عدم ملاقات کا سخت افسوس رہا۔
حالاں کہ دو مرتبہ آشیانہ گیا لیکن سوے اتفاق کہ موقع نہیں ملا۔
حافظ اکبر صاحب کا بھی پانچ ہزار روپے کی وصولی کا خط مل گیا ہے۔ان کو سلام کہیں۔
مولانا ظہور صاحب اور دیگر جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی

۹۱/۹/۲۰ء

{۵۵} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سلام مسنون

بہت دن ہوئے خط ملا تھا لیکن افسوس کہ جواب میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی ہے۔ان دنوں جامعہ کی مصروفیات بہت زبردست رہیں۔اور مفتی صاحب مکان چلے گئے تھے اس بنا پر بالکل موقع نہیں ملا معاف فرمائیں۔
جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔ان شاء المولی تعالیٰ رمضان شریف میں ملاقات ہوگی۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۹۲/۲/۲۲ء

{۵۶}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سلام مسنون

۱۹/۴/۹۲ء کو سنبھل پہنچا ہوں۔ بحمدہٖ تعالیٰ سب بخیر ہیں۔ مرادآباد بھی سکون ہے۔ چورو کے معاملہ میں میں نے عزیزی قاری مقصود صاحب اشرفی گنگانگری کو سخت تاکید کردی ہے کہ وہ خصوصی توجہ سے نگرانی تعلیم وتربیت کا خیال رکھیں۔ جملہ اراکین جماعت کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ عزیزی حافظ عبدالستار (باسنی) سنبھل قیام پذیر ہیں۔ علاج کے سلسلے میں۔ ان کے مکان پر خیریت کہلادیں۔ نیز ان کو حافظ غلام مصطفیٰ حاجی عثمان سیٹھ مرحوم کا بہت شدت سے انتظار ہے۔

محمد یامین نعیمی

۲۱/۴/۹۲ء

{۵۷}

محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

انتہائی افسوس ناک خبر لے کر خط ملا پڑھ کر بہت ہی زبردست صدمہ ہوا ہے۔ اس علاقے میں جہاں بریلویت کا کوئی نام نہیں تھا اس علاقے میں بہت اچھی طرح تعارف کرایا۔ اور مدرسہ کھول کر ہمیشہ کے لیے تبلیغ کا سلسلہ جاری کردیا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اور ان کے کام صدقہ جاریہ بناکر ان کی مغفرت کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ جملہ اراکین حضرات کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

۱/۸/۹۲ء

{۵۸}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا، خیریت معلوم ہوئی۔ اور سفر کی کامیابی پر مسرت ہوئی۔ مولیٰ تعالیٰ ہر طرح آپ کو خوش رکھے آمین۔ ..... ارادہ تھا کہ چہلم کی فاتحہ پر پہنچوں لیکن افسوس کہ جامعہ کے حالات نے پابا زنجیر کرر کھا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ جامعہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ اراکین جماعت کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۹۲/۹/۵ء

{۵۹}

مکرمی !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

اواخر نومبر ۹۲ء میں بمبئی جانا ہو گیا تھا لیکن افسوس کہ صرف تین یوم ہی قیام رہ سکا۔ تمام متعلقین سے ملاقاتیں نہیں ہوسکی۔ بابری مسجد کی شہادت پر جو پورے ملک میں آگ لگی ہم لوگ بھی اس سے متاثر ہوئے۔ دس یوم مسلسل کرفیو رہا۔ مرادآباد میں ہر طرح خیریت ہے۔ البتہ سنبھل میں اپنے عزیز اپنے ہی محلے کے تین نوجوان شہید ہو گئے۔ اب حالات معمول پر آرہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ جملہ مسلمانان عالم کو محفوظ رکھے۔ میں ۲۶/۱۱/۹۲ء کی رات کو ناگور ہو کر گزرا تھا۔ لیکن افسوس کہ وقت میں گنجائش نہیں تھی، ملاقات نہیں کرسکا۔ ۲۸/۱۱/۹۲ء کو سنبھل پہنچنا بہت ضروی تھا۔ جملہ پرسان حال حضرات کو سلام کہیں۔ اور خصوصاً حضرت مولانا محمد ظہور الدین صاحب ...... حضرت قبلہ مفتی صاحب اور حاجی معین سنبھل ہیں میں خیریت سے ہیں۔ خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

محمد یامین نعیمی

۱۸/۱۲/۹۲ء

{۶۰} ۷۸۶

مکرمی !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

تقریباً بیس یوم سے ڈاک سے سلسلہ درست نہیں ہے۔پندرہ یوم تو کرفیو کو ہی ہوگئے۔مرادآباد کا خط مل گیا ہے۔جلد ہی مطبوعہ کتب روانہ کردوں گا۔سنبھل میں ابھی ڈاک کے پیکٹ نہیں لے رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ بہت ڈھیر لگا ہوا ہے وہ چلا جائے تب لینا شروع کریں گے۔ان شاء المولیٰ تعالیٰ جلد ہی دو چار یوم میں حسب معمول کام شروع ہوجائے گا۔تو مطلوبہ کتب ارسال کردوں گا۔کتب خانہ کا سن کر بہت خوشی ہوئی ہے ہر تعاون کے لیے حاضر ہوں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۲۰/۱۲/۹۲ء

{۶۱}

مکرمی!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

آج ہی دستی گرامی نامہ ملا۔جماعت کے منافع میں آپ تین ہزار تین سو روپے (۳۳۰۰)جمع کردیں۔آپ کی طرف جو مطالبہ ہے اس میں سے جمع کردیں۔مہربانی کرکے ہمارے بل کا نمبر ضرور لکھ کر بھیجیں، تاکہ ہم بھی حساب لکھ دیں۔حضرت مولانا ظہور الدین صاحب کو سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی

۱/۹/۹۳ء

{۶۲}

مکرمی!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

خط ملا، خیریت معلوم ہوئی۔اور جماعت کا حساب صاف ہوکر بڑی خوشی ہوئی ہے۔
مولیٰ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اس اہم ذمہ داری سے سبکدوشی ہوئی۔مولیٰ تعالیٰ اراکین جماعت کو

دارین کی نعمتوں سے نوازے۔ ہندوستان میں ایک تاریخی کام کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اور جماعت کے کام کو وسیع تر فرمائے۔آمین۔

مطلوبہ کتب ارسال کردوں گا۔نظام شریعت اور شمع شبستان رضا میں ایک ہفتہ کی تاخیر ہے۔بریلی اور کچھوچھہ شریف کے اختلافات پر حضور قبلہ سجادہ نشین صاحب کچھوچھہ شریف سے تبادلہ خیال کیا گیا حضرت موصوف ایک ہفتہ مرادآباد میں قیام پذیر تھے۔بہت خوش ہیں اور ان کی زبردست خواہش ہے کہ یہ اختلاف جلد از جلد ختم ہوجائے۔چناں چہ اس سلسلے میں جامعہ کے مخلصین مدرسین اور متعلقین کوشاں ہیں۔سوچا یہ گیا ہے حضور سجادہ صاحب قبلہ اور حضرت حنفی میاں صاحب مارہرہ شریف، حضرت ازہری میاں صاحب اور حضرت قبلہ مدنی میاں صاحب کو اور حضرت مفتی صاحب راجستھان اور مخلصین کو جمع کیا جائے اور جو غلط فہمیاں پیدا ہوئیں ہیں ان کو دور کیا جائے۔جماعت سے مخلص دعائیں اور تعاون درکار ہوگا۔اگر ممکن ہوا تو باسنی کے اکتوبر کے پروگرام میں ایک روز کے لیے حاضر ہوجاؤں گا۔جمعہ کو مارہرہ شریف اور ازہری میاں سے ملاقات کا پروگرام ہے۔اور پھر حضرت قبلہ مدنی میاں سے شکایت کی جائے گی۔ حضرت صاحب سجادہ نے بہت توجہ فرمائی ہے ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔یہ کام ہوجائے گا۔

جملہ اراکین جماعت اور خصوصًا حضرت امیر ملت کی بارگاہ میں سلام نیاز اور مزاج پرسی ،مولیٰ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے ان کی پوری جماعت اہل سنت کو بہت ضرورت ہے۔فتاوی رضویہ دوم ،سوم بالکل ایک سال سے ختم ہے۔اور جماعت اہل سنت کی مانگ بڑھ رہی ہے۔خدا کرے کہ کوئی غیبی انتظام ہوجائے۔اس وقت مرادآباد کے دیہات اور رامپور کے حالات پانی نے بہت خراب کردیے ہیں زبردست سیلاب ہے، سیکڑوں دیہات زیر آب ہیں۔کل سے بریلی مرادآباد کا راستہ بند ہے۔آج معلوم ہوا کہ ریل کا راستہ بھی رامپور ہوکر بند کردیا گیا ہے۔ خصوصی دعائیں فرمائیں۔اس علاقے میں کثیر تعداد مسلمانوں کی ہے۔مولیٰ تعالیٰ فضل فرمائے۔

۱۵/ ۹/ ۹۳ء

محمد یامین نعیمی

{۶۳}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مفتی صاحب قبلہ کی معرفت خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔اور حضرت کے دورے پر خوشی ہوئی۔مولیٰ تعالیٰ ایسے ہی بزرگوں کا سایہ ہم پر تا دیر رکھے۔آمین۔

اس مرتبہ پہلی مرتبہ حضرت کی ہم راہی میں حاجی رتن ہندی بھٹنڈہ پنجاب میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ۔حضرت نے ایک رات قیام فرمایا۔کثیر تعداد میں لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔اور جامع مسجد جو آزادی کے بعد سے اب تک کفار کی رہائش گاہ بنی ہوئی اس کی بھی زیارت نصیب ہو اور حضرت نے بھی اس کے لیے دعا کرائی۔بحمدہٖ تعالیٰ آباد ہے۔اور جمعہ کو تقریباً ڈھائی سو مسلمانوں نے نماز جمعہ ادا کی۔اور روزانہ بیس پچیس آدمی نماز پڑھتے ہیں۔مولیٰ تعالیٰ قاری ابوالفتح صاحب کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔آمین۔اور مزید توفیق مرحمت فرمائے۔آمین۔

جامعہ نعیمیہ سے ایک گنگا نگری طالب علم کو عارضی طور پر بھنڈہ میں رکھ دیا گیا ہے۔حضرت

امیر ملت قبلہ مولانا محمد ظہورالدین اور دیگر جماعت کے اراکین کو سلام عرض ہے۔اور محمد رمضان کو بھی سلام کہیں۔

یامین نعیمی

۲۱/۱۰/۹۳ء

{۶۴}

عزیز گرامی قدر!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

۳۱/۳/۹۴ء کو مدرسہ اسلامیہ ہنومان گڑھ کے جلسے میں جانا ہوا تھا واپسی پر چورو پہنچا تو بہت افسوس ہوا کہ تمام مدرسین غیر حاضر تھے۔ معلوم ہوا کہ کل ہی باسنی کے بچے آئے ہیں۔ ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد پھر فوری طور پر بیکانیر واپس پہنچا۔ پیر صاحب سے ایک ضروری کام تھا۔ پیر صاحب بھی بہت اظہار ناراضگی کررہے تھے اور بہت برہم تھے اور کہہ رہے تھے کہ اتنی رعایتوں کے بعد بھی یہ زیادتی برداشت نہیں ہوگی۔ میں بیکانیر سے چورو پہنچ کر سب سے پہلے مدرسین سے ہی جواب طلب کروں گا کہ شوال ختم ہو رہاہے اور تعلیم شروع نہیں ہوئی کیا بات ہے؟ گنگانگر کے بھی کچھ بچے پہنچے تھے وہ بھی پریشان تھے۔ حضرت امیر ملت کو میرا سلام کہیں۔ اور عزیزی محمد رمضان صاحب کو بھی۔

محمد یامین نعیمی

۷/۴/۹۴ء

{۶۵} ۷۸۶

عزیز محترم!.................سلام مسنون

مزاج گرامی؟

گرامی نامہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ بحمدہٖ تعالیٰ ایک کثیر جماعت حج کے لیے جارہی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور بخیر وعافیت واپس آئیں۔ امسال قاری رفیق صاحب بھی حج کو گئے ہیں۔ ایک ہفتہ ہوا کہ وہ ممبئی روانہ ہوگئے ہیں۔ وہاں سے ہی جائیں گے۔

اسماعیل حبیب مسافر خانہ کی مسجد سے پتہ چل سکتاہ۔ے یہ جگہ حافظ عبد الستار کو معلوم ہے۔ عزیز محرتم محمد رمضان صاحب اور حضرت امیر ملت کو کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

یامین نعیمی

۲۲/۴/۹۴ء

{۶۶}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا، خیریت معلوم ہوئی۔ایک مولانا صاحب کو عبد الجبار صاحب کے پاس بھیجا تھا آپ کو دستی پرچہ لکھا تھا مل گیا ہوگا۔باقی تمام حالات ٹھیک ہیں دعا کرتے ہیں اگر درگاہ شریف ناگور جانا ہو تو سلام پیش کردیں۔

محمد یامین

۹۴/۵/۳ء

{۶۷}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا، خیریت معلوم ہوئی۔ حضرت امیر ملت کی علالت کی خبر پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی۔
مولیٰ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین۔
حضرت موصوف کی ابھی جماعت اہل سنت کو بہت ضرورت ہے۔مولیٰ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔آمین۔میری طرف سے سلام پیش کردیں۔جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔جامعہ میں بیت الخلا سے بالکل متّصل جو اہل ہنود کے مکانات ہیں سب فروختگی میں چل رہے ہیں۔ایک مکان کی بات بھی چلی ہے۔پانچ لاکھ میں ہو جائے گا۔اس طرح جامعہ نعیمیہ لال باغ جو ایک بڑا محلہ مسلمانوں کا ہے مل سکتا ہے۔نیز جامعہ کے بالکل سامنے جو ڈاکٹر بی جے پی کا صدر ہے وہ بھی فروخت کر رہا ہے۔وہ دس لاکھ مانگ رہا ہے۔دعا کریں، مولیٰ تعالیٰ کوئی سبیل پیدا فرمائے آمین۔

۹۴/۷/۶ء

{۶۸} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی:

حضرت علامہ مولانا ہاشم صاحب سے دستی پرچہ ملا پڑھ کر خوشی ہوئی۔ اور یہ پڑھ کر سخت افسوس ہوا کہ حضرت قبلہ امیر ملت کی طبیعت ابھی ناساز ہی چل رہی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ فضل فرمائے آمین۔

آج جامعہ میں تمام طلبہ کو جمع کر کے جماعت اور اراکین کی پر خلوص ہمت اور محنت پر روشنی ڈال کر حضرت امیر ملت کے لیے خصوصی دعا کرائی گئی۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

جملہ اراکین جماعت کو خدمت کا حوصلہ اور ہمت مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ حضور سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔ جملہ پرسان حال حضرات اور خصوصاً محمد رمضان صاحب حضرت امیر ملت صاحب کی بارگاہ میں سلام پیش کر دیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۱۰/۹/۹۴ء

{۶۹}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

آج خط ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ حضرت امیر ملت کی صحت کی خبر سے بہت اطمینان ہوا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ اور ان کے فیض سے اور پر خلوص دینی خدمات سے دینی ترقی اور مسلک کی اشاعت کو زبردست فائدہ پہنچے۔ آمین۔

عزیز محترم امام و خطیب شکیلہ مسجد کو سلام کہیں۔ اور عمرے کی مبارک باد پیش کر دیں۔

یہاں حالات بحمدہٖ تعالیٰ بہتر ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ رحم فرمائے آمین۔

محمد یامین نعیمی

۵/۱۰/۹۴ء

{۷۰}

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔اور کسی ذریعہ سے معلوم ہوا تھا کہ آپ بریلی جاکر مبارک پور گئے ہیں ،افسوس ہوا کہ راستہ میں مرادآباد کو بھول گئے ۔اس طرح کبھی موقع ہوا کرے تو مرادآباد اور سنبھل کو ضرور یاد رکھا کریں۔ حضرت امیر ملت کی خدمت میں اور مولانا رمضان کو سلام عرض ہے۔

محمد یامین

۲/۳/۹۵ء

{۷۱}

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی ؟

مرسلہ خط مل گیا ہے۔حسب ہدایت چورو خط لکھ دیا گیا ہے۔مفتی صاحب سے بھی زبانی معلوم ہوا تھا کہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔مولیٰ تعالیٰ چورو کے مدرسہ کو اور کامیابی عطا فرمائے ۔آمین۔اور مسلک کی زبردست اشاعت ہو۔محترم امیر ملت ،مولوی رمضان علی اراکین جماعت کی خدمت میں سلام عرض ہے۔بحمدہٖ تعالیٰ ہر طرح خیریت ہے۔گرمی بہت سخت ہے۔مولیٰ تعالیٰ باران رحمت مرحمت فرمائے۔آمین۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۹/۵/۹۵ء

{۷۲}

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

اسی ہفتہ حاجی محمد شفیع صاحب،حاجی ابراہیم صاحب وغیرہ کچھوچھہ شریف سے واپسی پر سنبھل اور مرادآباد پہنچے تھے ان سے زبانی آپ کی خیریت معلوم ہوئی تھی حضرت قبلہ امیر ملت کی علالت کا حال معلوم ہوکر سخت افسوس ہے۔مولیٰ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے آمین۔

عزیز گرامی مولوی رمضان سلمہ اور اراکین جماعت کو سلام عرض ہے۔حبیب اللہ صاحب۔۔۔۔ کا شدید انتظار رہا، معلوم ہوا تھا وہ بھی آئیں گے لیکن وہ غالباً سیدھے نکل گئے۔بحمدہٖ تعالیٰ تمام حالات درست ہیں گرمی بہت ہی شدید ہے حالاں کہ بارش بھی بہت اچھی ہوگئی ہے۔معلومات کر کے لکھیں کہ حافظ عبد الستار کہاں ہیں۔معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے دکان کرلی ہے۔آج کل باسنی ہی میں رہتے ہیں عند الملاقات سلام کہیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۷/۷/۹۵ء

{۷۳} ۷۸۶

مکرمی !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

آج خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔خوشی ہوئی۔مولیٰ تعالیٰ ہر طرح خیریت سے رکھے آمین۔

سرمہ بھی حاجی سعید صاحب کو پہنچا دیا گیا ہوگا۔عند الملاقات عزیزی محمد رمضان سلمہ کو سلام کہیں۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

۱۱/۱۱/۹۵ء

{۷۴} ۷۸۶

محترم و مکرم زید عنایتکم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

بحمدہٖ تعالیٰ سب بخیر و عافیت ہیں۔آپ کا خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔اور جلسوں کی کامیابی اور راڑنوں کانفرنس کا حال پڑھ کر بے پناہ مسرت ہوتی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کی زیر نگرانی جماعت کو خوب خوب تبلیغ کرنے کا موقع ملے اور مسلک کی زبردست اشاعت ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

خط پر فون نمبر لکھا تھا، تو کیا فون مسجد میں لگ گیا؟ یا مکان پر؟ مطلع کریں۔ عزیز گرامی قدر محمد رمضان سلمہ کو سلام کہیں اور جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

یامین نعیمی

۲۹/۱۱/۹۵ء

{۷۵}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

بحمدہٖ تعالیٰ ہر طرح خیریت ہے۔ خط ملا بہت خوشی ہوئی کہ اب جماعت کا کام راجستھان سے نکل کر ہریانہ پنجاب میں بھی شروع ہو گیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو آل آڈیا بنادے اور آپ حضرات کے خلوص وایثار سے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ان شاء المولیٰ تعالیٰ مستقبل قریب ہی میں جماعت کا کام پورے ملک کے لیبل پر شروع ہوجائے گا۔ مولیٰ تعالیٰ نظر بد سے محفوظ فرمائے اور ہماری جماعت کو انتشار سے محفوظ رکھے۔ حضرت قبلہ مفتی اعظم راجستھان مکان پر ہی ہیں خیریت س۔ جامعہ میں بھی ہر طرح خیریت ہے۔ قاری رفیق صاحب مولانا نفیس صاحب سلام کہتے ہیں۔

محمد یامین نعیمی جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۱۱/۴/۹۶ء

{۷۶}

مکرمی!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟

آج لفافہ ملا، حال معلوم ہوا۔جماعت سے رقم لے کر اصل مقصود تجارت نہیں بلکہ اشاعت ہی ہے۔ان شاء المولیٰ تعالیٰ جماعت کے فیصلے کی ہر ممکن کوشش کر کے تکمیل کی جائے گی۔خدا کرے اہل سنت کا یہ سلسلہ اشاعت تا قیامت جاری رہے۔اور جماعت کے خلوص اور خدمت کو ہمیشہ جاری رکھے آمین۔بحمدہٖ تعالیٰ سب بخیر ہیں۔مفتی ایوب صاحب اور قاری رفیق صاحب حج کو گئے ہیں۔جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی

۲۱/۴/۹۶ء

{۷۷} ۷۸٦

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔دہلی میں دکان کی بات ہو رہی ہے خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں مولیٰ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے آمین۔

کھالوں کے ریٹ پڑھ کر حیرت ہوگئی۔ ہمارے یہاں نقد ۱۳۵۔میں فروخت ہوئی۔ تقریباً ایک ہزار چھوٹی اور تقریباً ایک سو بڑی کھالیں ہوگئی تھیں۔ادھار میں تقریباً ایک سو روپے فرق تھا۔بہت زیادہ فرق تھا۔پیسے تو مل ہی جائیں گے۔ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔

جملہ اراکین جماعت کی خدمت میں سلام عرض ہے۔مرسلہ مضمون کی کتابت کرادی گئی ہے۔کسی کتاب کے ساتھ لگا دیا جائے گا جس میں گنجائش ہوگی۔امید تو ہے کہ مشاہد مسرت کے ساتھ ہی لگ جائے۔دارالعلوم فیضان اشرف کا حال ٹھیک ہے۔

محمد یامین نعیمی

۱٦/۵/۹٦ء

{۷۸}

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی ۔اور بہت خوشی ہوئی ۔فیضان اشرف کامل ، پڑھ کر۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے اداروں کی اور ترقی عطا فرمائے آمین۔ دہلی کی دکان کی بات تو تقریباً مکمل ہوگئی ہے۔ جون میں ہی رقم کی ادائیگی کرنی ہے۔بہت کوشش جاری ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے خزانہ غیب سے ہی مدد فرمائے گا۔ممکن ہے کہ اجمیر شریف اور بیکانیر آنا ہو تو باسنی بھی آؤں گا۔اور کچھ ذاتی طور پر ممکن ہو تو شوال کے آخر تک کے لیے تعاون کی درخواست ہے ۔عزیز گرامی محمد رمضان اور دیگر جملہ اراکین جماعت کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ صوفی صاحب کے یہاں جانا ہو تو خصوصی دعا کریں کہ مولیٰ تعالیٰ اس پروگرام کو کامیابی عطا فرمائے۔آمین۔

محمد یامین نعیمی

۷/۶/۹۶ء

{۷۹}　　　　۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

حافظ سعید صاحب کی معرفت جماعت کو ایک درخواست لکھی تھی ، سیرت رسول عربی سے متعلق ،جماعت کا فیصلہ نہیں معلوم ہوسکا۔مطلع کریں۔ قاری رفیق صاحب غالباً ۱۵/۴/۹۶ء کو حج جارہے ہیں۔

محمد یامین نعیمی

{۸۰}

مکرمی !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی ؟　　　بحمدہٖ تعالیٰ ۱۴/۷/۹۶ء کو دہلی کی دکان پر قبضہ مل گیا ہے۔ برکت کے لیے خصوصی دعا کریں۔جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔　　　۲۱/۷/۹۶ء

محمد یامین نعیمی

{۸۱}

مکرمی !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی ؟

دہلی کی دکان کا باضابطہ اندراج ۱۰؍ ربیع الثانی شریف کو ان شاء المولیٰ تعالیٰ ہوگا۔امید ہے

کہ خصوصی تعاون سے نوازیں گے۔جملہ احباب خصوصًا اراکین جماعت کو سلام عرض ہے۔محمد رمضان صاحب کو بھی سلام کہیں۔ان شاء المولیٰ تعالیٰ جلد ہی فون بھی لگ جائے گا۔میں ان شاء المولیٰ تعالیٰ جمعہ کو وہیں رہا کروں گا۔باقی اوقات میں بڑا لڑکا ضیاء اشرف اور ہفتہ اتوار کو محمد سلیم رہا کریں گے۔

یامین نعیمی

۹۶/۸/۲۳ء

{۸۲}

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مطلوبہ انگوٹھی جو موجود تھیں ارسال خدمت ہیں۔اب دہلی میں دکان ہوگئی ہے۔ان شاء المولیٰ تعالیٰ اب سہولت ہوجائے گی۔اس کا بل نہیں بن سکا ہے۔تعداد میں کچھ شبہ ہوگیا تھا۔مہربانی کر کے پارسل کھول کر صحیح تعداد سے مطلع کریں۔اور کوالٹی سے بھی، تاکہ صحیح بل بنا کر ارسال کردیا جائے۔

محمد یامین نعیمی

۹۶/۸/۲۵ء

{۸۳}

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

بحمدہٖ تعالیٰ سب بخیر ہیں۔آج جماعت والی رقم پچیس ہزار روپے پہنچ گئے ہیں۔جامعہ نعیمیہ کی مصروفیت کی بنا پر سفر نہیں کر سکا جس کی بنا پر قرآن شریف کا معاملہ تو مشکل ہی ہوگیاہے۔مشورے کے بعد طباعت کے حالات سے مطلع کروں گا۔جملہ اراکین جماعت کی خدمات میں سلام عرض ہے۔اور سب کا تہ دل سے مشکور ہوں۔اراکین جماعت نے مجھ پر بھرپور اعتماد کیا ہے مولیٰ تعالیٰ دعا ہے کہ یہ اعتماد باقی رہے۔اور حتی الامکان جلد از جلد کل رقم واپس پہنچ جائے ۔آمین۔

۳/۱/۹۷ء

محمد یامین نعیمی

{۸۴}

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔اور بریلی میں ملاقات نہ ہونے کا افسوس رہا۔مولیٰ تعالیٰ حضرت امیر ملت کو صحت عطا فرمائے۔آج جامعہ کے تمام طلبہ کو جمع کرکے سنی تبلیغی جماعت باسنی کی افادیت اور اس کی پر خلوص خدمات کا تذکرہ کیا اور حضرت امیر ملت کی تدابیر اور پھر ان کی اشاعتی اور تبلیغی پروگرام کی تفصیل بتائی۔اس کے بعد دعاے صحت کرائی گئی۔مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے مخلصین کو صحت عطا فرمائے کہ تیرے دین کی بھرپور خدمت کر سکیں۔عزیزی محمد رمضان اور دیگر جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی

۲/۵/۹۷ء

{۸۵} ۷۸۶

مکرمی!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی؟ دستی خط ملا تھا۔حال معلوم ہوا ۔مولیٰ تعالیٰ فضل فرمائے۔آمین۔اگر موقع مل گیا جشن ولادت کی چھٹی میں باسنی آؤں گا۔طباعت کے سلسلے میں کچھ پروگرام میں ...... مطلع کروں گا۔جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی اشرفی، جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۱۳/۷/۹۷ء

{۸۶} ۷۸۶

محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی ۔اور بارش کا حال معلوم ہو کر افسوس ہوا کہ کافی نقصانات ہو گئے۔مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ باران رحمت عطا فرمائے آمین۔

عزیز گرامی محمد رمضان صاحب اور دیگر جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

یامین نعیمی

۳/۹/۹۷ء

{۸۷} ۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مراج گرامی؟

آپ کی مطلوبہ چادر بھاگلپوری بہار سے منگانی پڑے گی۔اگر کچھ گھر رکھی مل گئیں تو روانہ کر دوں گا۔میں نے آج گھر کہہ دیا ہے۔کہ تلاش کر کے نکالیں ۔دہلی بھیج دوں گا وہاں سے کسی ذریعہ سے دستی یا کتابوں کے بنڈل میں رکھ دوں گا۔میں بھول گیا تھا آج مولانا ولی محمد صاحب کا دستی پرچہ لڑکے نے دیا تو بہت افسوس ہوا کہ اتنی تاخیر ہو گئی۔جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی

۱۵/۹/۹۷ء

{۸۸} ۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی ؟

اطیب البیان بس اب چند روز میں دہلی جانے والی ہے۔ تاخیر کی وجہ صرف مقدمہ تھا۔ اب بحمدہٖ تعالیٰ بہت شاندار مقدمہ لکھا جا چکا ہے کتابت ہو رہی ہے۔ تقریبًا کم و بیش ایک سو صفحات

پر مقدمہ مشتمل ہوگا۔ تمام حالات پر اور خصوصًا اسماعیل دہلوی کے حالات اور اس کی بدمذہبی اور انگریزوں کا کردار غرض کہ بہت سی چیزیں ہیں۔ دیر آید درست آید۔ تمام عربی، فارسی عبارتوں کا ترجمہ، اور فہرست اور اس پر زبردست تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ یہ محنت قبول فرمائے۔ اور توشہ آخرت بنائے۔ روح البیان جلد ۲/ کی تصحیح ہو رہی ہے۔ میں تو غالبًا ایک ہفتہ کے لیے مفتی محمد حسین صاحب نعیمی لاہور کے چہلم کی شرکت کے لیے پاکستان جاؤں گا۔ اگر ویزا مل گیا۔ ۱۹/ ۴/ ۹۸ء کو عرس چہلم ہے۔ ۱۵/ ۴/ ۹۸ء سے ۲۱/ ۴/ ۹۸ء تک سفر مکمل ہو جائے گا۔ جملہ احباب اراکین جماعت کی خدمات میں سلام عرض ہے۔

یامین نعیمی

۴/ ۴/ ۹۸ء

{۸۹} ۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی ؟

حاجی معین صاحب اور غلام ربانی صاحب دونوں ہی باہر گئے ہوئے ہیں۔ آپ کی امانت اور پرچے جناب ....کو دے دیے گئے ہیں۔ ان کے آنے پر پیش کر دیے جائیں گے۔ ابھی معلوم ہوا

کہ حضرت کا پروگرام منسوخ ہو گیا بہت ہی افسوس ہوا۔ مطلوبہ کتب جلد ہی ارسال کر دی جائیں گی۔ باقی مراد آباد جانے کے بعد لکھوں گا۔ جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

یامین نعیمی

۲۵/۷/۹۸ء

{۹۰}

عزیز محترم!...............سلام مسنون

بحمدہٖ تعالیٰ سب بخیر ہیں۔ بارش خوب ہو رہی ہے۔ دو ہفتہ سے مسلسل بارش ہے۔ صرف کل کا دن ایسا گزرا تھا کہ بارش نہیں ہوئی۔ آج بھی اچھی خاصی بارش ہو گئی۔ مولیٰ تعالیٰ کی مصلحت وہی بہتر جانتا ہے۔ کہیں لوگ کمی سے اور کہیں زیادتی سے پریشان، ہماری قوم کی بد اعمالی کی سزا ہے، جو بہت کم ہے۔ بدعملی اتنی بڑھ گئی ہے کہ الامان۔

روح البیان جلد ثانی ہفتہ عشرہ میں آجائے گی۔ پریس میں چلی گئی ہے۔ نیز حضرت صدر الافاضل کے فتاوی اور ان کے فضائل کی کتابت جاری ہے۔ نیز حضرت قبلہ حاجی مبین الدین صاحب کی کتاب تفسیر بیضاوی کی شرح پر بھی کام کرنے کا پروگرام بنالیا ہے۔ اس میں کچھ آپ سے یا متعلقین سے ذاتی طور پر ایک سال کے لیے قرض حسن کی ضرورت پڑے گی۔ چوں کی اس کی کتابت میں بہت وقت در کار ہے، اس کا مسودہ پڑھنے کے لیے دے دیا گیا ہے چوں کہ حاجی صاحب قبلہ بہت تاکید فرمایا کرتے تھے کہ چھاپنے سے پہلے اس کو ضرور پڑھ لینا، ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے کام جاری ہے۔ نیز حاجی صاحب قبلہ کے پاس ایک رسالہ قلمی اعلیٰ حضرت کا تھا جو ابھی نہیں چھپا ہے اس کا بھی ارادہ ہے۔

خصوصی دعائیں کریں کہ زندگی میں کچھ اشاعت کا کام ہو جائے اور آئندہ کے لیے کچھ ذخیرہ بن جائے۔

محمد یامین نعیمی جامعہ نعیمیہ

۱/۹/۹۸ء

{۹۱}　　　　　۷۸۶

عزیز محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی:

بحمدہٖ تعالیٰ سب بخیر وعافیت ہیں امید ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔ایک خوشخبری یہ ہے کہ ۱۱/۲/۹۹ء کو اشرف الانبیا کانفرنس مرادآباد میں منعقد ہوئی۔اور حضرت اظہار میاں اور مولانا توصیف رضا خاں صاحب نے ایک ہی اسٹیج پر تقریر فرمائی اور ہر ایک نے دوسرے کے سلسلے کے مناقب بیان کیے اور آئندہ کے لیے بھی یہ طے پایا کہ مضی ما مضی۔آئندہ کوئی بھی ناخوش گوار بات نہ ہونے پائے۔

علاقے میں ایک زبردست خوشی کی لہر ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس کو باقی رکھے اور تقویت مرحمت فرمائے آمین۔جملہ اراکین جماعت کی خدمت میں سلام عرض ہے۔آپ حضرت سے بھی دعا کے لیے عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۱۲/۲/۹۹ء

{۹۲}　　　　　۷۸۶

مکرمی محترم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی: خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔اور یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ باسنی میں مزید ایک علم کا مینار بنا۔مولیٰ تعالیٰ فاضل جدید کو اسلاف کا نمونہ بنائے آمین۔

اور ساتھ ہی افسوس بھی رہا کہ راستہ میں مرادآباد رہ گیا اور ملاقات نہیں ہوئی۔ہمارے مفتی صاحب قبلہ مکان گئے تھے۔اور دوماں تک رک گئے۔امریکہ سے ان کے لڑکے آئے تھے اور ایک لڑکی کی شادی کرنی تھی۔اب ان شاء المولیٰ تعالیٰ عرس رضوی کے بعد ایک ہفتہ کا پروگرام

ہے۔کوشش کروں گا،کہ ملاقات ہوجائے۔ حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ کے فتاوی کی کتابت ہو رہی ہے ۔نیز فتاوی مفتی محمد حبیب اللہ صاحب کی کتابت مکمل ہوگئی ہے ۔دوسری مرتبہ تصحیح کی جا رہی ہے۔کوشش تھی کہ یہ تمام چیزیں عرس پر آجائیں لیکن تکمیل نہ ہوسکی ۔افسوس رہا۔مضامین حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ کی بھی تقریباً تین سو صفحات کی کتابت ہوگئی ہے خصوصی دعاؤں کی ضرورت ہے۔کیا جماعت کا تعاون حسب سابق ممکن ہے ۔اگر گنجائش ہو تو اشارہ فرمادیں۔ حضرت مفتی اعظم راجستھان کی طبیعت اب قدرے بہتر ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے آمین۔

عزیزی محمد رمضان سلمہ و دیگر پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی

۲/۶/۹۹ء

{۹۳} ۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

خط ملا خیریت معلوم ہوئی۔بنڈل ضرور پہنچ گیا ہوگا۔ میں نے اپنے سامنے ہی تیار کرادیا تھا۔البتہ بلٹی میں کچھ تاخیر ہوگئی تھی۔ اس پر پتہ پورا نہیں لکھا تھا۔ اور مدینہ والے پارے تیار نہیں تھے۔ میں نے خود آدمی بھیجا تھا۔ایک افسوس ناک خبر یہ ہے کہ ۱ر۲ر اگست کی درمیانی شب میں پونے دو بجے حضرت شیخ صاحب رخصت ہوگئے۔

ایک ہفتہ پیشاب کی شکایت رہی۔ ۳۱ر۷ر۹۹ء کو طبیعت بالکل ٹھیک ہوگئی تھی پھر اچانک طبیعت تقریباً دس بجے شب کو خراب ہوگئی اور پونے دو بجے الوداع کرگئے۔جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض ہے۔اور دعاے مغفرت اور قرآن خوانی کی اپیل ہے۔ ان کے مکان سے قریبی اعزہ آگئے تھے اور علالت کے دو کان قیام پذیر رہے۔

محمد یامین نعیمی۔جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۳/۷/۹۹ء

{۹۴} ۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

علامہ صاحب کی معرفت پرچہ ملا تھا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، کہ جماعت بحمدہٖ تعالیٰ موثر طریقہ پر کام کررہی ہے۔اور چوں کہ انتہائی خلوص سے کام ہورہاہے تو اس کے اچھے نتائج برآمد ہورہے ہیں۔اور ان شاء المولیٰ تعالیٰ ہوتے ہی رہیں گے۔طباعت کے سلسلے میں مولیٰ تعالیٰ نے مجھے توفیق مرحمت فرمائی اس کا بے انتہا شکر ہے کہ مجھ جیسے ناکارہ آدمی سے یہ کام لے لیا۔اور تبلیغی جماعت کے سلسلے میں مولیٰ تعالیٰ نے اہل باسنی کو توفیق مرحمت فرمائی کہ انہوں نے انتہائی زبردست کام جس کا اب سے دس سال قبل تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا، وہ انجام کردکھایا ہے۔مولیٰ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت کی جس کو بھی توفیق مرحمت فرمائے اس کا بے انتہا احسان ہے۔جملہ اہل جماعت کی خدمات میں سلام عرض ہے۔روح البیان کی جلد ثانی آگئی ہے کسی ذریعہ سے ارسال کرادوں گا۔قاری رفیق، مولانا نفیس اختر، حضرت شیخ صاحب سلام کہتے ہیں۔

محمد یامین۔جامعہ نعیمیہ

۶/۱۱/۲۰۰۱ء۔

{۹۵}

مکرمی !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

حسب وعدہ حافظ قاری محمد اویس کاتب کو بھیج رہاہوں۔بہت شریف آدمی ہیں۔اور محنتی ہیں۔امید ہے کہ کام اچھی طررح کریں گے۔تنخواہ ٹھیک ہی ہو۔گرانی میں کچھ کام نہیں ہوپاتاہے۔آپ کی اگر خصوصی توجہ رہی تو ان شاء المولیٰ تعالیٰ تنخواہ بھی ٹھیک ہی ہوجائے گی۔عزیزی مولانا اسلم رضا کے موبائل پر کئی مرتبہ کیا افسوس کہ رابطہ نہیں ہوسکا۔میں ۲۴/فروری

۷ء کو جودھپور آرہا ہوں عند الملاقات تفصیل سے بات ہوگی۔ جملہ پرسان حال حضرات کو سلام عرض خصوصاً عزیز محترم محمد رمضان صاحب قادری کو۔

محمد یامین نعیمی جامعہ نعیمیہ

۱۴/ ۲/ ۷ء

{۹۶} ۷۸۶

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

مزاج گرامی:

گرامی نامہ ملا پڑھ کر افسوس ہوا۔ مولی تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے، آمین۔

بریلی شریف میں عزیز محترم حافظ محمد سعید صاحب سے ملاقات ہوئی تھی موصوف نے بھی کہا تھا۔ اس مرتبہ مفتی صاحب کی طبیعت ناساز ہے اس لیے شرکت مشکل ہے۔

عزیزی محمد رمضان صاحب قادری کا فون آیا تھا کہ ہم لوگ جامعہ نعیمیہ پہنچیں گے۔ انتظار ہی رہا نہیں پہنچ پائے۔ البتہ حافظ سردار اور ان کے ہمراہ کچھ حضرات سنبھل مراد آباد آئے تھے۔ کئی روز قیام کیا کل روانہ ہوگئے۔ عند الملاقات مولانا تقبل اور قاری رفیق سے سلام کہہ دوں گا۔ تین روز سے میری طبیعت بھی خراب ہے اب کچھ بہتر ہے۔ بلڈ پریشر بڑھا ہوا۔ اور پیر میں تکلیف ہے۔ دعا کریں مولی تعالیٰ شفا عطا فرمائے آمین۔ جملہ پرسان حال حضرات کی خدمات میں سلام عرض ہے۔

محمد یامین نعیمی

۲۴/ ۳/ ۲۰۱۶ء

{۹۷} ۷۸۶

عزیز گرامی !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

میں بخیر ہوں آپ کی خیریت مطلوب ہے۔آپ کی مرسلہ کتابیں مل گئیں دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔بحمدہٖ تعالیٰ کتابیں بہت دیدہ زیب ہیں۔سکندر نامہ پڑھنے کی مجھے بہت خواہش تھی ماشاءاللہ آپ کا ترجمہ بامحاورہ بہت اچھا محسوس ہوا۔ستر صفحات میں نے کتاب ملنے کے بعد ہی پڑھ لیے باقی گاہ بگاہ پڑھ لیتا ہوں۔مولانا مظفر کا مقدمہ بہت شان دار ہے اور اس نے کتاب میں نئی جان ڈال دی ہے۔مولیٰ تعالیٰ آپ کی اس محنت کو قبول فرمائے اور ہمت عطا فرمائے کہ مزید کتابوں کا با محاورہ ترجمہ کریں کہ عوام الناس کو فائدہ پہنچے۔فقط والسلام۔

محمد یامین نعیمی جامعہ نعیمیہ مراد آباد

۱۲/۵/۱۶ء

{۹۸}

عزیز محترم !۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

کافی دن ہوئے۔خط ملا تھا۔لیکن افسوس کہ جواب نہیں دے سکا۔جامعہ کے حالات کچھ حاسدین نے بگاڑ رکھے ہیں۔جس کی وجہ سے طبیعت پر بہت اثر ہے۔بحمدہٖ تعالیٰ بخیر ہوں۔جماعت کی کامیابی کا حال پڑھ کر خوشی ہوئی۔مولیٰ تعالیٰ حاسدین اور نظر بد سے محفوظ رکھے آمین۔ہماری جماعت میں بس یہی رونا ہے۔

خود کام نہیں کرتے کوئی کرتا ہے تو اسے کرتے دیکھ نہیں سکتے۔خط و کتابت سنبھل کے پتہ پر ہی کیا کریں۔مراد آباد میں ڈاک محفوظ نہیں رہ پاتی ہے۔

محمد یامین نعیمی

مہتمم صاحب کے لکھے دعائیہ کلمات،
تقریظات،تاثرات مضامین

مقالات صدر الافاضل

دعائے جمیل:۔

نمونہ اسلاف حضرت مولانا محمد یامین صاحب نعیمی
مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد

اہل سنت کے خواص ہوں یا عوام... کون ہے جو صدرالافاضل کو نہیں جانتا؟

ان کی خدمات کا کون منصف مزاج معترف نہیں؟

صدرالافاضل ایک ہمہ جہت عالم گیر اور عبقری شخصیت کے مالک تھے۔علمی و عملی ہر میدان میں ان کی خدمات پائی جاتی ہیں... قلم کے عظیم شہ سوار تھے....بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں...ہزاروں فتاوی تحریر فرمائے...اور دَور کے حالات کے تناظر میں اور وقت کے تقاضوں کے مطابق مضامین لکھے جو مختلف اخبار ورسائل کی زینت بنے ۔وصال تک مسلسل قلمی سفر جاری رہا...بعد وصال آپ کے فیض یافتگان نے آپ کے مشن کو فروغ دیا اور اپنے اپنے حصہ کا کام کر کے حق نیابت ادا کر کے وہ بھی رخصت ہوتے چلے گئے مگر صدرالافاضل کی حیات و خدمات پر شایان شان کام نہ ہوسکا۔

میری یہ دلی خواہش شروع سے ہی رہی کہ صدرالافاضل کی تحریروں کو منظر عام پر لایا جائے لیکن ہندوستان کے مختلف اخبار ورسائل سے مضامین اکھٹا کرنا ایک بڑا کام تھا... بہت سے علما سے رابطہ کیا مگر حضرت کے مقالات و مضامین خاطر خواہ جمع نہ ہوسکے۔جمع کرنے والوں نے جمع بھی کیے مگران کی تعداد دس سے متجاوز نہ ہوئی۔آخر میری نظر جامعہ نعیمیہ کے فیض یافتہ مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی سلمہ پر پڑھی ،اُن کی دل چسپی اور بے لوث لگن کو دیکھ کر میری اُمیدوں نے پھر کروٹ لی،میں نے موصوف سلمہ سے کہا کہ السواد الاعظم اور دیگر اخبارات ورسائل سے مضامین یک جا کر کے ترتیب دے دیں۔موصوف تیار ہوگئے اور السواد الاعظم کی فائلوں سے جواُن کے علاوہ

پاک و ہند میں مکمل کسی کے پاس نہیں ہیں اور دیگر اخبارات و رسائل سے انہوں نے تریسٹھ (٦٣) نایاب مضامین کا مجموعہ تیار کر کے پیش کر دیا جو اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

موصوف سلمہ نے ان مضامین کی ترتیب میں خاص کر اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ غیر مترجم عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ کر دیا ہے اور قرآنی آیات اور احادیث کریمہ کو حوالہ جات سے مزین کر دیا ہے جس سے مضامین کا حسن دوبالا ہو گیا ہے۔

موصوف اس عظیم کاوش پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ موصوف کی اس جدوجہد اور لگن سے وہ کام ہو گیا جس کے لیے میں قریب پچاس سال سے بے چین و بے قرار تھا۔ اس وقت میری خوشی کی انتہا نہیں ہے ، میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا کہ مجھے کس قدر سکون و اطمینان حاصل ہوا ہے۔ موصوف کے لیے دل سے ڈھیروں دعائیں نکل رہی ہیں۔ اللہ پاک ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور مقبول و خواص و عوام بنائے اور انہیں اس کا بہتر سے بہتر اَجر دنیا و آخرت میں عطا فرمائے۔

اور اس سال فضیلت سے فارغ ہونے والے تمام طلبہ بھی لائق مبارک باد ہیں جنہوں نے اس مبارک کتاب کی اشاعت کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے۔ اللہ پاک جملہ طلبہ کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ اور انہیں دارین کی سعادتوں سے مالامال فرمائے۔ آمین

محمد یامین نعیمی: مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد

[مقالات صدر الافاضل: ص٨، ٩]

فیضانِ رحمت بعد از دعاے برکت

دعائیہ کلمات:۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

اللہ تعالیٰ کا بے پناہ فضل و کرم اور احسان ہے کہ آقاے نامدار تاجدارِ دو عالم رحمۃ اللعالمین

شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل احقر کو فخر الاماثل صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ادارے جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرمایا۔امسال اس تاریخ ساز ادارے کے قیام کو سوسال مکمل ہو رہے ہیں۔اس سلسلے میں احقر کی دلی خواہش رہی کہ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی نایاب تصنیفات کو دوبارہ منظر عام پر لایا جائے۔نیز حالاتِ حاضرہ کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ان کتب پر تخریج اور حاشیہ نگاری کے ساتھ ان کی ترتیب بھی جدید انداز میں کر دی جائے تاکہ دورِ جدید کے قارئین کو مطالعے میں آسانی میسر ہو۔

آج باطل طاقتیں اور منافقین سیدھے سچے مسلمانوں کو بہکا کر انہیں اسلاف کے کارناموں وطریقہ کار سے بدظن کر کے اپنے مشن میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔لہٰذا ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم جدید نسل کو اسلاف کے اُن کارناموں سے روشناس کرائیں جو انہوں نے انتہائی دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے انجام دیے اور دورِ جدید کے تمام مسائل کا حل قبل از وقت پیش کر دیا تھا تاکہ مخالفین کو دندان شکن جواب دے کر ہم اپنے ایمان وعقیدے کی حفاظت کر سکیں۔

زیر نظر کتاب کی اشاعت اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اس کتاب کے حاشیہ اور تخریج کی خدمت نوجوان عالم دین فرزند جامعہ نعیمیہ مفتی محمد ذوالفقار خاں نعیمی ککرالوی سلّمہ نے انجام دی۔نیز ایک طویل ابتدائیہ بھی قلم بند کیا جس میں کتاب کا پس منظر اور صاحب کتاب کے مختصر حالاتِ زندگی بیان کرنے کی سعی جمیل کی ہے۔اس سلسلے میں اُنہوں نے جو محنت شاقہ کی اور عدیم الفرصتی کے باوجود جس طرح اس کام کے لیے وقت نکالا،اُس کے لیے وہ شکریے کے مستحق ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرما کر دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ان کی جستجو اور تحقیق وتصنیف کے تعلق سے لگن کو دیکھتے ہوئے یہ اُمید ہے کہ ان کا مستقبل تابناک اور عالم سنیت کے لیے فیض کا منبع ہو گا۔

صاحبزادہ گرامی وقار حضرت علامہ سید وجاہت رسول صاحب قبلہ دام ظلہ مدیر معارف رضا و ناظم اعلی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب پر ایک طویل مقدمہ لکھ کر کتاب کی زینت میں اضافہ فرمایا ہے۔

بہت ناسپاسی ہوگی اگر اس حسین موقع پر مفتی محمد سلیمان صاحب نعیمی نائب مفتی اعظم مرادآباد، مولانا اکبر علی مدرس جامعہ نعیمیہ مرادآباد اور مخیر قوم جناب الحاج محمد غلام صابر لطیفی صاحب کا ذکر نہ کیا جائے کہ جو مسلسل مصروفیات کے باوجود کتاب کے طباعت تک تمام مراحل میں میرے ساتھ ہمہ تن مصروف عمل رہے۔اور ہر الجھن و پریشانی میں مجھے حوصلہ و ہمت افزائی کے ساتھ ساتھ مفید مشوروں سے بھی نوازتے رہے۔ان حضرات کے علاوہ بھی جن لوگوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی قسم کا تعاون کیا، میں ان تمام لوگوں کا شکر گزار ہوں۔فقط۔

محمد یامین نعیمی اشرفی عفی عنہ

یکم ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مہتمم مدرسہ جامعہ نعیمیہ، دیوان کا بازار مرادآباد

رسائل صدر الافاضل

رائے گرامی:۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

لیکن کام صرف اتنا ہی نہیں تھا بلکہ ان کی از سر نو کتابت، پروف ریڈنگ، حسب ضرورت تحشیہ و تخریج جیسے اہم مراحل بھی درپیش تھے۔اس کے لیے ایسے شخص کی ضرورت تھی جو ان تمام ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دے سکے۔ساتھ ہی ساتھ حضور صدر الافاضل سے سچی عقیدت و محبت بھی رکھتا ہو۔اللہ تعالی نے کرم فرمایا اور عزیزم مولوی غلام مصطفی نعیمی زید مجدہ نے یہ ذمہ داری قبول فرمائی ۔ موصوف جامعہ نعیمیہ سے فارغ تحصیل ہیں اور بہت ہی متحرک شخصیت ہیں ۔

صدرالافاضل کی یادگار کے طور پر دہلی سے سہ ماہی رسالہ سواد اعظم نکالتے ہیں۔ انہوں نے بڑے سلیقے سے یہ خدمت انجام دی۔ چوں کہ صدر الافاضل کے شاگرد خاص مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل کا مجموعہ رسائل نعیمی کے نام سے شائع ہو چکا ہے اس لیے حضور صدرالافاضل کے مجموعہ رسائل کو'' رسائل صدر الافاضل'' کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ ملحوظ رہے کہ یہ صدرالافاضل کے تمام رسائل نہیں ہیں بلکہ جو دستیاب ہو سکے انہیں شائع کر دیا گیا ہے۔ تلاش و تحقیق جاری ہے۔ بقیہ رسائل کو دوسری جلد میں شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ بطفیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فاضل مرتب کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور دارین میں کامیابی و کامرانی اور سرخروئی و سربلندی کا ذریعہ بنائے۔ اور آئندہ بھی اسی طرح مسلک اہل سنت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد یامین نعیمی عفی عنہ۔ مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۱۸ رجب المرجب ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۷/ اپریل ۲۰۱۷ء

[رسائل صدر الافاضل: ص ۶، ۷]

مقالات تاج العلماء

حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہمہ گیر شخصیت نے تاج العلماء علیہ الرحمہ کو علم و فضل کا ایک ایسا آفتاب بنا دیا تھا جس کی روشنی سے ایک دنیائے علم منور و تابناک ہو گئی، آپ صدرالافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان کے وہ معتمد خاص اور ارشد تلامذہ میں سے ہیں کہ جن پر اعتماد و وثوق کرتے ہوئے اہل سنت و جماعت کی مشہور و معروف علمی درسگاہ جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مرادآباد کی تدریسی خدمات اور اہتمام کا کام سونپ دیا تھا، جسے تاج العلماء نے ۱۹۱۱ء سے لے کر ۱۹۵۱ء تک بحسن و خوبی انجام دیا اور اپنے مربی و محسن کے حکم کے مطابق جامعہ کی خدمت فرماتے رہے اور جامعہ کے تمام امور پر خصوصی توجہ فرما کر ان کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے رہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم

نعیمیوں کو مفتی صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی کو ہمت و حوصلہ عطا فرمائے اور موصوف کے علم و عمل و عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ و التسلیم۔

محمد یامین نعیمی اشرفی۔ خادم جامعہ نعیمیہ مرادآباد

مؤرخہ ۱۰، ذوالقعدہ ۱۴۳۶ھ بروز چہار شنبہ

[مقالات تاج العلماء: ص ۸]

اطیب البیان فی رد تقویۃ الایمان

۱۹۵۷ء میں جب میں جامعہ نعیمیہ میں زیر تعلیم تھا اسی وقت سے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی تصنیفات شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن اپنی بے سروسامانی اور کم ہمتی و ناتجربہ کاری اور تنہائی حائل راہ بن جاتی تھی۔ ۲/ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو جب میرا تقرر بحیثیت مدرس میرے مربی خاص اور استاد مکرم عم محترم حضرت علامہ الحاج مولانا محمد یونس صاحب مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے مدرسہ انجمن اہل سنت بلاری ضلع مرادآباد میں کردیا تو وہاں پہنچ کر اپنے احباب خصوصًا میرے شریک کار مولانا رفیق احمد صاحب نعیمی اور میرے مخلص دوست منشی عبد الوارث صاحب رضوی اور دیگر حضرات کے تعاون سے انجمن فروغ ملت بلاری وجود میں آئی۔ اور اس کے ماتحت بہت سی کتابیں شائع کی گئیں۔ اور کثیر تعداد میں خصوصًا حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی کتاب "المصباح الجدید" ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کی گئی۔

اور حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے چند رسائل بھی شائع کیے گئے۔ التحقیقات، اسواط العذاب، زاد الحرمین، کتاب العقائد، بحمدہ تعالیٰ کتاب العقائد کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور برابر شائع ہورہی ہے۔ اور کثیر مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب کردی گئی ہے۔ اور غالبًا ۱۹۶۶ء میں الکلمۃ العلیاء شائع ہوئی۔ وہ بھی بہت زمانے کے بعد چھپی تھی اس لیے وہ بھی بڑی قدر کی نظر سے دیکھی دیکھی گئی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ کافی عرصے بند رہا۔

حضرت عم محترم کے انتقال کے بعد ۱۹۷۳ء میں جب جامعہ نعیمیہ واپسی ہوئی تو پرانا جذبہ پھر بیدار ہوا اور ۱۹۸۲ء سے سلسلہ اشاعت جاری ہوگیا۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ اب تک کثیر تعداد میں اکابر علمائے اہل سنت کی کتابیں بغرض اشاعت طبع ہو رہی ہیں۔

موجودہ کتاب ''اطیب البیان'' بھی شائع کی تھی لیکن افسوس کہ اس کی شایان شان اشاعت نہ ہوسکی تھی۔ اب بحمدہٖ تعالیٰ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی وہ معرکۃ الآرا تصنیف جس کا آج تک دیوبندیوں کے پاس جواب نہیں ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ نہ ہی ہوسکے گا۔ اسمٰعیل دہلوی کی ایسی سخت گرفت فرمائی ہے اور اس کی شرک و بدعت کی زنجیر میں خود اس کے اہل خاندان اور تمام اسلاف کرام پھنس کر مشرک و بدعتی ہوگئے ہیں، اب انتہائی شان و شوکت اور دیدہ زیب کتابت کے ساتھ اس عظیم کتاب کو ہم آپ کے سامنے پیش کررہے ہیں۔ اپنی تو اتنی ہمت نہیں تھی لیکن کثیر علما، اہل ثروت اور خصوصاً جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے جملہ اساتذہ کرام نے زبردست تعاون فرمایا۔

اور میرے محسن اور کرم فرما ہرو سنیت، ماحی بدعت حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری شاہ مفتی محمد میاں ثمر دہلوی امام و خطیب مسجد شیخان باڑا ہندو راؤ دہلی نے زبردست تعاون اور قیمتی مشوروں سے نوازا ہے۔ جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے فضلا اور اس سے ملحقہ مدارس کے علمائے کرام نے بھی زبردست تعاون فرمایا ہے۔ اور اشاعت کا یہ زبردست سلسلہ شاید چل ہی نہیں پاتا اگر اس میں اراکین سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور کا دست کرم میری پشت پناہی نہ کرتا۔ عزیز گرامی مولانا حبیب احمد نعیمی سلمہ (کاتب) نے بھی اس کی کتابت میں اپنا حق ادا کردیا ہے۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جملہ معاونین کو دارین میں اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرماکر توشہ آخرت بنائے۔ آمین۔

خادم ملت: محمد یامین نعیمی اشرفی

مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد

[اطیب البیان: ص ۲۸، ۲۹]

الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الکلمۃ العلیاء۔ صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی پہلی تصنیف ہے، جو آپ نے کم سنی کے زمانے میں تحریر فرمائی تھی ۔ کتاب مستطاب کمال تحقیق کا آئینہ اور دلائل سے بھرپور ہے، جس کا جواب آج تک نہیں دیا جاسکا۔ اس کتاب کو حضرت مولانا اختصاص الدین نعیمی خلف صدرالافاضل نے کئی مرتبہ اپنی نگرانی میں شائع کرایا، پاکستان سے بھی اس کے کئی ایڈیشن منظر عام پر آئے۔ ۱۹۶۴ء میں انجمن فروغ ملت بلاری مراد آباد سے چھوٹے سائز میں ہم نے اس کی طباعت کرائی تھی اور اس کے بعد ۱۹۸۲ء میں مکتبہ نعیمیہ سنبھل سے اس کی اشاعت ہوئی۔ جب مکتبہ نعیمیہ دہلی منتقل ہوگیا تو وہاں سے بھی متعدّد ایڈیشن شائع ہوئے۔ بہت دنوں سے میری خواہش تھی کہ اس کتاب کی تخریج کی جائے اور اس پر ایک جامع مقدم تحریر کیا جائے اور ساتھ ہی صدرالافاضل کے مختصر حالات زندگی بھی تحریر ہوں تاکہ کوئی گوشہ تشنہ نہ رہے۔ آج بحمد للہ اس کا مقدمہ اور تخریج دیکھ کر دل کو حد درجہ فرحت وسکون حاصل ہوا، اور یہ سب عزیز القدر مولانا غلام مصطفیٰ النعیمی سلمہ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے نجات اخروی کا ذریعہ بنائے۔ اور یہ جان کر بھی بہت خوشی ہوئی کہ یہ کتاب اس سال جامعہ سے درجہ فضیلت سے فارغ ہونے والے طلبا کی مشترکہ کاوشوں سے منظر عام پر آرہی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے اور مزید اس طرح کے کاموں میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد یامین نعیمی اشرفی غفرلہ

[الکلمۃ العلیاء]

صدر الافاضل اور فن شاعری

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ:۔

احقر ان چند خوش نصیب لوگوں میں سے ہے جنہیں حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان کی زیارت اور ان کی دعاؤں کے حصول کا شرف حاصل ہے۔ ۱۹۴۵ء میں جب تایا محترم حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ نعیمیہ میں داخل کرایا تو اس وقت احقر کی عمر چھ برس تھی۔ تایا محترم اس وقت جامعہ ہذا میں مدرس تھے اور حضرت مولانا محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم تھے۔ ۱۹۵۲ء میں تایا محترم مہتمم بنائے گئے۔ ۱۹۶۱ء میں احقر دستار فضیلت سے سرفراز ہوا۔ ۱۹۷۳ء میں تایا صاحب کا انتقال ہوا اور حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم بنائے گئے۔ ۱۹۷۶ء میں جامعہ کے سرپرست سرکار کلاں حضور سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ العزیز نے احقر کو مختار عام بنایا۔ احقر نے معذرت کے ساتھ کہا کہ حضور میں اس ذمہ داری کو سنبھالنے کا اہل نہیں ہوں۔ حضور سرکار کلاں نے ارشاد فرمایا گھبراتے کیوں ہو؟ ذمہ داری دینے والا تو اہل ہے۔ حضور سرکار کلاں کا فرمان عالی شان کس قدر معنی خیز تھا یہ آج سمجھ میں آتا ہے۔ یقیناً صدر الافاضل سے نسبت کا فیضان اور حضور سرکار کلاں کا ہی روحانی تصرف ہے کہ اس ذمہ داری کو سنبھالتے ہوئے چالیس برس سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا، لیکن حق تو یہ ہے کہ ادا نہ ہوا۔

فخر الاماثل سیدی صدر الافاضل کا شمار اپنے دور کی عبقری شخصیات میں ہوتا ہے۔ جامعہ نعیمیہ کے قیام کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کے ذریعے جو خدمات انجام دی ہیں وہ بھی ملت کا اہم سرمایہ ہیں۔ اس سرمائے کا تحفظ ہماری ذمہ داری ہے۔ لہٰذا اہتمام کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد دیگر منصوبوں کے علاوہ صدر الافاضل کی تمام مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب کی اشاعت احقر کی پہلی ترجیح تھی۔ کئی نادر و نایاب کتب حاصل کر کے انھیں شائع بھی کرایا۔ اس سلسلے میں ۱۹۹۵ میں ریاض نعیم بھی شائع کی گئی۔ کسی صاحب نے ریاض نعیم دیکھ کر کہا کام تو اچھا ہوا لیکن ادھورا ہے۔ ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ مجموعے کے آغاز میں شاعر کے حالات اور کلام کا فکری فنی جائزہ شامل کیا جانا چاہیے تھا۔

مجھے بھی احساس ہوا کہ بات تو ٹھیک ہی ہے۔ لہذا ارادہ کر لیا کہ آئندہ اس کی کمی کو پورا کر کے جدید انداز میں شائع کروں گا لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ یہ ذمہ داری کس کے سپرد کی جائے۔ کئی اہل علم و دانش حضرات سے گزارش بھی کی لیکن لاحاصل رہی۔ کسی نے کہا کہ اتنے مختصر مجموعے پر کیا لکھا جائے۔ کسی نے کہا کہ فنی اعتبار سے کلام میں ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے کہ اس پر زیادہ کچھ لکھا جا سکے۔

اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے مرادآباد کے نوجوان ادیب محقق ڈاکٹر محمد آصف حسین کو جن پر اسلاف کے کارناموں کو منظر عام پر لانے اور انھیں باقی رکھنے کی دھن سوار ہے۔ بالخصوص مرادآباد کی تاریخ اور یہاں کی تاریخی شخصیات سے انہیں گہرا شغف ہے۔ انھوں نے اس کام کو کرنے کی ذمہ داری قبول کی اور بڑی محنت لگن کے ساتھ تحقیق و تنقید کے اصول وضوابط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس ذمہ داری بحسن و خوبی انجام دیا۔ بالخصوص صدرالافاضل کے آباو اجداد پر جو کچھ انھوں نے لکھا ہے شاید کوئی دوسرا شخص اس کام کو نہیں کر سکتا تھا۔ صدرالافاضل کے معاصرین و معاونین اور ان کے اساتذہ کرام حضرت شاہ فضل احمد صاحب قدس سرہ العزیز اور شیخ الکل حضرت مولانا محمد گل خاں صاحب قدس سرہ العزیز نیز صدرالافاضل کے محسن خاص حضرت حاجی ملا محمد اشرف شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر جو کچھ لکھا ہے وہ خالص تحقیقی نوعیت کا ہے۔ اور ان شخصیات پر اتنی وقیع معلومات پہلی بار منظر عام پر آرہی ہے۔ صدرالافاضل کی شاعری کا فکری و فنی مطالعہ جتنی عرق ریزی کے ساتھ انھوں نے کیا ہے وہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ امید ہے کہ عزیزی ڈاکٹر محمد آصف حسین کی یہ کاوش نعیمیات کے باب میں ایک اہم اضافہ ثابت ہوگی۔

اللہ عز و جل بطفیل مدینۃ العلم حضور سرور کائنات علیہ الصلاۃ والسلام، عزیزی ڈاکٹر محمد آصف حسین کی صلاحیتوں میں مزید اضافہ فرمائے اور فیضان صدرالافاضل سے سرفراز فرما کر ان کی کاوش ''صدرالافاضل اور فن شاعری'' کو قبول عام عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد یامین نعیمی

مہتمم جامعہ نعیمیہ دیوان کا بازار مرادآباد۔ یکم ستمبر ۲۰۱۶ء

[صدرالافاضل اور فن شاعری: ص ۱۱ تا ۱۳]

مقالات نعیمی

ضروری بات:۔

مقالات نعیمی حصہ اول کی ترتیب عزیز گرامی قدر عزیزی مولوی حافظ و قاری محمد ریاست علی نعیمی رامپوری مرحوم اور عزیزی مولوی زاہد علی سلامی نعیمی سنبھلی نے دی تھی۔ وہ بحمدہٖ تعالیٰ اتنی مقبول ہوئی کہ جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ مکتبہ نعیمیہ نے اس کو بارہا شائع کیا اور اس بات کا ہمیں افسوس ہے کہ کچھ حضرات نے اس کو بغیر اجازت چھاپا۔

اس کی مقبولیت نے اس کے دوسرے حصے کو بھی شائع کرنے پر مجبور کر دیا۔ ملک کے دور دراز علاقوں سے اس کے دوسرے حصے کی مانگ شروع ہوگئی۔ ہم معذرت خواہ ہیں کہ دوسرے حصے کی ترتیب واشاعت میں تاخیر ہوئی۔ اور اب پہلے حصے کی ترتیب کو کچھ اس طرح کیا گیا ہے کہ اس میں سب سے پہلے تبرکاً حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل حضور سید محمد نعیم الدین علیہ الرحمہ کے مضامین کی شمولیت کی گئی ہے۔ جن کے نام نامی کی برکت سے یہ کتاب مقبول ہوئی۔ اللہ رب العزت اس مکمل مقالات نعیمی کو مقبول خاص وعام فرمائے اور اس کی ترتیب و اشاعت سے متعلقہ ہر ایک کی عمر و علم میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد یامین نعیمی اشرفی

مالک مکتبہ نعیمیہ ۴۲۳۔ مٹیا محل جامع مسجد دہلی

مضامین

صدر العلماء میری یادداشت کے تناظر میں:۔

صدر العلماء امام النحو حضرت العلام سید غلام جیلانی علیہ الرحمہ کی شخصیت علمی حلقہ میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔جامعہ نعیمیہ کے مشاہیر تلامذہ میں آپ کو امتیازی شان اورانفرادی حیثیت حاصل تھی حضرت کی ذات کثیر الجہات میں اللہ نے گوناگوں اوصاف حمیدہ ودیعت فرمائے تھے۔راقم نے حضرت کو بہت قریب سے دیکھاہے اور حضرت کے حالات کا کافی حدتک مشاہدہ کیاہے لیکن بقول حق کانپوری ع

کچھ کچھ تو ہمیں یاد ہے سب یاد نہیں ہے

حضرت کے متعلق جوباتیں فی الحال میرے حافظہ میں ہیں وہ یہاں قلمبند کرتاہوں،جامعہ نعیمیہ میں آپ ہر عشرہ پندرہ دن میں تشریف لایاکرتے تھے،آپ جب جامعہ میں تشریف لاتے تو پہلے جامعہ میں موجود چبوترہ پر اپناسامان رکھتے،وضوفرماتے اور حضور صدرالافاضل علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار پر حاضری کاشرف حاصل فرماتے فاتحہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد حضور صدرالافاضل علیہ الرحمہ کی درس گاہ جسے مہمان خانے کی حیثیت حاصل تھی آپ وہاں قیام فرماتے اوروہیں آپ سب سے ملاقات فرماتے۔

حضرت العلام مولانامحمد یونس صاحب قبلہ نعیمی علیہ الرحمہ سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ بھی آپ سے ملاقات کے لئے آتے۔اورزیادہ تروقت آپ کے پاس ہی گزارتے حضرت مولانایونس صاحب اور حضرت صدر العلماء کے مابین دوستانہ گہرے مراسم تھے دونوں حضرات کے درمیان دوران طالب علمی ہی سے سلسلہ محبت مربوط تھامولانایونس صاحب قبلہ کبھی کبھی زمانہ طالب علمی میں صدر العلماء کے ساتھ اپنی رفاقت کے واقعات سناتے رہتے تھے ایک دن فرمانے لگے کہ

”مولاناغلام جیلانی میرے ہم سبق ساتھیوں میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب تھے اور اورسب سے بڑھ کر یہ کہ وہ میرے ہم خیال تھے۔مولاناکواکتساب علم کاجنون کی حدتک شوق تھا

وقت کو کبھی ضائع نہیں فرماتے خارجی اوقات میں مسجد و مدرسہ کی صفائی وغیرہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔

حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی قیام گاہ کے قریب ایک کنواں تھا جس کا پانی گندہ ہو چکا تھا ایک دن مجھ سے کہنے لگے کہ آج جمعرات ہے بعد نماز ظہر اس کنویں کی صفائی کریں گے میں نے کہا ٹھیک ہے ظہر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد کنویں کی صفائی کے لیے ہم دونوں تیار ہو گئے کنواں کافی بھیانک تھا اس کو دیکھنے ہی سے دہشت محسوس ہوتی تھی۔

خیر مولانا نے مجھ سے کہا کہ میں رسی پکڑتا ہوں تم کنویں میں اتر جاؤ! میں راضی ہو گیا اور رسی کے ذریعے کنویں میں اترنے لگا لیکن جیسے جیسے میں اندر اترتا جارہا تھا کنویں کی تاریکی سے دل کی دھڑکنیں تیز سے تیز تر ہوتی جارہی تھیں اور آخر کار میری قوت برداشت نے جواب دے ہی دیا میں نے بلند آواز سے کہا جیلانی مجھے اوپر کھینچو! مولانا نے مجھے بہت کھینچنے کی کوشش کی لیکن بہترین صحت کے مالک ہونے کے باوجود بھی وہ مجھے اوپر نہ کھینچ سکے۔

میں شور مچا رہا تھا کہ یکایک میری آواز حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی سماعت سے ٹکرائی۔ حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے اپنی نشست گاہ سے نکل کر دیکھا اور مولانا کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کیا بات ہے جیلانی؟ مولانا نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا: حضور! کنویں میں (مولانا) یونس ہیں۔ حضور صدر الافاضل فوراً تیز قدموں سے کنویں کے قریب آئے اور مولانا کے ہاتھوں سے رسی لے کر ایک ہی جھٹکے میں مجھے کنویں سے باہر کھینچ لیا اور آئندہ ہمیں ایسا نہ کرنے کی تنبیہ فرماتے ہوئے آپ اپنی نشست گاہ کی جانب تشریف لے گئے۔ کافی دنوں تک یہ واقعہ اساتذہ وطلبا کے مابین موضوع گفتگو بنا رہا۔"

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات جو مولانا یونس صاحب نے مجھے سنائے لیکن اب وہ طاق نسیاں ہو گئے خیر اب میں اصل گفتگو کی طرف آتا ہوں۔

حضرت مولانا محمد یونس صاحب چوں کہ میرے استاد بھی تھے اور رشتے میں تایا بھی لگتے تھے اس لیے میں زیادہ تر انہیں کی خدمت میں رہتا تھا اور جب حضرت صدر العلماء تشریف لاتے

توحضرت کی خدمت پر مجھے ہی مامور کیا جاتا تھا۔ حضرت کو کھانا وغیرہ بھی میں ہی کھلایا کرتا تھا۔ آپ کھانے میں کبھی تکلف نہیں فرماتے جو کچھ سامنے آتا بصد شوق تناول فرماتے۔ آپ شیریں پسند بہت تھے میٹھی چائے میں مزید ایک بڑا چمچ شکر ڈالنا آپ کا معمول تھا۔ آپ کئی کئی روز جامعہ میں قیام فرماتے اور جب واپس تشریف لے جاتے تو اپنی یادیں چھوڑ جاتے۔ بڑے آپ کے طرز ادب و تعظیم کو موضوع سخن بناتے، احباب آپ کے دوستانہ مراسم پر تبصرہ فرماتے اور چھوٹے آپ کے مشفقانہ طرز عمل کو یاد کر کے محظوظ ہوتے۔

احقر سے حضرت کافی محبت فرماتے تھے اور ہمیشہ شفقت و محبت سے پیش آتے۔ ایک دفعہ میرا دہلی جانا ہوا۔ اتفاق سے جامع مسجد کے قریب میں نے دیکھا کہ حضرت کھڑے ہوئے ہیں میں نے فوراً خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ سلام و دعا کے بعد حضرت نے میرے آنے کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کیا حضور! کتابوں کے سلسلے میں آیا تھا۔ فرمایا کھانا کھالیا؟ میں نے کہا جی۔ حضرت نے فرمایا بھٹیاروں میں کھایا ہوگا میں نے اثبات میں گردن ہلادی۔ بھٹیاروں میں چوں کہ بہت سستا کھانا ملتا تھا پچیس پیسے میں آدمی شکم سیر ہو جاتا تھا۔ اور کھانا بھی اچھا ہوتا تھا۔ اس لیے میں زیادہ تر وہیں کھایا کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا آؤ! میرے ساتھ میں کھانا کھلواؤں گا۔ میں نے بہت منع کیا لیکن حضرت کے شفقت و محبت بھرے لہجے کے مقابل میری نفی کام نہیں آئی۔ اور میں حضرت کے ساتھ چل دیا۔ تھوڑی دور پر ہی ایک بڑا مشہور ہوٹل تھا حضرت کے ساتھ میں نے اس ہوٹل میں کھانا کھایا۔ کھانے کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضرت نے فرمایا چلو میں تمہیں برف کی ٹکی کھلواتا ہوں۔ حضرت کو ٹھنڈی چیزوں کا بہت شوق تھا شدت کی گرمی ہوتی یا کڑکتی ٹھنڈ گھڑے کا ٹھنڈا پانی پینا آپ کی عادت میں شامل تھا۔

خیر حضرت نے برف کی دو ٹکیں لیں ایک مجھے دی اور دوسری خود لی۔ جب میں فارغ ہو گیا تو اور لینے کو کہا میں نے باصرار منع کیا تو حضرت نے خود اپنے لیے ایک اور ٹکی لی جب حضرت خورد و نوش سے فارغ ہو گئے تو میں نے عرض کیا حضرت دہلی کس لیے آنا ہوا؟ حضرت نے فرمایا اپنی کتاب نظام شریعت کی طباعت کے سلسلے میں آیا ہوں اور بہت جلد ان شاء اللہ میری کتاب منظر عام پر آجائے

گی۔

میں نے چوں کہ اس وقت تدریس کے علاوہ خارجی اوقات میں کتابوں کی تجارت کا کام شروع کر رکھا تھا اس لیے تھوڑی دیر میں نے حضرت سے حضرت کی کتاب کے متعلق تجارتی انداز میں تبادلہ خیال کیا اور پھر حضرت سے دعائیں لے کر رخصت ہوا اور جس کام کے لیے دہلی گیا تھا اس کو سرانجام دیا۔

کچھ دنوں کے بعد پتہ چلا کہ حضرت کی کتاب مستطاب ''نظام شریعت'' مارکیٹ میں آگئی ہے میں نے حضرت سے رابطہ کیا اور چند عدد نظام شریعت طلب کیں۔ حضرت چوں کہ اپنی تصانیف کے سلسلے میں کافی محتاط رہتے تھے اس لیے خود ہی اپنی کتابوں کی طباعت کراتے خود ہی تجارت فرماتے تھے مستقل کوئی دکان نہیں تھی بلکہ مدرسہ عربیہ میرٹھ میں آپ اپنے حجرہ شریفہ میں کتابیں رکھتے اور تاجرین کتب کے مطالبے پر کتابیں ان کے پتے پر ارسال فرمادیا کرتے تھے۔

حضرت نے چند عدد نظام شریعت میرے پتے پر بھی ارسال فرمادیں، جو چند روز کے اندر ہی مجھے موصول ہوگئیں، ان کتابوں کی مجموعی قیمت تین سو پندرہ روپے سترہ پیسے تھی۔ میں نے تین سو پندرہ روپے کا منی آرڈر حضرت کے نام روانہ کر دیا۔ جب حضرت کو یہ رقم مل گئی تو حضرت نے میرے نام ایک نامہ ارسال فرمایا جسے نصیحت نامے سے موسوم کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ حضرت نے اس خط میں دیگر تمام باتوں سے قطع نظر درج ذیل نصیحت آمیز جملہ جو آج تک میری رہنمائی کر رہا ہے۔ کچھ اس انداز میں تحریر فرمایا:

''مطلوبہ رقم تین سو پندرہ روپے سترہ پیسوں میں سے تین سو پندرہ روپے وصول ہوئے اور سترہ پیسے آپ پر باقی رہے۔''

میں نے دوسرے روز سترہ پیسہ کا منی آرڈر حضرت کے نام ارسال کیا، حضرت نے سترہ پیسے وصول ہونے کے بعد پھر مجھے ایک خط تحریر فرمایا جس میں دعاؤں سے نوازتے ہوئے سترہ پیسے کی وصولیابی کی اطلاع فراہم فرمائی۔

یہاں یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ حضرت کا مجھ سے سترہ پیسے کا مطالبہ کرنے سے مبادا یہ نتیجہ نہ اخذ کیا جائے کہ حضرت نے مجھ سے اتنی شفقت و محبت کے باوجود سترہ پیسے کی حقیر رقم کا مطالبہ کرکے پیسوں کو رشتہ محبت پر ترجیح دی بلکہ حضرت نے اس حقیر رقم کا مطالبہ کرکے تجارت میں خصوصًا پیسوں کی لین دین میں احتیاط سے کام کرنے کی نصیحت کے علاوہ اور بھی بے شمار کارآمد، مفید نصیحتیں عطا فرمائیں جو آج تک میری رہنمائی فرمارہی ہیں۔

مزید برآں کہ شریعت کی پاسداری کرتے ہوئے تجارت کا کام کرنا ایک مشکل امر ہے احقر نے صدر العلماء کے اندر یہ خصوصیت دیکھی کہ شریعت کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے احتیاط کا دامن مضبوطی سے تھام کر نہایت ہی خوش اسلوبی سے آپ تجارت کا کام سرانجام دیتے تھے اور دوسروں کو بھی اسی نہج پر چلنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ میں نے کہا حضرت آپ نے کتابوں کی قیمت زیادہ کردی ہے تو مزاحیہ لب ولہجہ میں فرمایا: ”میاں زکاۃ کا پیسہ اسی سے تو نکالنا ہوتا ہے“

حضرت کے اس جملہ سے کئی مفہوم اخذ کیے جاسکتے ہیں جنہیں اہل علم حضرات ہی جانیں گے اور محظوظ ہوں گے۔ تادم تحریر صدر العلماء کے متعلق یہی دو چار باتیں حافظے میں محفوظ تھیں۔ دعا ہے مولیٰ کریم ہمیں حضرت کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے اور حضرت کی حیات سے درس عبرت اخذ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے (آمین)

محمد یامین نعیمی اشرفی

خادم جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۱۰/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ۔ بروز شنبہ

[صدر العلماء محدث میرٹھی، حیات وخدمات: جلد اول۔ ص ۶۹۴ تا ۶۹۷]

صدرالافاضل کا توکل

حضرت صدرالافاضل ایک زبردست قائد تھے۔ سیاسی ، مذہبی وسماجی باتوں پر بڑی غائرانہ نظر رکھتے تھے۔اوران کی اصلاح کے لیے ہمہ دم کوشش کرتے رہتے تھے۔ان کی زبردست کوشش تھی کہ سارے متحدہ ہندوستان کے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں اوراس سلسلے میں آپ برابر ہندوستان بھر کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ ان کی اس لگن اور جدوجہد نے مسلمانان اہل سنت کو کافی حد تک ایک جگہ اکٹھا کردیا۔

صدرالافاضل دوسرے سیاسی رہنماؤں کی چالوں کو سمجھتے تھے اور بروقت وہ مدبرانہ جواب دیتے تھے کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ صدر الافاضل ایک تجربہ کار مدرس تھے اور زبردست تبحر علمی رکھتے تھے۔ اور بڑی خانقاہوں اور مدرسوں پران کی نظر تھی۔ چناں چہ اپنے شاگردوں کو علمی اور عملی فیضان سے مالامال کرکے ان کو مدرسوں اور خانقاہوں میں بھیجتے تھے تاکہ ان کی سست روی کو دور کرکے زبردست متحرک ہوکران میں علمی اور عملی روح پیدا کرکے ان کو کامیاب بنائیں۔

صدرالافاضل بڑا توکل مزاج رکھتے تھے۔کبھی بھی پیسے کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔اور ہمیشہ اپنے شاگردوں کو یہی درس دیتے تھے کہ تم دین کا کام کرو اللہ رب العزت کے لیے۔ اللہ رب العزت تمہارے سارے کام بنادے گا۔

چناں چہ ان کے اس توکل کو دیکھ کر ایک شخص فقیرانہ لباس میں صدر الافاضل کے گھر پہنچے اور انھوں نے ایک شیشی دی، جس میں کوئی پتلی چیز تھی ، اور کہا کہ حضور بہت خرچ کرتے ہیں اور مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔اس لیے میں حضور کے لیے ایک تحفہ لایا ہوں۔ جب بھی ضرورت پڑے آپ اس کا استعمال کریں۔یہ تانبے کو سونا بنادیتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ تانبا سونا بن جائے۔ چناں چہ اس فقیر نے ایک پیسہ نکالا جوآج کل کے روپے کے سائز کا ہوتا تھا اور اس کو آگ پر تپایا۔جب وہ خوب لال ہوگیا تو اس نے ایک بوند اس شیشی میں سے اس کے اوپر ڈال دی۔ ٹھنڈا ہونے کے بعد اس نے دیکھا اور حضرت صدرالافاضل کو پیش کردیا اور کہا یہ سونا

ہے۔اس کو بازار میں دکھلادیجیے۔چناں چہ حضرت نے سناروں کے محلے میں سے ایک آدمی کو بلایا جو سونے کا کام کرتا تھا۔اس نے اس کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور کہا یہ تو سونا ہے۔ حضرت نے فرمایا خوب اطمینان سے دیکھو۔وہ گھر گیا چھینی اور ہتھوڑی اور سوئی لے آیا، اس نے پیسے کے چار ٹکڑے کیے اور سب کو گھس کر صدرالافاضل کو دکھلایا۔اور کہا حضور بہت اچھا سونا ہے۔

حضرت نے فقیر کی دل جوئی کے لیے فرمایا اس کو یہیں رکھ جاؤ۔ چناں چہ وہ رکھ کر چلا گیا اور ایک سال کے بعد پھر لوٹا۔صدرالافاضل سے معلوم کیا۔ حضور میں آپ کو کچھ دے کر گیا تھا۔کیا آپ نے اس کا استعمال کیا؟ حضرت نے فرمایا کیا دے کر گئے تھے؟ مجھے تو یاد نہیں رہا۔کیا تھا؟ تو اس نے بتایا حضور میں وہ ہوں جس نے تانے کا سونا بنایا تھا۔سونا بنانے کے لیے میں آپ کو کچھ دے کر گیا تھا۔

حضرت نے فرمایا وہ دیکھو شیشی رکھی ہوگی جہاں پر رکھی تھی۔اس کو لے جاؤ فقیر کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔اللہ تعالی بہت نواز تا ہے۔فقیر کو کمی نہیں ہے۔

یہ روایت حضرت مولانا محمد یونس صاحب نعیمی سنبھلی سے میں نے خود سنی ہے اور یہ وہ شخصیت ہیں جو حضرت صدر الافاضل کے ساتھ برسوں سفر و حضر میں ساتھ رہے ہیں۔یہ تھا آپ کے توکل کا ایک ادنی سا واقعہ۔‘‘

[سہ ماہی سواد اعظم دہلی: اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۲ء۔ص ۵۹]